عمران سیریز

جولیا کا اغوا

ارشاد العصر جعفری

محترم قارئین

السلام علیکم!

نیا ناول ''جولیا کا اغوا'' آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ اس ناول میں گریٹ لینڈ کی سیکرٹ ایجنسی کنگ کوبرا اور سوئٹرز لینڈ کی سیکرٹ ایجنسی بلیک سکائی سامنے آئی ہیں۔ دونوں ایجنسیاں مل کر جولیا کے اغوا اور پھر خاتمہ کا پلان بناتی ہیں۔ لیڈی شینا جو کہ جولیا کی کلاس فیلو ہے، جولیا کے اغوا کے مشن پر پاکیشیا آتی ہے چونکہ لیڈی شینا جولیا کی کلاس فیلو اور دوست ہے لہذا جولیا اس پر اعتماد کرتی ہے اور اسے مہمان بھی بناتی ہے جس کی وجہ سے وہ جولیا کو باآسانی اغوا کر کے لے جاتی ہے۔ ایکسٹو اور عمران کو اس اغوا کا پتہ ہی اس وقت چلتا ہے جب جولیا اغوا ہو کر گریٹ لینڈ پہنچ چکی ہوتی ہے۔ عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم کے ساتھ گریٹ لینڈ پہنچتا ہے تو پھر تیز رفتار ٹمپو، فل ایکشن اور سسپنس سے بھرپور کہانی جنم لیتی ہے۔ جس کا نام ڈیتھ آف جولیا ہے۔ وہ لمحات سانسیں بند کر دینے کے لئے کافی ہیں جب عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ جولیا

کی تلاش میں گریٹ لینڈ کے جزیرے سمارٹرا پہنچتا ہے۔

سمارٹرا میں موجود کنگ کوبرا کے درجنوں افراد عمران کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو معلوم ہوتا ہے کہ بلیک سکائی کے چیف جان براؤن اور ڈپٹی چیف لیڈی شینا نے جولیا کو گولیاں مار کر ہلاک کر دینے کے بعد اس کی لاش بھی ٹھکانے لگا دی ہے۔ اس خبر کا اثر عمران اور اس کے ساتھیوں پر کیا ہوا اور اس کا کیا ردعمل سامنے آیا یہ تو آپ کو کتاب پڑھنے کے دوران ہی معلوم ہو گا۔

"جولیا کا اغوا" لکھ کر میں خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ میں آپ کے اعلیٰ ذوق کے عین مطابق ایک اور ناول لکھنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ میرے ناول پڑھنے والے قارئین میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور آپ میرے ناولوں کو پسند بھی کر رہے ہیں جس کا اندازہ مجھے آپ کے خطوط سے ہوتا ہے۔ آپ کے خطوط مجھے ملتے ہیں تو میرا سیروں خون بڑھا دیتے ہیں کیونکہ ایک مصنف کے لئے اس کے قارئین کے خطوط کسی سند سے کم نہیں ہوتے۔ میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ آپ خطوط لکھ کر اپنی پسند اور ناپسند سے مجھے آگاہ کرتے رہیں تاکہ میں آپ کی پسند اور معیار کے مطابق لکھنے کی کوشش کرتا رہوں۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

ارشاد العصر جعفری

یہ ایک کشادہ کمرہ تھا جو کہ آفس کے اندر میں سجایا گیا تھا۔ کمرے کے وسط میں ایک بڑی ٹیبل رکھی ہوئی تھی جو کہ انتہائی خوبصورت اور عمدہ دکھائی دے رہی تھی۔ ٹیبل پر تین مختلف رنگوں کے ٹیلی فون سیٹ اور ایک انٹرکام سیٹ رکھا ہوا تھا۔ چند فائلیں اور آفس میں استعمال ہونے والی دوسری اشیاء بھی موجود تھیں۔ ٹیبل کے ایک جانب خوبصورت ریوالونگ چیئر رکھی ہوئی تھی جبکہ دوسری جانب چار کرسیاں موجود تھیں اور ان چار کرسیوں میں سے تین پر تین افراد بیٹھے ہوئے تھے جن میں دو مرد اور ایک عورت تھی۔ دو مردوں میں سے ایک گریٹ لینڈ کی خفیہ ایجنسی کنگ کوبرا کا چیف انتھونی اور دوسرا سوئٹزر لینڈ کی خفیہ ایجنسی بلیک سکائی کا چیف جان براؤن تھا جبکہ عورت لیڈی شینا تھی جو کہ بلیک سکائی کی سیکنڈ چیف تھی۔ چوتھی کرسی اور ٹیبل کے دوسری جانب ریوالونگ چیئر دونوں

خالی تھیں۔ تینوں افراد خاموش بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے انداز سے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے انہیں کسی کا انتظار ہے۔ پھر ان کا انتظار ختم ہوا آفس کا دروازہ کھلا اور دو بوڑھے آدمی اندر داخل ہوئے۔ دونوں سر سے گنجے تھے اور اپنے حلیئے سے وہ سائنس دان دکھائی دیتے تھے۔ ان دونوں کو دیکھ کر آفس میں پہلے سے بیٹھے ہوئے تینوں افراد احتراماً کھڑے ہو گئے۔ دونوں بوڑھے تیز تیز چلتے ہوئے ٹیبل کے قریب پہنچے۔ ایک بوڑھا ریوالونگ چیئر کی طرف بڑھا اور پھر اس پر بیٹھ گیا جبکہ دوسرا خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ چکے تو انتھونی جان براؤن اور لیڈی شینا بھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''میں گریٹ لینڈ کا گریٹ سائنس دان سر مائیکل آج بہت خوش ہوں''...... ریوالونگ چیئر پر بیٹھنے والے بوڑھے نے کہا۔ صرف اس کا لہجہ ہی متکبرانہ نہیں تھا بلکہ وہ اپنی تعریف بھی خود کر رہا تھا۔

''اور میرے ساتھ ساتھ گریٹ سوئس سائنس دان سر کراؤن بھی بہت خوش ہیں''...... مائیکل نے دوسرے بوڑھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ انتھوئی، جان براؤن اور لیڈی شینا نے باری باری دونوں کی طرف دیکھا۔ واقعی وہ دونوں خوش دکھائی دے رہے تھے۔ مائیکل اور کراؤن دونوں ہی سائنس دان تھے اور گہرے دوست تھے۔ وہ دونوں اکٹھے ہی کام کرتے تھے۔ ان کے ملک

الگ الگ تھے لیکن جب مائیکل کو کوئی کام کرنا ہوتا تو وہ سوئٹزر لینڈ سے کراؤن کو بلا لیتا اور اس طرح جب کراؤن کسی اہم فارمولے پر کام کرتا تو گریٹ لینڈ سے مائیکل کو بلا لیتا اور اس طرح حکومت کے بھی وہ پراجیکٹ جنہیں خفیہ رکھنا مقصود نہیں ہوتا تھا ان دونوں سائنس دانوں کی زیر نگرانی مکمل ہوتے تھے۔ یہ دونوں سائنس دان انتہائی متعصب تھے۔ خاص طور پر مسلمانوں کے خلاف تو ان کے دل میں نفرت کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی تھی اور یہ ہمیشہ اس کوشش میں رہتے تھے کہ ایسی ایجادات کریں جو مسلمانوں کے خلاف استعمال کی جا سکیں۔

''آپ تینوں کا بہت شکریہ کہ آپ یہاں تشریف لائے''۔ سر کراؤن نے ان تینوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہمیں حکومت کی طرف سے خاص طور پر ہدایت ملی ہے کہ ہم یہاں حاضر ہوں اور آپ کے احکامات پر عمل کریں۔ اس ہدایت کی روشنی میں چیف جان براؤن اور میں سوئٹزر لینڈ سے کچھ ہی دیر پہلے گریٹ لینڈ پہنچے اور کنگ کوبرا کے چیف مسٹر انتھونی کے ساتھ یہاں حاضر ہو گئے''...... لیڈی شینا نے سر کراؤن سے کہا۔

''تو کیا انتھونی صاحب کو حکومت کی طرف سے ایسی ہدایات نہیں ملیں''...... سر مائیکل نے چونکتے ہوئے کہا۔

''سر۔ مجھے بھی ہدایت مل چکی ہے۔ اگر مجھے آرڈر نہ ملا ہوتا تو جان براؤن اور لیڈی شینا کے ساتھ یہاں آنے کا میرا جواز نہیں

بنتا تھا''...... کنگ کوبرا کے چیف انتھونی نے مؤدبانہ لہجے میں سر مائیکل سے کہا۔

''ہم دونوں نے ایک بہت ہی اہم مشین بنائی ہے۔ جسے ہم نے ایم مشین کا نام دیا ہے''...... سر مائیکل نے کہا۔

''مبارک ہو سر۔ آپ نے بہت ہی عظیم مشین بنائی ہے''۔ لیڈی شینا نے مؤدبانہ لہجے میں مبارک باد دیتے ہوئے کہا۔

''ابھی تو ہم نے مشین کی تفصیلات بتائی ہی نہیں ہیں اور تم نے اسے عظیم بھی قرار دے دیا''...... سر کراؤن نے کہا۔

''سر۔ آپ دونوں گریٹ سائنس دان ہیں اور آپ جو بھی چیز بنائیں گے وہ عظیم ہو گی''...... جان براؤن نے بھی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ بات تم نے بالکل ٹھیک کی ہے''...... سر مائیکل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تم یہ بات بھی سوچ رہے ہو گے کہ ہم نے یہ مشین ایجاد کر کے حکومت کے حوالے کیوں نہیں کی۔ تم لوگوں کو کیوں بلا لیا ہے''۔ سر براؤن نے ان تینوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو سر مائیکل کا ہلتا ہوا سر اور زیادہ ہلنے لگا۔

''نو سر۔ آپ جیسے عظیم لوگ بغیر سوچے سمجھے تو کوئی کام نہیں کرتے''...... انتھونی نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''ویری گڈ۔ تم بہت ذہین انسان ہو اور اتنے اہم عہدے پر تم

جیسے ہی ذہین انسان کو ہونا چاہئے۔ میں کوئین سے تمہاری سفارش کروں گا''...... سر مائیکل نے خوشی سے مامور لہجے میں کہا۔

''سر۔ آپ واقعی بہت گریٹ سائنس دان ہیں۔ آپ ہماری سفارش بھی ہماری حکومت سے کیجئے گا''...... لیڈی شینا نے سر مائیکل سے کہا تو وہ اور زیادہ خوش ہو گیا اور اس کا چہرہ چمکنے لگا۔

''ہاں۔ ہاں۔ میں اور سر کراؤن بھی حکومت سے تمہاری سفارش کریں گے۔ انتھونی کی طرح تم دونوں بھی ذہین اور سمارٹ ہو''۔ سر مائیکل نے لیڈی شینا کی خوشامد سے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''سر۔ آپ اس گریٹ مشین کا ذکر کر رہے تھے جو آپ نے بنائی ہے''...... انتھونی نے کہا۔

''ہاں۔ وہ مشین بہت عظیم ایجاد ہے۔ یہ دماغ کو تبدیل کر دیتی ہے۔ مسٹر انتھونی، جان براؤن اور لیڈی شینا آپ کی فیلڈ کے لوگ اپنے دماغ کو لاک کر دیتے ہیں۔ اس لاک کی وجہ سے آپ ان سے کسی قسم کی معلومات حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ اہم مشین ایک معمولی سے جھٹکے سے وہ لاک بھی توڑ دے گی۔ اس کا پہلا فائدہ تو یہ ہو گا کہ جو لوگ اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کر لیتے ہیں آپ اس مشین کے ذریعے ان کا دماغ تبدیل کر دیں گے اور وہ لوگ واپس اپنے مذہب میں آ جائیں گے اور دوسرا فائدہ یہ ہو گا کہ آپ سے کوئی بھی شخص کچھ نہیں چھپا سکے گا کیونکہ آپ نے اس کا ذہنی لاک فوراً توڑ دینا ہے''...... سر مائیکل نے اپنی بنائی ہوئی مشین کے

بارے میں بتایا۔

''اوہ۔ ریئلی۔ یہ تو گریٹ سے بھی بڑھ کر ہے۔ کاش یہ کچھ عرصہ پہلے بن جاتی تو ہم اپنی سویٹ شہزادی سے محروم نہ ہوتے جسے مجبوری کی حالت میں مار دیا گیا۔ اس کا ذہن تبدیل کر دیتے اور وہ اپنے مسلم بوائے فرینڈ سے شادی کا ارادہ ترک کر دیتی''۔ انھونی نے اپنی شہزادی کو یاد کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ شہزادی کی المناک موت کے بعد ہی میں نے سوچا تھا کہ کوئی ایسی مشین بنائی جائے جو اس طرح انسان کا ذہن تبدیل کر دے کہ اس انسان کو اور دیگر انسانوں کو بھی محسوس نہ ہو کہ ان کے ساتھ کوئی زبردستی کی گئی ہے اور وہ تبدیلی ہو بھی مستقل اور مجھے خوشی ہے کہ آج ہم ایسی مشین بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اب آئندہ کوئی شہزادی روڈ ایکسیڈنٹ میں نہیں ماری جائے گی''...... سر مائیکل نے کہا۔

''اور آپ نے اس لئے یہ مشین براہ راست ہمیں دینے کا فیصلہ کیا ہے کہ ہم فوراً اسے استعمال کرنا شروع کر دیں کیونکہ گریٹ لینڈ سمیت تمام یورپین ممالک میں آئے دن لوگ مسلمان ہوتے رہتے ہیں''...... انھونی نے کہا۔

''ہاں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اس مشین کے حوالے سے ضروری کارروائی خود کر لیں گے۔ آپ نے ایک دن بھی ضائع نہیں کرنا اور اس مشین کو استعمال میں لے آنا ہے''...... سر کراؤن نے کہا۔

''یہ ہمارے لئے بہت شرم کی بات ہے بلکہ ڈوب مرنے والی بات ہے کہ ہمارے لوگ ہمارے ملک میں رہتے ہوئے غیر مذہب اختیار کریں''...... سر مائیکل نے کہا۔

''واقعی سر۔ یہ بہت افسوس کی بات ہے ہمارے لئے اس سے بڑھ کر شرم کی بات اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ اسی شرم سے بچنے کے لئے تو ہم نے اپنی شہزادی قربان کر دی تھی''...... انھونی نے سر مائیکل کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''آپ نے اپنی شہزادی کا ذکر کیا تو میرے ذہن میں بھی ایک ایسی لڑکی آئی ہے جس نے ہمیں بدنام کیا ہے۔ نہ صرف سوئٹزر لینڈ چھوڑ دیا بلکہ غیر مذہب بھی قبول کر لیا''...... لیڈی شینا نے کہا تو دونوں سائنس دان، انھونی اور جان براؤن چاروں ہی یکدم چونک پڑے اور ان چاروں نے سوالیہ انداز میں لیڈی شینا کی طرف دیکھا۔

''پچھلے ماہ میں لانگ لیو پر تھی اس لئے میں نے سوچا کہ کسی خوبصورت ملک کی سیر کی جائے۔ ایشیائی ملک پاکیشیا کی میں نے بہت تعریفیں سنی ہوئی تھیں۔ میں نے سوچا کہ اس دفعہ پاکیشیا کی سیاحت کی جائے۔ پروگرام فائنل کر کے میں پاکیشیا پہنچ گئی اور پاکیشیا کے دارالحکومت کی ایک مارکیٹ میں گھومتے ہوئے اتفاق سے میری ملاقات جولیانا فٹزر واٹر سے ہوئی جو میری کلاس فیلو تھی اور ہم میں بہت زیادہ دوستی تھی۔ اس ملاقات میں اس نے بتایا کہ

اس نے سوئٹزر لینڈ جیسے ملک کو چھوڑ دیا ہے وہ پاکیشیا کی شہری ہے اور نہ صرف پاکیشیا کی شہری ہے بلکہ وہ مسلمان ہو چکی ہے"۔ لیڈی شینا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"میری نظر میں تو یہ سنگین جرم ہے اور اس کی سخت سے سخت سزا ملنی چاہئے"...... سر کراؤن نے کہا۔

"بالکل۔ اگر ہماری قوم اپنی شہزادی کو سزا دے سکتی ہے تو آپ کو بھی اپنی ایک عام سی لڑکی کو ضرور سزا دینی چاہئے"...... سر مائیکل نے سر کراؤن سے کہا تو سر کراؤن نے جان براؤن کی طرف دیکھا۔

"یہ لڑکی جولیانا فنٹر واٹر پاکیشیا میں کرتی کیا ہے"...... جان براؤن نے لیڈی شینا سے پوچھا۔

"جولیا نے تو بتایا تھا کہ وہ پولیس ڈیپارٹمنٹ میں لیڈی انسپکٹر ہے لیکن اس کے انداز و اطوار دیکھ کر مجھے لگ رہا تھا کہ وہ عام پولیس کی بجائے کسی خفیہ محکمے میں کام کرتی ہے"...... لیڈی شینا نے کہا۔

"جب وہ یہاں آجائے گی تو سب معلوم ہو جائے گا"۔ انتھونی نے جان براؤن سے کہا۔

"ہاں۔ اب پہلے اسے یہاں لاؤ اور سب سے پہلے یہ مشین اسی پر استعمال کرو۔ باقی لوگوں کو بعد میں دیکھیں گے"...... سر مائیکل نے انتھوئی اور جان براؤن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر۔ اسے یہاں لانا بہت ہی آسان ہے۔ میں آج ہی

پاکیشیا چلی جاتی ہوں اور کل تک جولیا یہاں گریٹ لینڈ میں ہو گی"...... لیڈی شینا نے کہا۔

"اسے یہاں لانا تمہارا کام ہے۔ تم اسے یہاں گریٹ لینڈ میں لے آؤ۔ اس پر مشین ہم خود استعمال کریں گے اور پھر ساتھ ساتھ تمہیں مشین آپریٹ کرنا بھی سکھا دیں گے۔ اب ہمیں یہاں کے لوگوں کی پرواہ نہیں ہے۔ ان پر پھر یہ مشین استعمال ہوتی رہے گی۔ اب پہلے اس لڑکی جولیانا کو واپس اپنے مذہب میں لانا ہے"...... سر کراؤن نے لیڈی شینا اور جان براؤن سے کہا۔

"اوکے۔ آج کی میٹنگ برخاست کی جاتی ہے۔ جولیانا کے آنے پر ہماری اگلی ملاقات ہوگی"...... سر مائیکل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مصافحے کے لئے اپنا ہاتھ ان تینوں کی طرف بڑھایا۔ جان براؤن، انتھونی اور لیڈی شینا نے باری باری دونوں سائنس دانوں سے ہاتھ ملایا اور وہ آفس سے باہر نکل آئے۔ چونکہ جان براؤن اور لیڈی شینا انتھونی کے ساتھ اس کی کار میں آئے تھے اس لئے واپسی کے لئے بھی وہ اسی کی کار میں بیٹھ گئے۔

"لیڈی شینا۔ جولیانا فنٹر واٹر کو لینے صرف آپ جا رہی ہیں یا جان براؤن بھی آپ کے ساتھ جائیں گے"...... انتھونی نے کار سٹارٹ کرتے ہوئے لیڈی شینا سے پوچھا اور پھر اس نے گیئر لگا کر کار آگے بڑھا دی۔

"سر۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ تو بہت معمولی سا کام ہے۔ چیف

کو وہاں جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے''...... لیڈی شینا نے کہا۔

''آپ نے پاکیشیا میں جولیانا فٹز واٹر کی رہائش گاہ دیکھی ہوئی ہے''...... جان براؤن نے لیڈی شینا سے پوچھا۔

''جولیا وہاں راحیل پلازہ کے کسی فلیٹ میں رہتی ہے۔ وہ مجھے اپنے ساتھ اپنے فلیٹ میں تو نہیں لے گئی تھی لیکن میں نے اسے راحیل پلازہ میں جاتے ہوئے دیکھا تھا''...... لیڈی شینا نے کہا۔

''لیڈی شینا۔ آپ نے ذکر کیا تھا کہ اس کے انداز و اطوار دیکھ کر آپ کو محسوس ہوا تھا کہ وہ کسی خفیہ محکمے میں ہے۔ اگر وہ خفیہ محکمے میں ہوئی تو اس کا اغوا مشکل ہو جائے گا''...... انتھونی نے لیڈی شینا سے کہا۔

''سر۔ آپ مجھے جانتے نہیں ہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں پاکیشیا کے صدر کو اغوا کر کے گریٹ لینڈ پہنچا دوں''...... لیڈی شینا نے انتھونی کی بات پر ناراض ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ میری بات پر ناراض ہوگئیں۔ سوری۔ میں غلط بات کہہ گیا حالانکہ میں جانتا ہوں کہ آپ دنیا کی چند بہترین سیکرٹ ایجنٹوں میں سے ایک ہیں''...... انتھونی نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''ویسے بھی یہ شینا کا وہم ہے کہ جولیا وہاں کسی خفیہ محکمے میں ملازمت کرتی ہے''...... جان براؤن نے کہا۔

''وہ کس طرح چیف''...... لیڈی شینا نے جان براؤن سے پوچھا۔

''کیا گریٹ لینڈ اور سوئس گورنمنٹ میں اتنی جرأت ہے کہ وہ کسی غیر ملکی کو اپنے کسی سیکرٹ محکمے میں ملازمت دے دے''۔ جان براؤن نے کہا تو لیڈی شینا نے انکار کی صورت میں گردن ہلا دی۔

''جب ہم جیسے پاورفل، ترقی یافتہ ملکوں میں یہ جرأت نہیں ہے تو پھر ایک پسماندہ ایشیائی ملک میں یہ جرأت کیونکر ہو سکتی ہے اور پاکیشیائی تو ویسے بھی کسی گورے پر اعتماد نہیں کریں گے کیونکہ پاکیشیا کے قیام کے وقت گریٹ لینڈ کے ایک آفیسر نے اس قوم کو ایسا ہاتھ دکھایا تھا کہ یہ قوم قیامت تک اسے یاد رکھے گی''...... انتھونی نے مسکراتے ہوئے کہا تو جان براؤن اور لیڈی شینا نے قہقہہ لگایا کیونکہ تاریخ سے وہ بھی واقف تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ پاکیشیا کے قیام کے وقت گریٹ لینڈ کے آفیسر نے پاکیشیا کا نقشہ ہی بدل دیا تھا۔ جس کی وجہ سے بہت سے علاقے جو پاکیشیا کا حصہ بنتے تھے وہ کافرستان کا حصہ بن گئے تھے اور نوے فیصد مسلم آبادی والی ایک بڑی ریاست پر بھی اسی آفیسر کی آشیرباد پر کافرستان نے قبضہ کر لیا تھا اور آج تک وہاں کافرستان نے خون کا بازار گرم کیا ہوا تھا۔

''بے چاری پاکیشیائی قوم۔ کتنی معصوم اور بھولی بھالی ہے''۔ لیڈی شینا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''صرف پاکیشیائی ہی نہیں پوری مسلم قوم جذباتی ہے اور جذباتی انسان اپنی عقل سے نہیں دل سے فیصلے کرتا ہے۔ عقل کے فیصلوں سے انسان ترقی کرتا ہے اور دل کے فیصلوں سے انسان نقصان

اٹھاتا ہے''...... انتھونی نے کہا۔

''اسی لئے یہ مسلم ممالک ترقی میں ہم سے صدیوں پیچھے ہیں''۔ جان براؤن نے کہا تو انتھونی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''سر۔ جس طرح سر مائیکل اور سر کراؤن نے ہم سے میٹنگ کی ہے۔ اپنی ایجاد اور اس کے استعمال کے بارے میں ہمیں احکامات دیئے ہیں۔ یہ طریقہ کار قواعد و ضوابط کے مطابق تو نہیں ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ دونوں سائنس دان اپنی مشین، رپورٹ کے ساتھ گورنمنٹ کے حوالے کر دیتے اور پھر متعلقہ وزارت ہمیں بریفنگ دیتی اور احکامات بھی ہمیں متعلقہ وزارت کے ذریعے سے ملنے چاہیں تھے''...... لیڈی شینا نے کہا۔

''آپ کی بات سو فیصد درست ہے لیکن یہ دونوں سائنس دان انتہائی سر پھرے اور ضدی ہیں۔ ان کے دماغ میں جو بات آ جائے یہ منوا کر چھوڑتے ہیں چاہے اس کے لئے حکومتوں کو اپنے قانون ہی کیوں نہ بریک کرنے پڑیں۔ اب بھی ایسا ہی ہوا ان کی ضد کی وجہ سے قواعد و ضوابط کو ایک طرف رکھ کر ان سے ہماری میٹنگ کرائی گئی ہے اور اب ان کے ہر حکم کی تعمیل کرنا ہمارا فرض ہے''...... انتھونی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کار کی رفتار آہستہ کر لی کیونکہ وہ اپنے ہیڈکوارٹر کی بلڈنگ کے قریب پہنچ چکا تھا۔

''کیا بات ہے صاحب۔ آج آپ کے چہرے پر مسکراہٹوں کے گلاب کھل رہے ہیں۔ کہیں مہ جبینوں کے خیال گل آفرین تو نہیں آ رہے''...... سلیمان، عمران کو چائے دینے کے لئے آیا تو عمران ایک رسالہ پڑھ رہا تھا اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ عمران کو اس طرح مسکراتے ہوئے دیکھ کر سلیمان نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا کہا تم نے۔ مہ جبین، گل آفرین۔ یہ کن لڑکیوں کے نام ہیں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آہ۔ اسی لئے تو کہتا ہوں کہ کاش آپ نے بھی دو چار جماعتیں پڑھ لی ہوتیں تو میری باتیں تو آپ کو سمجھ آ جاتیں''۔ سلیمان نے آہ بھرتے ہوئے کہا تو عمران کی آنکھیں پھیل گئیں۔

''کیا۔ تمہارا کیا مطلب ہے کہ میں ان پڑھ ہوں۔ وہ میری

ڈگریوں کی جو لمبی قطار ہے۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) وہ کیا ہے''...... عمران نے پہلے سے بھی زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ڈی ایس سی۔ ڈیڈ ساکچن، آکسن یعنی اکثر۔ پورا مطلب یہ ہوا کہ ایسا بندہ جس کے گھر کا کچن اکثر ڈیڈ رہتا ہو''...... سلیمان نے ڈی ایس سی (آکسن) کا مطلب بتاتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہاں۔ یہ ترجمہ تو تم نے بالکل ٹھیک کیا ہے۔ میں تو خواہ مخواہ لوگوں پر رعب جھاڑتا پھرتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''داد دیں اپنے اس پڑھے لکھے باورچی کو''...... سلیمان نے فخریہ انداز میں عمران سے کہا۔

''بالکل جناب۔ میں صرف تمہیں داد ہی نہیں بلکہ تم پر ناز بھی کرتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اپنی شخصیت ہی ایسی ہے۔ بس کبھی خود پر غرور نہیں کیا''۔ سلیمان نے اپنے کالر کو انگلی مارتے ہوئے کہا۔

''جناب آغا سلیمان پاشا صاحب۔ ابھی آپ کیا فرما رہے تھے''۔ عمران نے سلیمان سے پوچھا۔

''میں آپ سے مسکرانے کی وجہ پوچھ رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ چاند جیسے چہرے والے افراد کا خیال تو آپ کو مسکرانے پر مجبور نہیں کر رہا کیونکہ ان کا خیال ہی پھولوں جیسی مسکراہٹ کا سبب بنتا

ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''اچھا۔ اچھا۔ تمہارے کہنے کا یہ مطلب تھا۔ اب مجھے کیا معلوم میں پڑھا لکھا تو ہوں نہیں''...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''چلیں۔ اب تو میں نے مطلب بتا دیا ہے۔ اب تو آپ مسکرانے کی وجہ بتا دیں''...... سلیمان نے کہا۔

''ایک تم ہو کہ شادی کرنے کے لئے پریشان رہتے ہو اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو شادی کر کے پریشان رہتے ہیں۔ میں دونوں کے بارے میں سوچ رہا تھا''...... عمران نے سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا رسالے میں یہی لکھا ہوا ہے کہ لوگ شادی کر کے پریشان رہتے ہیں''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں۔ رسالے میں لکھا ہوا ہے کہ شوہر، جناب میری بیوی گم ہو گئی ہے۔ پوسٹ ماسٹر، اندھے یہ پوسٹ آفس ہے۔ تم پولیس اسٹیشن جاؤ۔ شوہر، معاف کیجئے گا جناب خوشی میں سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ کہاں جاؤں''...... عمران نے رسالے میں لکھا ہوا لطیفہ سلیمان کو سناتے ہوئے کہا تو اس کا منہ مزید بگڑ گیا۔

''ایسے لطیفے آپ ہی جیسے لوگ لکھ کر بھیجتے ہیں۔ جن کی خواہش تو ہوتی ہے کہ ان کی شادی ہو مگر کسی وجہ سے ان بے چاروں کی شادی نہیں ہو سکتی۔ اپنی خفت مٹانے کے لئے وہ ایسی تحریریں لکھتے ہیں اور ایسی باتیں کرتے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔ پھر اس سے

پہلے کہ عمران اس کو کوئی جواب دیتا فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

"یس۔ علی عمران ڈیڈ سا کچن اکثر سپیکنگ"...... عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈ سا کچن اکثر۔ اس کا کیا مطلب ہوا"...... دوسری طرف سے جولیا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"یہ مطلب ہے ڈی ایس سی (آکسن) کا۔ یعنی علی عمران وہ بندہ ہے جس کا کچن اکثر ڈیڈ رہتا ہے"...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ یہ مطلب کس نے اخذ کیا ہے"...... دوسری طرف سے جولیا کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر پروفیسر آغا سلیمان پاشا صاحب نے"...... عمران نے کہا تو جولیا کی تیز ہنسی سنائی دی۔

"سلیمان نے ٹھیک مطلب اخذ کیا ہے۔ تم خواہ مخواہ ہم پر اپنی ڈگریوں کا رعب ڈالتے ہو"...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جن پہ تکیہ تھا وہ پتے ہوا دینے لگے۔ تم بھی سلیمان کی حمایت کر رہی ہو۔ کہیں پٹڑی بدلنے کا ارادہ تو نہیں ہے"...... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ تمہیں تو بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاں بھئی۔ اب تو میری پٹڑی کا مطلب تمہیں معلوم ہو گیا

ہے۔ اب تو تم نے شٹ اپ ہی کہنا ہے"...... عمران نے اداس سے لہجے میں کہا۔

"زیادہ باتیں مت بناؤ۔ فوراً میرے فلیٹ آ جاؤ۔ میں نے چائنیز رائس بنائے ہیں۔ دیگر ساتھی بھی آ رہے ہیں"...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا تو عمران نے بھی رسیور کریڈل پر رکھا اور چائے کا کپ اٹھا کر میز پر رکھ دیا اور خود اٹھ کھڑا ہوا۔

"سلیمان۔ چائے ٹھنڈی ہو گئی ہے۔ تم کپ اٹھا لو اور بیرونی دروازہ بند کر لو۔ میں چائنیز رائس کھانے جولیا کے فلیٹ پر جا رہا ہوں"...... عمران نے سلیمان کو آواز دی تو سلیمان فوراً ہی حاضر ہو گیا۔

"زمانہ بدل گیا ہے صاحب۔ پہلے ہیر اپنے رانجھے کے لئے چوری بنا کر لاتی تھی اور اپنے ہاتھ سے کھلاتی تھی اور اب غیر ملکی ڈش پکا کر اپنے گھر بلا لیتی ہے۔ صاحب اسے کہتے ہیں ترقی"۔ سلیمان نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"احمق۔ جولیا ہیر نہیں ہے اور اس نے صرف مجھے ہی نہیں بلایا بلکہ سب ساتھیوں کو بلایا ہے"...... عمران نے سلیمان کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"پھر تو وہاں کیدو بھی ہو گا۔ واہ زمانے نے کیا ترقی کر لی ہے۔ پہلے کیدو کمزور جسامت کے، کالی رنگت کے اور لنگڑے لولے

ہوتے تھے جبکہ آج کل مارکیٹ میں سرخ و سفید رنگت اور طاقتور قسم کے کیدو دستیاب ہیں''...... سلیمان نے کہا تو عمران مسکرانے لگا۔ سلیمان نے تنویر کو ماڈرن کیدو کا خطاب دیا تھا۔

''میں تمہارے الفاظ تنویر سے کہہ دوں گا۔ پھر تم جانو اور تنویر جانے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فلیٹ سے باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی سرخ رنگ کی سپورٹس کار جولیا کے فلیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ تقریباً دس منٹ کی تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد وہ راحیل پلازہ پہنچ گیا۔ جولیا کا فلیٹ آج کل اس پلازہ میں تھا۔ جولیا کے علاوہ چوہان کا فلیٹ بھی اس پلازہ میں تھا۔ عمران نے ڈور بیل بجائی تو چند لمحوں بعد فلیٹ کا دروازہ کھلا اور چوہان کی شکل دکھائی دی۔

''السلام علیکم۔ عمران صاحب''...... چوہان نے عمران کو سلام کیا اور اس کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔ عمران نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فلیٹ میں داخل ہو گیا۔ پھر وہ دونوں سٹنگ روم میں آ گئے۔

''مس جولیا کو یقین تھا کہ آپ سب سے پہلے پہنچیں گے کیونکہ چائنیز رائس آپ کی فیورٹ ڈش ہے''...... چوہان نے کہا۔

''جولیا چائنیز رائس کے لئے نہیں اگر صرف چائے کے لئے بھی بلائے تو میں سر کے بل چل کر آؤں گا''...... عمران نے کہا کیونکہ اس نے جولیا کو سٹنگ روم میں آتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اس کا جملہ سن کر جولیا کا چہرہ گلنار ہو گیا تھا۔

''عمران صاحب۔ اگر آپ کے دل میں مس جولیا کے لئے اتنی محبت ہے تو پھر آپ اسے اتنا تنگ کیوں کرتے ہیں''...... چونکہ چوہان کی کمر سٹنگ روم کے دروازے کی طرف تھی اس لئے اسے معلوم نہیں ہوا تھا کہ جولیا اندر آ چکی ہے اس لئے اس نے جولیا سے ہمدردی جتاتے ہوئے کہا اور پھر اسی لمحے اسے احساس ہو گیا کہ جولیا اندر آ چکی ہے تو وہ چونک کر سیدھا ہوا اور اس کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے لیکن جولیا نے ایسے ظاہر کیا جیسے اس نے چوہان کی بات سنی ہی نہ ہو۔

''میں نے کہا تھا نا کہ عمران چائنیز رائس کا نام سن کر دوڑتا چلا آئے گا''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں دوڑتا ہوا تو نہیں آیا بلکہ کار ڈرائیونگ کرتا ہوا آیا ہوں اور پھر مجھ سے پہلے تو چوہان یہاں موجود ہے''...... عمران نے کہا۔

''چوہان کا فلیٹ تو اسی پلازہ میں ہے لہٰذا وہ فوراً آ گیا۔ تم تو دور سے آئے ہو اور سب سے پہلے آ گئے ہو''...... جولیا نے کہا۔

''جولیا۔ میں تو تمہارے بلاوے کا منتظر رہتا ہوں۔ جیسے ہی تم بلاتی ہو میں فوراً حاضر ہو جاتا ہوں''...... عمرن نے رومانٹک لہجے میں کہا تو جولیا کا چہرہ ایک بار پھر گلنار ہو گیا لیکن اس نے عمران کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ چند لمحوں تک خاموشی رہی اور پھر ڈور بیل کی آواز نے اس خاموشی کو توڑ دیا۔ ڈور بیل کی آواز سن کر چوہان اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ واپس آیا تو

اس کے ساتھ تنویر تھا۔ تنویر نے سٹنگ روم میں داخل ہو کر سلام کیا اور ساتھ ہی عمران کو دیکھ کر اس کا منہ بھی بن گیا۔

"آج سلیمان تمہاری بہت تعریف کر رہا تھا"...... تنویر صوفے پر بیٹھ چکا تو عمران نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میری تعریف۔ لیکن کس خوشی میں"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سلیمان کہہ رہا تھا کہ تنویر بہت ہی ذہین، خوبصورت اور سمارٹ نوجوان ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم کوئی نیا چکر تو نہیں چلانے والے"...... تنویر نے مشکوک لہجے میں عمران سے کہا۔ وہ عمران کی ایسی بات پر یقین کر ہی نہیں سکتا تھا۔

"ارے۔ میں حلفیہ کہہ سکتا ہوں کہ اس نے تمہارے متعلق یہ الفاظ کہے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ حیرت ہے آج کل مارکیٹ میں ایسے کیدو دستیاب ہیں جبکہ پہلے زمانے میں تو سوکھے سڑے، کالے بھجنگ اور لنگڑے لولے کیدو ہوتے تھے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو جولیا اور چوہان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی جبکہ تنویر کا چہرہ غصے سے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا۔

"اوہ۔ اس کی یہ جرأت کہ وہ مجھے کیدو سے ملائے۔ میں اس کی گردن دبا دوں گا"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم یہ کام ضرور کرنا۔ میں تو اس باورچی سے عاجز آیا ہوا ہوں"...... عمران نے جلدی سے کہا۔

"تمہی نے اسے سر پر چڑھا رکھا ہے۔ اس کی گردن دبانے سے پہلے میں تمہاری گردن دباؤں گا"...... تنویر نے بدستور غراتے ہوئے کہا۔

"دیکھا جولیا۔ میرے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ سلیمان ڈیڈی کا چہیتا ہے۔ فلیٹ میں اس نے میری زندگی اجیرن کر رکھی ہے اور دوستوں کے درمیان آ کر بیٹھو تو تنویر بلاوجہ ہی چڑھائی کر دیتا ہے۔ اس سے پوچھو کہ میں نے اس کا کیا بگاڑا ہے جو یہ ہر وقت مجھ پر غصے ہوتا رہتا ہے"...... عمران نے جذباتی لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بھی گرنے لگے۔ عمران کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر جولیا کا دل تڑپ گیا لیکن تنویر اور چوہان کی موجودگی کی وجہ سے وہ کچھ نہ بول سکی۔

"تم دنیا کے نمبر ون ایکٹر ہو لیکن میں تمہاری اداکاری سے متاثر ہونے والا نہیں ہوں"...... تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر میں تمہاری نظر میں اتنا ہی برا ہوں تو میں آئندہ تمہاری نجی محفلوں میں نہیں آیا کروں گا اور اب بھی میں جا رہا ہوں"...... عمران نے اداس لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ کیا بچپنا ہے عمران۔ تمہیں کس نے کہا ہے کہ تم اٹھ کر چلے

جاؤ‘‘...... جولیا نے عمران کو اٹھتے ہوئے دیکھا تو جلدی سے کہا۔

’’ایسی محفل میں بیٹھنے کا کیا فائدہ جس میں دوست مجھے دوست ہی نہ سمجھیں‘‘...... عمران نے کہا اور وہ دروازے کی طرف بڑھا۔

’’تنویر۔ روکو عمران کو۔ یہ تمہاری وجہ سے جا رہا ہے‘‘...... جولیا نے تنویر سے کہا۔

’’جولیا تم جانتی ہو کہ یہ اداکاری کر رہا ہے۔ یہ کہیں نہیں جانے والا‘‘...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ عمران نے تنویر کی بات سنی اور سٹنگ روم سے باہر نکل گیا۔ جولیا نے دروازے کی طرف دیکھا۔

’’اوکے۔ اگر عمران ہماری نجی محفلوں میں نہیں آئے گا تو آج کے بعد ہماری نجی محفلیں ہوا بھی نہیں کریں گی‘‘...... جولیا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ تنویر کو یقین تھا کہ عمران سٹنگ روم سے باہر نہیں جائے گا لیکن اب عمران چلا گیا تھا تو وہ بھی بوکھلا گیا تھا۔ وہ فوراً ہی اٹھا اور نہایت تیزی سے باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے آگے عمران تھا اور اس نے عمران کی کنپٹی پر ریوالور رکھا ہوا تھا۔ عمران خوفزدہ دکھائی دے رہا تھا۔

’’یہ کیسے نہیں آئے گا ہماری نجی محفلوں میں۔ میں اسے گولی مار کر لے آؤں گا‘‘...... تنویر نے ایسے انداز میں کہا کہ چوہان اور جولیا کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

’’تمہیں معلوم ہے اس طرح ریوالور دکھا کر کسی کو اپنے ساتھ

چلنے پر مجبور کرنا اغوا کہلاتا ہے اور انٹیلی جنس کا سوپر فیاض میرا دوست ہے۔ میں تمہارے خلاف اغوا کا پرچہ کراؤں گا‘‘...... عمران نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

’’میں تمہیں بھی دیکھ لوں گا اور اس سوپر فیاض کو بھی‘‘...... تنویر نے کہا اور پھر اس نے عمران کو کندھے سے پکڑ کر صوفے پر بٹھا دیا۔ اسی لمحے ڈور بیل ایک مرتبہ پھر بج اٹھی۔ چونکہ دروازہ لاک نہیں تھا اس لئے بیل کے چند لمحوں بعد صفدر اور صدیقی سٹنگ روم میں آ گئے۔ سٹنگ روم کا ماحول دیکھ کر وہ چونک پڑے اور پھر جب انہیں حالات معلوم ہوئے تو وہ بھی مسکرانے لگے۔ پھر خاور اور نعمانی بھی آ گئے۔

’’مس جولیا۔ اب کورم پورا ہو گیا ہے اور ساتھیوں کو بھوک بھی ستا رہی ہے۔ لہٰذا جلدی سے کھانے کی ٹیبل سجائی جائے‘‘...... خاور نے جولیا سے کہا تو جولیا مسکراتی ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

’’ندیدے سبھی ہو اور بدنام مجھے کیا ہوا ہے‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سبھی مسکرانے لگے۔

’’تم بڑے ندیدے ہو اور ہم چھوٹے اور بدنامی بڑوں کے حصے میں ہی آنی چاہئے‘‘...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’تم مسکرانا جانتے ہو۔ میں تو سمجھا تھا کہ تمہیں مسکرانا آتا ہی نہیں‘‘...... عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

’’طنز نہ ہو صرف مزاح ہو تو میں مزاح کو تم سب سے زیادہ

انجوائے کرتا ہوں''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ ہمیں معلوم ہے''...... عمران نے تنویر کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران کے اس انداز میں تنویر کو ایک بار پھر غصہ آ گیا اور اس نے عمران کی بات کا جواب دینے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ جولیا نے سٹنگ روم میں آ کر کھانا لگنے کا اعلان کیا۔ اس اعلان کے ہوتے ہی سب اٹھ کھڑے ہوئے اور تنویر کو بات کرنے کا موقع نہ ملا۔ کھانے کے بعد وہ سٹنگ روم میں واپس آ کر بیٹھے تو جولیا نے انہیں چائے بھی پیش کر دی۔ وہ چائے پی رہے تھے کہ ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔ جولیا اٹھ کر ٹیلی فون کی طرف بڑھی اور اس نے سی ایل آئی پر نمبر دیکھے۔

''چیف کی کال ہے''...... نمبر دیکھنے کے بعد جولیا نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھانے کے بعد لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''ایکسٹو''...... جیسے ہی جولیا نے رسیور اٹھایا ایکسٹو کی مخصوص اور سرد آواز سنائی دی۔

''یس چیف۔ جولیا سپیکنگ''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''رسیور عمران کو دو''...... ایکسٹو نے کہا تو جولیا نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''یس چیف۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) سپیکنگ''...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں جانتا ہوں تمہاری ڈگریوں کو۔ لہٰذا میرے سامنے انہیں بار بار دہرانے کی ضرورت نہیں ہے''...... ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوکے چیف۔ علی عمران ڈگریوں سے انجان، بندہ نادان، لمبی یا کالی زبان''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''شٹ اپ۔ میرے سامنے بیکار بکواس مت کیا کرو''۔ ایکسٹو کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''اس کا مطلب ہے کہ آپ کے سامنے کار آمد بکواس کرنے کی اجازت ہے''...... عمران نے تنویر کو آنکھ کا مخصوص اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''سرداور کے پاس شوگران کے سائنس دانوں کا ایک وفد آیا ہوا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ان سے تمہاری ملاقات کرائی جائے۔ اس سلسلے میں انہوں نے سرسلطان سے گزارش کی ہے اور سرسلطان نے مجھے تحریری درخواست دی ہے۔ لہٰذا تم سرداور کے پاس چلے جاؤ بغیر کسی تاخیر کے''...... ایکسٹو نے اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''عمران یاد رکھو کسی دن تم چیف کے حکم پر میرے ہاتھوں مارے جاؤ گے''...... تنویر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا چیف ہر وقت نقاب میں اور ہر وقت پوشیدہ کیوں رہتا ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’پاکیشیا کا مفاد اسی میں ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف پوشیدہ رہے‘‘...... تنویر نے جواب دیا۔

’’نہیں۔ یہ بات تو بس پھیلائی گئی ہے وجہ تو کچھ اور ہے‘‘۔ عمران نے پراسرار لہجے میں کہا۔

’’اچھا۔ وہ وجہ کیا ہے عمران صاحب‘‘...... صفدر نے عمران سے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

’’تمہارا چیف میرے خوف کی وجہ سے ہر وقت پوشیدہ رہتا ہے‘‘۔ عمران نے فخریہ لہجے میں تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

’’عمران۔ ہمارے سامنے چیف کے متعلق غلط ریمارکس مت دیا کرو‘‘...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’چیف تمہاری باتوں کو اس لئے نظرانداز کر دیتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے تمہاری کچھ خدمات ہیں ورنہ تم بھی جانتے ہو کہ چیف تمہارا ایسا عبرتناک حشر کرے کہ تمہاری روح بھی بلبلاتی رہے‘‘...... تنویر نے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

’’اس طرح ہنس کیوں رہے ہو۔ کیا تنویر نے غلط کہا ہے‘‘۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’میں ہنس اس لئے رہا ہوں کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کی حمایت کر رہے ہو جسے تم نے کبھی دیکھا ہی نہیں اور میری مخالفت کرتے ہو حالانکہ میں تمہارے سامنے رہتا ہوں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ایکسٹو ہمارا چیف ہے اور ہم اس کے وفادار ماتحت ہیں۔ اگر ایکسٹو کے حکم پر ہمیں جان بھی قربان کرنی پڑ جائے تو ہم انکار نہیں کریں گے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ایکسٹو کا ہر حکم ہمارے ملک کے مفاد میں ہوتا ہے‘‘...... تنویر نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا کر اس کی بات کی تائید کی۔

’’حالانکہ ایکسٹو ہمیشہ تم سے سرد اور سخت لہجے میں بات کرتا ہے‘‘۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

’’عمران صاحب۔ ڈاکٹرز بھی تو کڑوی کسیلی دوائیاں دیتے ہیں ان کے انجکشن کی وجہ سے بازو سوج جاتا ہے لیکن ہم پھر بھی ڈاکٹرز کے پاس جاتے ہیں، ان کا احترام کرتے ہیں اور ان کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔ اسی طرح چیف کے سخت اور سرد لہجے میں بھی محبت ہوتی ہے۔ ہماری اور ملک وقوم کی بہتری اور مفاد اسی سخت لہجے میں ہوتا ہے‘‘...... نعمانی نے کہا۔

’’تم سب کرتے رہو ایکسٹو سے وفاداری، میں تو چلا‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’تم بھی تو ایکسٹو کے حکم کی تعمیل کرنے جا رہے ہو‘‘...... تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

’’ہاں۔ تمہارے چیف کی دہشت جب دنیا بھر کے سیکرٹ ایجنٹوں اور بین الاقوامی مجرموں پر ہے تو میں اس سے خوفزدہ کیوں نہ ہوں‘‘۔ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر سٹنگ روم سے باہر چلا گیا۔

''یہ بھی عمران صاحب کی ہمت ہے کہ وہ چیف کے سامنے کچھ نہ کچھ بول تو لیتے ہیں''...... عمران کے جانے کے بعد خاور نے کہا۔

''وہ تو میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے عمران کی خدمات ہیں حالانکہ عمران پرائیویٹ آدمی ہے''۔ تنویر نے کہا۔

''مس جولیا۔ کچھ دنوں سے کوئی کیس نہیں آیا۔ فارغ رہ کر تو بوریت محسوس ہو رہی ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''چیف نے ہدایت دی ہوئی ہے کہ ہم فارغ دنوں میں مطالعہ کیا کریں۔ عمران بھی فراغت میں مطالعہ کرتا ہے اور اس کی کارکردگی ہم سے بہتر ہے۔ چیف کا کہنا کہ یہ فرق مطالعہ کی وجہ سے ہے''...... جولیا نے کہا۔

''یقیناً مطالعہ بہت اچھی چیز ہے لیکن اپنا اپنا مزاج اور عادت بھی ہوتی ہے۔ مطالعہ ہماری عادت میں شامل نہیں ہے اور میری رائے یہ ہے کہ اب ہمیں بھی مطالعے کو عادت بنا لینا چاہئے''۔ صفدر نے کہا۔

''صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اٹھو۔ اُردو بازار چلیں اور اپنے لئے کتابیں خرید لائیں''...... تنویر نے کہا۔ سب نے تنویر کی بات کی تائید کی اور وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ سب جولیا کے فلیٹ سے باہر آ گئے۔

عمران دانش منزل کے کنٹرول روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو عادت کے مطابق اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔ رسمی سلام دعا کے بعد عمران اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ بلیک زیرو کچن کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں چائے کے دو کپ موجود تھے۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھ دیا۔

''جب کوئی کیس نہ ہو تو آپ دانش منزل کا راستہ ہی بھول جاتے ہیں''...... بلیک زیرو نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ اب انسان اتنا مصروف ہو گیا ہے کہ کہیں بھی جاتے ہوئے اپنا فائدہ دیکھتا ہے۔ جب کوئی کیس ہو تو مجھے تم سے چیک ملنے کی امید ہوتی ہے جس میں میرا فائدہ ہے اور جب کوئی کیس نہیں ہوتا تو چیک بھی نہیں ملتا۔ پھر یہاں آنے کا کیا فائدہ''۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

"عمران صاحب۔ سرداور نے آپ کو کیوں بلایا تھا۔ کیا کوئی خاص بات تھی"...... بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں۔ خاص بات نہیں تھی۔ شوگران کے سائنس دانوں کا ایک وفد آیا ہوا تھا"...... عمران نے کہا۔

"جی۔ یہ تو مجھے معلوم ہے۔ سرسلطان نے مجھے بتایا تھا اور میں نے بھی آپ کو فون پر یہی بتایا تھا۔ میں تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ کسی خاص مقصد کے تحت تو سرداور نے آپ کو نہیں بلایا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"شوگرانی سائنس دان، پاکیشیائی سائنس دانوں سے ملنے کے لئے سرکاری دورے پر آئے ہوئے ہیں اور سرداور کا خیال ہے کہ میں بھی سائنس دان ہوں اس لئے انہوں نے میری ملاقات بھی ان سائنس دانوں سے کرا دی۔ بس اتنی سی بات ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب۔ ممبران تو آج کل بوریت محسوس کر رہے ہوں گے"...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ کام نہ ہو تو بوریت تو ہوتی ہی ہے۔ تم بھی تو بوریت محسوس کرتے ہو گے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ میں تو اب اس کنٹرول روم کا عادی ہو گیا

ہوں"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اب جیسے ہی کوئی کیس شروع ہوا تو میں کوشش کروں گا کہ تمہیں ایکشن میں آنے کا موقع دوں تاکہ کنٹرول روم سے تمہاری بیزاری دور ہو سکے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو شرمندہ سا ہو گیا۔

"نہیں عمران صاحب۔ میں کنٹرول روم سے بیزار تو نہیں ہوں"...... بلیک زیرو نے شرمسار لہجے میں کہا۔

"پھر مجھ سے شکوہ مت کرنا کہ تمہیں فیلڈ میں کام کرنے کا موقع نہیں ملتا"...... عمران نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں عمران صاحب کہ حالات ہی فیلڈ میں مجھ سے کام کرا سکتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"شکر ہے دانش منزل میں بیٹھ کر کچھ تو تمہاری دانش میں بھی اضافہ ہوا"...... عمران نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے کہا مگر بلیک زیرو نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور وہ صرف مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

"راوی نے چونکہ قسمت میں چین ہی چین لکھ دیا ہے لہٰذا تم دانش منزل میں چین وسکون سے رہو اور میں اپنے فلیٹ میں جا کر آرام وسکون سے رہتا ہوں"...... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"سلیمان کی موجودگی میں آپ فلیٹ میں آرام وسکون سے رہ

سکتے ہیں“...... عمران کو اٹھتے دیکھ کر بلیک زیرو بھی اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے مسکراتے ہوئے عمران سے کہا۔ بلیک زیرو کی بات سن کر عمران کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی اور پھر وہ کنٹرول روم سے باہر آ گیا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ اپنے فلیٹ پر پہنچ چکا تھا۔ ڈور بیل کے جواب میں سلیمان نے دروازہ کھولا۔

”صاحب۔ ڈرائنگ روم میں آپ کے انتظار میں ایک ضرورت مند شخص بیٹھا ہوا ہے“...... سلیمان نے کہا۔ عمران، سلیمان سے کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن پھر کچھ سوچ کر خاموش رہا اور ڈرائینگ روم میں آ گیا جہاں اس نے ایک ضعیف آدمی کو دیکھا جو کہ بہت پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ عمران کو دیکھتے ہی وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ“...... عمران نے بزرگ کو مکمل سلام کرتے ہوئے کہا تو بزرگ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

”آپ تشریف رکھیں۔ کھڑے کیوں ہوگئے ہیں“...... عمران نے بزرگ سے کہا اور خود اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

”صاحب۔ یہ عبدالحمید صاحب ہیں۔ ساتھ والی بلڈنگ میں رہتے ہیں۔ مسجد میں ان سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی ہے“۔ سلیمان نے ڈرائنگ روم میں آتے ہوئے کہا۔ اس نے چائے کے برتن اٹھا رکھے تھے۔ اس نے چائے تیار کر کے ایک کپ عمران کی

طرف بڑھایا اور دوسرا عبدالحمید صاحب کی طرف جبکہ عمران نے اس کی بات سن کر اثبات میں سر ہلا دیا۔

”صاحب۔ سنا ہے کہ آپ ضرورت مندوں کے کام آتے رہتے ہیں اس لئے میں آپ کے پاس آیا ہوں“...... عبدالحمید نے کہا۔

”میں اس قابل کہاں ہوں عبدالحمید صاحب کہ کسی کی ضرورت پوری کر سکوں۔ بہرحال بتایئے کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ اگر میرے بس میں ہوا تو میں آپ کے کام آنے کی کوشش کروں گا“...... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے جس کا نام عبدالمجید ہے۔ جس کی ایک ویگن ہے اور وہ خود ویگن چلاتا ہے۔ ویگن چلتی ہے تو ہمارے گھر کا خرچہ بھی چلتا ہے۔ دو ماہ پہلے ویگن خراب ہو گئی اور ساتھ ہی میرا پوتا بھی بیمار ہو گیا جس کی وجہ سے ہماری توجہ ویگن کی بجائے پوتے کے علاج پر ہو گئی۔ جس کی وجہ سے گھر میں موجود تمام رقم بچے کے علاج پر صرف ہو گئی اور ویگن کی سروس نہ ہو سکی۔ تمام ٹرانسپورٹر پولیس والوں کو منتھلی دیتے ہیں۔ ویگن جب روڈ پر نہیں آئی تو پولیس والوں کو منتھلی بھی نہیں دی جا سکتی۔ اب چند دن پہلے میرے بیٹے نے ادھار پکڑ کر ویگن کی سروس کرائی ہے اور پھر جیسے ہی اس کی گاڑی روڈ پر آئی ہے تو پولیس والوں نے منتھلی نہ دینے کے جرم میں میرے بیٹے کو ویگن سمیت پکڑ لیا ہے۔

ان کا مطالبہ ہے کہ پہلے دو ماہ کی منتھلی ادا کرو پھر گاڑی روڈ پر لے کر آؤ''...... عبدالحمید نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔ عمران اس دوران خاموش رہا تھا۔

''انہوں نے عبدالمجید کو حوالات میں بند کیا ہے تو کوئی الزام بھی لگایا ہوگا''...... عمران نے پوچھا۔

''میں تھانے گیا تھا صاحب۔ انہوں نے کہا ہے کہ دو مہینے کی منتھلی پہنچا دو گاڑی اور بیٹا لے جاؤ''...... عبدالحمید نے کہا۔

''پھر آپ عدالت میں درخواست دے دیں۔ بیلف کا چھاپہ پڑے گا۔ پولیس کے خلاف کارروائی ہوگی اور آپ کا بیٹا گاڑی سمیت باہر آ جائے گا''...... عمران نے عبدالحمید کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں بہت ہی کمزور ہوں۔ معاشرے میں میرے تعلقات اونچے لوگوں سے نہیں ہیں۔ میں نے جیسے ہی درخواست دی تھانے والوں کو خبر ہو جائے گی اور انہوں نے فوراً ہی میرے بیٹے کے خلاف کوئی سنگین نوعیت کا پرچہ کاٹ دینا ہے''۔ عبدالحمید نے مایوس لہجے میں کہا۔ عمران کی بات سن کر اسے مایوسی ہوئی تھی۔

''ہونہہ۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ لیکن آپ مایوس اور فکر مند نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ بہتری کرے گا۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ کا بیٹا کس تھانے میں ہے''...... عمران نے عبدالحمید کو تسلی دیتے ہوئے کہا

تو اس نے تھانے کا نام بتا دیا۔

''میں پولیس اسٹیشن جا رہا ہوں۔ آپ ٹیکسی میں بیٹھ کر میرے پیچھے پولیس اسٹیشن آ جائیں''...... عمران نے عبدالحمید سے کہا اور صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر کچھ ہی دیر بعد وہ متعلقہ پولیس اسٹیشن پہنچ چکا تھا۔ ایس ایچ او کی کرسی پر ایک بھاری جسم اور سخت چہرے والا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ سختی کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے پر تکبر بھی نظر آ رہا تھا۔ اس نے ایک نظر عمران کو دیکھا اور پھر فائل پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ عمران اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے ایک دو سیکنڈ تو انتظار کیا کہ ایس ایچ او سر اٹھائے تو وہ اس سے بات کرے لیکن ایس ایچ او نے سر نہ اٹھایا تو عمران نے انگلی سے میز بجائی۔ عمران کی اس حرکت پر ایس ایچ او نے سر اٹھایا اور شعلہ بار نظروں سے عمران کی طرف دیکھا۔

''جناب۔ آپ تھانے میں آئے ہوئے ہیں۔ کسی سینما ہال میں نہیں جو اس قسم کی حرکتیں کر رہے ہیں''...... ایس ایچ او نے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''اچھا۔ یہ تھانہ ہے اور آپ تھانیدار صاحب ہیں''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں ایس ایچ او سے کہا۔

''آپ کیا اس کو خالہ جی کا گھر سمجھ کر آئے ہیں''...... جواب میں ایس ایچ او نے بھی طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میں تو اسے تھانہ سمجھ کر ہی آیا ہوں لیکن تمہیں دیکھ کر محسوس

ہو رہا ہے کہ میں کسی فرعون کے سامنے پہنچ گیا ہوں''...... عمران نے بدستور طنزیہ لہجے میں کہا تو ایس ایچ او یکدم کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے کے عضلات پھڑکنے لگے اور اس نے میز کے کونے میں لگا ہوا بٹن پریس کیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی ایک بھاری جسم کا حوالدار کمرے میں داخل ہوا اور اس نے ایس ایچ او کو سیلوٹ کیا۔

''حکم سر''...... حوالدار نے مؤدبانہ لہجے میں ایس ایچ او سے کہا اور ساتھ ہی عمران کو بھی گھور کر دیکھا۔

''یہ کون ہے۔ اسے ڈرائنگ روم میں لے کر جاؤ اور اس کی انوسٹی گیشن کرو کہ یہ کون ہے۔ مجھے یہ دہشت گرد لگتا ہے''۔ ایس ایچ او نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو حوالدار، عمران کی طرف بڑھا۔

''تم واپس جاؤ اور ایس ایچ او تم اس دوسری کرسی پر بیٹھ جاؤ کیونکہ تم اب ایس ایچ او نہیں رہے''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو حوالدرا کو یکدم بریک لگ گئی۔ عمران کے انداز اور لہجے نے ایک ہی لمحے میں ان دونوں کے تکبر اور چہرے پر موجود سختی کو مٹا ڈالا تھا۔

''ج۔ جناب آپ کون ہیں''...... ایس ایچ او نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''ابھی پتہ چل جاتا ہے۔ میں ذرا تمہارے ڈی آئی جی کو یہاں بلوا لوں''...... عمران نے بدستور سرد لہجے میں کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے ٹیبل پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''س۔ سس سر۔ معاف کر دیں۔ آپ نے اپنا تعارف ہی نہیں کرایا''...... ایس ایچ او نے کہا لیکن عمران نے اس کی بات پر کوئی توجہ نہ دی۔ اس نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ ڈی آئی جی آفس''...... دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کے بعد آواز سنائی دی۔

''میں علی عمران ڈائریکٹر آف سیکرٹ انٹی کرپشن ایجنسی بول رہا ہوں۔ ڈی آئی جی سے بات کراؤ''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا تو ایس ایچ او اور حوالدار کے ماتھے پر پسینہ آ گیا۔

''یس سر۔ ایک منٹ ہولڈ کیجئے''...... دوسری طرف سے بھی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''یس۔ ڈی آئی جی سپیکنگ''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ڈی آئی جی کی آواز سنائی دی۔

''میں اس وقت پولیس اسٹیشن شاہ نور میں موجود ہوں۔ آپ فوراً یہاں تشریف لے آئیں''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور بھی رکھ دیا۔ سیکرٹ انٹی کرپشن ایجنسی فرضی ایجنسی نہیں تھی۔ اس کے انتظامی انچارج بھی سر سلطان تھے اور اس ایجنسی کے اختیارات بہت وسیع تھے۔ یہ ایجنسی گورنر،

وزیر اعلیٰ اور ایم پی ایز جیسے عہدوں کے افراد کے خلاف بھی ہو رہا کارروائی کر سکتی تھی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان بعض اوقات نے بدس ایجنسی کا نام استعمال کر لیتے تھے۔ اس ایجنسی سے متعلق ان کے چھ کے سروس کارڈ بھی بنے ہوئے تھے۔

عمران کے فون کے دس منٹ بعد ہی عمران کو باہر زوردار سیلوٹوں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ سمجھ گیا کہ ڈی آئی جی پولیس اسٹیشن پہنچ چکا ہے۔ ایس ایچ او کے چہرے پر زلزلے کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔ گو کہ عمران نے اس سے کہہ دیا تھا کہ وہ دوسری کرسی پر بیٹھ جائے لیکن اس نے کرسی پر بیٹھنے کی جرأت نہیں کی تھی۔ وہ اب تک کھڑا تھا۔ عمران نے حوالدار کو بھی جانے کا کہا ایس تھا لیکن وہ بھی وہیں بت بن کر کھڑا تھا۔ پھر ایس ایچ او اور حوالدار بڑھا دونوں نے ہی زوردار سیلوٹ کیا۔ ان کے سیلوٹ سے عمران کو اندازہ ہو گیا کہ ڈی آئی جی کمرے میں آ چکا ہے۔ عمران نے گردن گھما کر دروازے کی طرف دیکھا تو ڈی آئی جی نے اسے سیلوٹ کیا۔ عمران نے بیٹھے بیٹھے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس سے مصافحہ کیا۔

''سر۔ آپ نے یہاں تشریف لانے کی تکلیف کیسے گوارہ کی''...... ڈی آئی جی نے مؤدبانہ لہجے میں عمران سے پوچھا۔

''ڈی آئی جی صاحب۔ جب عوام کو تحفظ دینے والے لوگ ہی عوام کو لوٹنے لگیں گے اور عوام پر ظلم و ستم کی انتہا کر دیں گے تو پھر

اس معاشرے کا کیا انجام ہو گا''...... عمران نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ درست کہہ رہے ہیں سر۔ ہمارے محکمے کی ڈیوٹی عوام کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرنا ہے لیکن چند کالی بھیڑوں نے ہمارے محکمے کو بدنام کیا ہوا ہے''...... ڈی آئی جی نے عمران سے کہا اور پھر اس نے غصیلی نظروں سے ایس ایچ او کو دیکھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کی جو بے عزتی ہو رہی ہے وہ اسی ایس ایچ او کی وجہ سے ہو رہی ہے جبکہ ایس ایچ او اب باقاعدہ کانپنے لگا تھا۔

''آپ کے اس تھانے والے ٹرانسپوٹروں سے منتھلی وصول کرتے ہیں جس کی وجہ سے ٹرانسپوٹروں کو کھلی چھٹی ہے کہ وہ مسافروں کے ساتھ جس قسم کا چاہیں سلوک کریں۔ انہیں گالیاں دیں یا انہیں گریبان سے پکڑ لیں۔ انہیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہے کیونکہ وہ تو باقاعدہ منتھلی دیتے ہیں۔ پھر کوئی گاڑی خراب ہو جائے اور ایک دو ماہ روڈ پر نہ آ سکے تو یہ لوگ اس گاڑی کے عملے کو بھی پکڑ لیتے ہیں اور اس سے سابقہ منتھلی کی ڈیمانڈ کرتے ہیں۔ چاہے اس ٹرانسپوٹر کے گھر میں کھانے کو دال روٹی بھی نہ ہو''...... عمران نے ڈی آئی جی سے کہا تو اس نے اور زیادہ غصیلی نظروں سے ایس ایچ او کو گھورا۔

''تم جاؤ اور عبدالمجید کو یہاں لے آؤ۔ جسے تم نے منتھلی نہ

دینے کے سنگین جرم میں گرفتار کیا ہوا ہے"...... عمران نے حوالدار سے کہا تو وہ جلدی سے باہر چلا گیا۔ تین چار منٹ بعد وہ واپس آیا تو ایک نوجوان اس کے ساتھ تھا جس کا چہرہ تازہ دھلا ہوا تھا۔ اس نوجوان کے ساتھ عبدالحمید بھی تھا۔ جو شاید کافی دیر پہلے پولیس اسٹیشن پہنچ چکا تھا لیکن اسے ایس ایچ او کے کمرے میں نہیں آنے دیا گیا تھا۔

"آپ دونوں تشریف رکھیں"...... عمران نے باپ بیٹے دونوں سے کہا تو وہ جھجکتے ہوئے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"عبدالمجید صاحب۔ آپ کتنے دنوں سے حوالات میں بند ہیں"۔ عمران نے نوجوان سے پوچھا۔

"سس۔سس سر۔ آج تیسرا دن ہے"...... عبدالمجید نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ وہ کمرے کا ماحول دیکھ کر گھبرا گیا تھا۔

"ایس ایچ او صاحب۔ آپ نے کس جرم میں اس نوجوان کو تین دن سے حوالات میں قید کر رکھا ہے۔ کیا آپ نے اس کے خلاف کوئی ایف آئی آر درج کی تھی"...... عمران نے ایس ایچ او سے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"سس۔سر۔ ہمیں اطلاع ملی تھی کہ اس کی ویگن میں منشیات کا کاروبار ہوتا ہے۔ ہم اس کی انوسٹی گیشن کر رہے تھے"...... ایس ایچ او نے ہکلاتے ہوئے اور نظریں جھکا کر کہا۔ اس کے لہجے سے لگ رہا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

"میں نے یہ پوچھا ہے کہ تم نے اس کے خلاف ایف آئی آر درج کی ہے"...... عمران نے کہا۔

"نن۔ نو سر۔ میں نے سوچا کہ پہلے اس کے خلاف انوسٹی گیشن کر لوں تاکہ یہ بے گناہ ہو تو پھر اسے چھوڑ دیا جائے"...... ایس ایچ او نے بات بناتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔

"ڈی آئی جی صاحب۔ حالات آپ کے سامنے ہیں۔ اب کارروائی آپ کریں گے یا میں آپ کے اعلیٰ افسران سے بات کروں"...... عمران نے ڈی آئی جی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"سر۔ میں ان کے خلاف کارروائی کر سکتا ہوں۔ ایس ایچ او کو میں ملازمت سے برطرف کرتا ہوں اور اس تھانے کے باقی عملے کو معطل کرتا ہوں۔ ان سب کے خلاف باقاعدہ کارروائی ہو گی۔ انہیں جرمانے کئے جائیں گے اور ان کی تنزلی بھی ہو سکتی ہے۔ ان کے انجام کو دیکھ کر محکمے کی دوسری بھیڑیں خود کو ٹھیک کر لیں گی"...... ڈی آئی جی نے کہا اور اسی لمحے ایس ایچ او عمران کے قدموں میں گر پڑا۔

"صاحب۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ وہ بھوکے مر جائیں گے۔ مجھ پر نہیں صاحب ان پر ترس کھائیں"...... ایس ایچ او نے عمران کے پاؤں پکڑ کر گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"تمہارے بچے تو چھوٹے چھوٹے ہیں۔ ان لوگوں کے بچے

نہیں ہوتے جن پر تم ظلم کرتے ہو۔ بے گناہ پکڑ کر حوالات میں بند کر دیتے ہو۔ اس عبدالمجید کی مثال لے لو۔ اس کا بچہ بھی بیمار رہا ہے جس کی وجہ سے یہ ویگن کی سروس بھی نہیں کروا سکا اور اب تین دنوں سے ویگن بھی نہیں چلی تو اس کے گھر میں فاقے ہیں۔ بچے بھوک سے بلک رہے ہیں''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو ایس ایچ او نے عمران کے پاؤں چھوڑے اور عبدالحمید کے پاؤں پکڑ لئے۔

''بابا جی۔ آپ میرے بزرگ ہیں۔ مجھ سے غلطی ہوگئی۔ مجھے معاف کر دیں اور صاحب سے بھی معافی دلا دیں۔ میں عمر بھر تمہارے پوتوں کو دعائیں دیتا رہوں گا۔ میرے بچے تمہارے پوتوں کو دعائیں کرتے رہیں گے''...... ایس ایچ او نے عبدالحمید سے کہا تو عبدالحمید نے عمران کی طرف دیکھا۔

''صاحب جی۔ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دے گا۔ اس کے بچوں کی خاطر اسے معاف کر دیں''...... عبدالحمید نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ڈی آئی جی صاحب اسے کتنی سزا دیتے ہیں اور کس قدر معافی دیتے ہیں۔ سزا تو بہرحال اسے ملنی چاہئے کیونکہ اس سیٹ پر بیٹھ کر یہ خود کو فرعون سمجھ بیٹھا تھا''...... عمران نے بھی نرم لہجے میں کہا تو ایس ایچ او نے پر امید نظروں سے ڈی آئی جی کی طرف دیکھا۔

''او کے۔ اس کے بچوں کے صدقے میں اسے ملازمت سے برطرف نہیں کرتا۔ البتہ اسے ریوالڈ کر رہا ہوں۔ اب یہ انسپکٹر کی بجائے حوالدار ہوگا''...... ڈی آئی جی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر ڈی آئی جی بھی کھڑا ہوگیا۔

''عبدالمجید کی گاڑی بھی اس کے حوالے کرو''...... عمران نے کہا اور پھر وہ ایس ایچ او آفس سے باہر آ گیا۔

"مجھے سخت بھوک لگی ہوئی ہے۔ میرے لئے کھانا لے آؤ"۔ لیڈی شینا نے ویٹر سے کہا جو اسے کمرے تک چھوڑنے آیا تھا۔ لیڈی شینا پچھلی بار بھی پاکیشیا آئی تھی تو کنگ ہوٹل میں رہی تھی۔ اس بار بھی اس نے اسی ہوٹل میں رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس بار اسے ہوٹل میں زیادہ دیر نہیں رہنا تھا۔ جولیا کو اغوا کرنے کے بعد اس نے پاکیشیا سے جولیا کو لے جانے کا بھی مکمل پلان بنا لیا تھا۔ اب اس نے صرف جولیا کا فلیٹ تلاش کرنا تھا۔ پلازہ تو اس نے دیکھا ہوا تھا اس لئے جولیا کو تلاش کرنا مشکل نہیں تھا۔ ویٹر نے اس کے آرڈر کی تکمیل چند منٹوں میں ہی کر دی۔ کھانے کے بعد اس نے کافی کا آرڈر دیا اور اس کے بعد اس نے کمرے میں رکھا ہوا ٹیلی فون سیٹ اٹھا کر بیڈ پر رکھا اور نمبرز پریس کرنے لگی۔

"یس وائٹ روز کلب"...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں فلورا بول رہی ہوں اور مجھے مسٹر اینڈی سے بات کرنی ہے"...... لیڈی شینا نے کہا۔

"پلیز۔ ہولڈ کیجئے مس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو۔ اینڈی سپیکنگ"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے ایک سخت آواز سنائی دی۔

"مسٹر اینڈی۔ میں فلورا بول رہی ہوں۔ گریٹ لینڈ سے آپ کو شون نے فون کیا ہو گا"...... لیڈی شینا نے کہا۔

"اوہ۔ یس مس فلورا۔ آپ کہاں ہیں اس وقت"...... دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا گیا۔

"میں کچھ ہی دیر میں آپ کے پاس پہنچ رہی ہوں۔ آپ نے کہیں جانا تو نہیں ہے"...... لیڈی شینا نے پوچھا۔

"آپ آ جائیں۔ میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو لیڈی شینا نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے جیکٹ پہنی اور پھر وہ کمرہ لاک کر کے ہوٹل سے باہر آ گئی۔ جلد ہی اسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔ اس نے ٹیکسی کو رکنے کا اشارہ کیا۔ ٹیکسی میں بیٹھنے کے بعد اس نے ڈرائیور کو وائٹ روز چلنے کے لئے کہا تو ٹیکسی آگے بڑھ گئی اور تقریباً پندرہ منٹ بعد ٹیکسی وائٹ روز کلب کے سامنے پہنچ گئی۔

لیڈی شینا نے مقامی کرنسی کی گڈی نکالی اور ایک نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کی طرف بڑھایا۔ گریٹ لینڈ سے روانگی کے وقت اس نے پاکیشیا کی مقامی کرنسی حاصل کر لی تھی۔ ٹیکسی ڈرائیور نے میٹر کے مطابق کرایہ وصول کیا اور باقی رقم لیڈی شینا کو واپس کر دی۔ لیڈی شینا کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھی۔ وہ مین گیٹ سے ہوتی ہوئی کاؤنٹر تک پہنچ گئی۔ ہال میں بیٹھے ہوئے زیادہ تر افراد غیر ملکی تھے۔ مقامی افراد بھی ہال میں نظر آ رہے تھے۔ ان سب نے لیڈی شینا کو پراشتیاق نظروں سے دیکھا کیونکہ لیڈی شینا انتہائی خوبصورت، جاذب نظر اور مناسب خدوخال کی خاتون تھی۔ اس کی عمر تیس سال کے لگ بھگ تھی لیکن وہ چوبیس سال سے زیادہ کی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ سب مردوں کی نظروں کی تپش کو اس نے بھی محسوس کر لیا تھا۔ صرف اسی کلب میں ہی نہیں بلکہ تمام جگہوں پر اسے اسی قسم کی نظروں کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور وہ ان نظروں کو محسوس کر کے خوش ہوتی تھی۔ اب بھی وہ ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ سجائے کاؤنٹر تک پہنچ گئی۔ کاؤنٹر پر موجود لڑکی نے اسے اپنے قریب دیکھا تو اس کے چہرے پر کاروباری مسکراہٹ پھیل گئی۔

"یس مس۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں"...... کاؤنٹر گرل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میرا نام فلورا ہے اور میں اینڈی سے ملنے آئی ہوں"۔ لیڈی

شینا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس مس۔ آپ کے بارے میں باس نے مجھے ہدایت کی ہوئی ہے"...... کاؤنٹر گرل نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک مسلح آدمی کو اشارے سے بلایا۔

"یس مس"...... مسلح آدمی نے کاؤنٹر کے قریب آتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ باس کی مہمان ہیں۔ انہیں باس کے کمرے تک پہنچا دو"۔ کاؤنٹر گرل نے مسلح آدمی سے کہا۔

"اوکے مس۔ آیئے مس"...... مسلح آدمی نے پہلے کاؤنٹر گرل سے اور پھر لیڈی شینا سے کہا۔ اس کے بعد وہ مڑا اور سیڑھیوں کے قریب نظر آنے والی گیلری کی طرف بڑھا۔ لیڈی شینا بھی اس کے ساتھ چلنے لگی۔ اس گیلری میں بھی لیڈی شینا کو تین مسلح افراد نظر آئے جن کے کندھوں پر مشین گنیں موجود تھیں اور وہ گیلری میں ٹہل رہے تھے۔ لیڈی شینا کے ساتھ آنے والا مسلح آدمی ایک دروازے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔

"مس۔ یہ باس کا آفس ہے"...... مسلح آدمی نے لیڈی شینا سے کہا اور پھر وہ واپس مڑ گیا۔ لیڈی شینا نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا اور وہ کمرے میں داخل ہو گئی۔

"ویلکم مس فلورا۔ ویلکم"...... کمرے میں ایک بڑی سی ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر ایک گینڈے کی جسامت والا کلب کا مالک

اور منیجر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی شکل بھی گینڈے سے ملتی جلتی تھی۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ یہ وائٹ روز کلب کا مالک اور منیجر اینڈی تھا۔ لیڈی شینا کو اپنے آفس میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"آپ کی آمد کی اطلاع مجھے کاؤنٹر سے مل چکی ہے اور یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ جیسی حسین لڑکی میرے آفس میں آئی ہے"...... اینڈی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ لیڈی شینا کی طرف بڑھایا۔

"تھینک یو۔ مجھے بھی آپ سے مل کر خوشی محسوس ہو رہی ہے"۔ لیڈی شینا نے کہا۔

"تشریف رکھیئے"...... اینڈی نے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو لیڈی شینا صوفے پر بیٹھ گئی۔ اس کے بیٹھنے کے بعد اینڈی خود بھی صوفے پر بیٹھا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گی۔ چائے، کافی، سوفٹ ڈرنکس یا وسکی"...... اینڈی نے نمبرز پریس کرتے ہوئے پوچھا۔

"آپ جو کچھ بھی پلائیں گے میں پی لوں گی"...... لیڈی شینا نے دلکش انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے کمرے میں ہاٹ ریڈ بھجوا دو"...... اینڈی نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ ہاٹ ریڈ دنیا کی قیمتی شراب تھی اور یہ

بہت ہی کم دستیاب ہوتی تھی۔ پاکیشیا جیسے پسماندہ ملک میں اس کا ملنا شینا کے لئے حیرت کا باعث تھا۔ اسے تو سوئٹزر لینڈ اور گریٹ لینڈ میں بھی یہ شراب نہیں ملتی تھی۔ چند لمحوں بعد ایک خوبصورت لڑکی ٹرے میں ہاٹ ریڈ کی ایک بوتل، دو گلاس، برف کے ٹکڑوں سے بھری ایک پلیٹ اور ایک بڑی بوتل کولا اٹھائے کمرے میں داخل ہوئی۔ پھر اس لڑکی نے دو گلاس تیار کئے اور بڑے مؤدبانہ انداز میں اینڈی اور لیڈی شینا کو پیش کئے اور پھر جس خاموشی سے وہ آئی تھی اسی خاموشی کے ساتھ واپس چلی گئی۔

"جی مس فلورا۔ فرمایئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔ اینڈی نے شراب سپ کرنے کے دوران لیڈی شینا سے پوچھا۔

"مسٹر شون نے آپ کو کچھ بتایا ہو گا"...... لیڈی شینا نے سوالیہ انداز میں اینڈی سے سوالیہ انداز میں کہا۔

"شون صاحب نے مجھے صرف اتنا کہا ہے کہ میں ہر ممکن آپ کی مدد کروں"...... اینڈی نے کہا۔

"پاکیشیا میں میری ایک رشتے دار لڑکی رہتی ہے جس نے اپنا مذہب چھوڑ دیا ہے، ملک چھوڑ دیا ہے اور وہ کسی صورت واپس چلنے کو تیار نہیں۔ ہم نے اس کی بہت منت سماجت کر لی ہے لیکن یہاں اسے نجانے ایسا کیا نظر آ گیا ہے کہ وہ یہ ملک چھوڑنا ہی نہیں چاہتی۔ سو ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اسے ہر صورت یہاں سے واپس لے جانا ہے"...... لیڈی شینا نے کہا۔

''بالکل۔ یہ آپ کا حق بنتا ہے لیکن جب وہ جانے پر تیار نہیں تو آپ اسے کیسے وہاں لے جائیں گی''...... اینڈی نے کہا۔

''میں اسے بے ہوش کر کے چارٹرڈ طیارے سے لے جاؤں گی''...... لیڈی شینا نے کہا۔

''لیکن ایک بے ہوش لڑکی کو چارٹرڈ طیارے سے کون جانے دے گا''...... اینڈی نے لیڈی شینا سے پوچھا۔

''اس کے لئے آپ ایک تابوت تیار کریں گے اور کسی بڑے اور معروف ہسپتال سے اس کا ڈیتھ سرٹیفکیٹ حاصل کریں گے اور پھر اس کی وصیت کے مطابق ہم اس کی ڈیڈ باڈی اپنے ملک لے جائیں گے''...... لیڈی شینا نے کہا۔

''اس کا ڈیتھ سرٹیفکیٹ بن جائے گا۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے''۔ اینڈی نے مطمئن لہجے میں کہا۔

''میرے پاس سرکاری پیپرز موجود ہیں جن کی رو سے وہ لڑکی جس کا نام جولیانا فنٹز واٹر ہے میری سگی بہن ہے''...... لیڈی شینا نے مسکراتے ہوئے کہا تو اینڈی نے اثبات کے انداز میں اپنے سر کو جنبش دی۔

''اوکے۔ اب اس لڑکی کو پاکیشیا سے باہر لے جانا مشکل نہیں ہو گا۔ آپ اس کا ایڈریس بتائیں۔ میرے آدمی اسے بے ہوش کر کے لے آئیں گے''...... اینڈی نے لیڈی شینا سے کہا۔

''اغوا میں اسے خود کر لوں گی۔ لیکن اغوا کرنے کے بعد میں

اسے کلب میں نہیں لانا چاہتی اور جس ہوٹل میں، میں رہ رہی ہوں ظاہری سی بات ہے کہ میں اسے وہاں بھی نہیں لے جا سکتی''۔ لیڈی شینا نے کہا۔

''یہ بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اس شہر میں میری تین چار کوٹھیاں موجود ہیں۔ گل ریز کالونی کی کوٹھی نمبر اسی آپ کے لئے مناسب رہے گی۔ آپ وہاں رہائش بھی رکھنا چاہیں تو رکھ سکتی ہیں وہاں آپ کو ضرورت کا تمام سامان بھی مل جائے گا اور وہاں میرا ایک خاص آدمی جیکب بھی ہے۔ اگر آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو اسے کہہ دیجئے گا وہ آپ کو مہیا کر دے گا''...... اینڈی نے کہا۔

''ہاں۔ ہوٹل کی نسبت پرائیویٹ رہائش زیادہ مناسب رہے گی۔ اوکے مسٹر اینڈی۔ آپ میرے ساتھ اپنا ایک آدمی بھیج دیں جو مجھے آپ کی کوٹھی تک پہنچا دے''...... لیڈی شینا نے کہا تو اینڈی نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کسی سے بات کی اور پھر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ایک آدمی کمرے میں آ گیا۔

''راجہ۔ یہ مس فلورا ہیں۔ میری خاص مہمان ہیں۔ تم نے انہیں گل ریز کالونی والی کوٹھی میں پہنچانا ہے''...... اینڈی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے باس۔ راجہ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے لیڈی شینا کی طرف دیکھا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''کار تم نے ان کے استعمال کے لئے کوٹھی پر ہی چھوڑ دینی ہے

اور خود ٹیکسی میں واپس آنا ہے''...... اینڈی نے کہا۔

''اوکے باس''...... راجہ نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا جبکہ لیڈی شینا نے اینڈی سے ہاتھ ملایا اور پھر تقریباً بیس منٹ بعد لیڈی شینا گل ریز کالونی کی کوٹھی نمبر اسی میں موجود تھی۔ راجہ واپس جا چکا تھا جبکہ جیکب مؤدبانہ انداز میں اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔

''مجھے ایک مشین پسٹل، مشین پسٹل کا سائیلنسر، بے ہوش کر دینے والا گیس پسٹل اور اس گیس کا اینٹی کیپسول اور دارالحکومت کا ایک نقشہ فوری طور پر چاہئے''...... لیڈی شینا نے جیکب سے کہا۔

''مس۔ یہ چیزیں کوٹھی میں موجود ہیں۔ میں ابھی آپ کو لا کر دیتا ہوں''...... جیکب نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور چلا گیا۔ کچھ دیر بعد اس کی واپسی ہوئی تو اس نے لیڈی شینا کی مطلوبہ چیزیں اس کے حوالے کر دیں۔ لیڈی شینا نے مشین پسٹل جس پر سائیلنسر فٹ تھا جیب میں رکھ لیا۔ مشین پسٹل جیب میں رکھنے سے قبل اس نے میگزین چیک کیا۔ کیپسول ایک چھوٹی سی ڈبیہ میں تھے وہ ڈبیہ لیڈی شینا نے اپنے ہینڈ پرس میں رکھ لی۔ اس کے بعد اس نے نقشہ کھول کر اپنے سامنے رکھا اور اس پر جھک گئی۔ وہ پہلے بھی پاکیشیا کے دارالحکومت آ چکی تھی اور نقشہ بھی اس نے پہلے دیکھا تھا لیکن اب اس نے زیادہ توجہ سے نقشہ دیکھا اور اسے ذہن نشین کر لیا۔

دارالحکومت کے نقشے کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینے کے بعد اس نے اسے تہہ کر کے ایک طرف رکھا اور اپنا ہینڈ پرس اٹھایا اور

کوٹھی سے باہر آ گئی۔ گو کہ اینڈی نے اس کے لئے کار بھجوائی تھی لیکن اس نے ٹیکسی پر سفر کرنا زیادہ مناسب سمجھا۔ وہ جولیا پر یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی کہ وہ غیر ملک میں ہونے کے باوجود ٹیکسی کی بجائے کار میں سفر کرتی ہے۔ ٹیکسی میں بیٹھ کر وہ راحیل پلازہ پہنچ گئی۔ راحیل پلازہ پہنچ کر وہ لفٹ میں سوار ہوئی تو اس وقت لفٹ میں سوائے لفٹ بوائے کے اور کوئی بھی نہیں تھا۔

''آپ کس منزل پر جائیں گی مس''...... لفٹ بوائے نے اس سے ایکریمین لہجے میں پوچھا تو اسے بہت خوشی ہوئی۔ اسے توقع نہیں تھی کہ پاکیشیا میں ایک پلازہ کا لفٹ بوائے اس سے ایکریمین لہجے میں بات کرے گا۔

''مجھے نہیں معلوم کہ میں نے کس منزل پر جانا ہے۔ اس پلازہ میں میری ایک کزن رہتی ہے لیکن مجھے اس کا فلیٹ نہیں معلوم''۔ لیڈی شینا نے پریشان کن لہجے میں پوچھا۔

''آپ نام اور حلیہ بتائیں میں آپ کو ان کا فلیٹ نمبر بتا دیتا ہوں''...... لفٹ بوائے نے کہا۔

''نام۔ میری کزن کا نام جولیا ہے''...... لیڈی شینا نے کہا اور پھر اس نے جولیا کا حلیہ بھی بتا دیا۔ ساتھ ہی اس نے لفٹ بوائے کی طرف ایک بڑا نوٹ بھی بڑھا دیا۔

''اوہ مس۔ اس کی کیا ضرورت ہے''...... لفٹ بوائے نے نوٹ لے کر جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ تو میں تمہیں انعام دے رہی ہوں۔ ہاں۔ اب بتاؤ میری کزن جولیا کس فلیٹ میں رہتی ہے"...... لیڈی شینا نے پوچھا۔

"آپ کی کزن جولیا اس پلازہ میں ضرور رہتی تھی لیکن تین دن پہلے وہ یہ پلازہ چھوڑ کر جا چکی ہیں"...... لفٹ بوائے نے کہا تو لیڈی شینا کو ایک جھٹکا سا لگا۔ یہ تو اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ پلازہ چھوڑ کر جا سکتی ہے۔

"لیکن آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے مس جولیا کو کل یہاں سے تیسرے پلازے میں جاتے ہوئے دیکھا ہے جس کا نام سرجانی پلازہ ہے"...... لفٹ بوائے نے مسکراتے ہوئے کہا تو لیڈی شینا نے ایک طویل سانس لیا۔ پھر اس نے ایک اور نوٹ لفٹ بوائے کی طرف بڑھایا تو بہت خوش ہو گیا۔

"تھینک یو۔ تم نے میری بہت بڑی پریشانی دور کر دی ہے"...... لیڈی شینا نے لفٹ بوائے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"آپ ہماری مہمان ہیں اور مہمانوں کی خدمت کرنا تو ہمارا فرض ہے"...... لفٹ بوائے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیڈی شینا نے اس کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا اور راحیل پلازہ سے باہر آ گئی۔ دو پلازے چھوڑ کر تیسرا پلازہ سرجانی پلازہ تھا۔ وہ پیدل ہی اس کی طرف بڑھنے لگی۔ وہ پلازہ کے قریب پہنچی ہی تھی کہ اس کی نظر جولیا پر پڑی۔ جولیا نے بھی اسے دیکھ لیا تھا۔

"ارے شینا۔ تم"...... جولیا نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا

تو شینا نے بھی اسے دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا۔

"مجھے یقین نہیں آ رہا کہ ایک بار پھر تم سے ملاقات ہو رہی ہے"...... شینا نے جولیا سے گلے ملتے ہوئے کہا۔

"تم ابھی تک پاکیشیا میں ہو"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں وادی نالام میں رہ رہی ہوں۔ میرا دل ہی نہیں چاہتا تھا کہ میں اس وادی سے باہر نکلوں جولیا۔ کیا حسین وادی ہے یہ۔ تم نے دیکھی ہے"...... لیڈی شینا نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ میں نے دیکھی ہوئی ہے وادی نالام۔ سامنے ریسٹورنٹ ہے۔ وہاں بیٹھ کر چائے بھی پیتے ہیں اور باتیں بھی کرتے ہیں"...... جولیا نے کہا اور پھر وہ دونوں ریسٹورنٹ میں آ گئیں۔ جولیا، ایکسٹو کی اجازت کے بغیر لیڈی شینا کو اپنے فلیٹ میں نہیں لے جا سکتی تھی اس لئے وہ اسے ریسٹورنٹ میں لے آئی تھی۔ جیسے ہی وہ میز پر آ کر بیٹھیں ویٹر آرڈر لینے کے لئے آ گیا۔ جولیا نے چائے کے ساتھ ساتھ فاسٹ فود کا آرڈر بھی دے دیا۔

"اچھا۔ تو تمہیں پاکیشیا اتنا پسند آیا ہے کہ اب تمہارا دل یہاں سے جانے کو نہیں چاہتا"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سچی بات ہے جولیا۔ میری لانگ لیو ختم نہ ہو رہی ہوتی تو میں ابھی اور یہاں رہتی"...... لیڈی شینا نے کہا۔

"واقعی۔ یہ پاکیشیا بہت حسین ملک ہے۔ تم آئندہ بھی یہاں آنا"...... جولیا نے لیڈی شینا سے کہا۔

"ضرور۔ میں ہر سال دو ماہ کی چھٹیاں اسی ملک میں گزارہ کروں گی"...... لیڈی شینا نے کہا۔

"اب تمہاری واپسی کب ہے اور یہاں دارالحکومت میں تم کہاں ٹھہری ہوئی ہو"...... جولیا نے پوچھا۔

"میں وادی نالام سے آج ہی یہاں پہنچی ہوں۔ یہاں مجھے رانی جھیل دیکھنی ہے۔ اس کے بعد میں واپس چلی جاؤں گی۔ چاہے کل کی فلائٹ مل جائے یا پرسوں کی"...... لیڈی شینا نے کہا۔

"یہاں کس جگہ رہ رہی ہو"...... جولیا نے اپنا سوال دہرایا۔

"یہاں میں کنگ ہوٹل میں رہ رہی ہوں"...... لیڈی شینا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ہوٹل کا بل نہ دینا۔ تمہارے بل میں ادا کر دوں گی"۔ جولیا نے لیڈی شینا سے کہا۔

"ہوٹل کا بل دینے کی بجائے اگر تم مجھے اپنی رہائش گاہ پر ایک وقت کا کھانا کھلا دیتیں تو وہ میرے لئے خوشی کا باعث بنتا لیکن تم نے تو تکلفاً بھی ایسا نہیں کہا۔ پچھلی ملاقات پر بھی اور اس ملاقات پر بھی"...... لیڈی شینا نے منہ بنا کر کہا۔

"سوری شینا۔ میں نے تمہیں بتایا تھا نا کہ میں خفیہ پولیس میں لیڈی انسپکٹر ہوں اور مجھے محکمے کی اجازت کے بغیر اپنے گھر مہمان

ٹھہرانے کی اجازت نہیں ہے اور اجازت لینے کا پراسس بہت طویل ہے۔ آئندہ سال جب تم آؤ گی تو ایک ہفتہ پہلے مجھے بتا دینا۔ اجازت لینے میں مجھے ایک ہفتہ لگ جائے گا"...... جولیا نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ہوٹل کا بل میں ادا کر لوں گی۔ تم مجھے رانی جھیل کی سیر کرا دو۔ میں اس سیر سے ہی خوش ہو جاؤں گی"...... لیڈی شینا نے کہا۔

"رانی جھیل تک ہم ابھی چلتے ہیں۔ میں واش روم تک ہو آؤں"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر لیڈی شینا کے اثبات میں سر ہلانے پر جولیا اٹھی اور ایک سائیڈ پر بنے ہوئے واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ جب جولیا واش روم میں داخل ہو گئی تو لیڈی شینا نے گیس کا اینٹی کیپسول نکالا اور پانی سے نگل لیا۔ رانی جھیل شہر سے کافی فاصلے پر تھی۔ لیڈی شینا نے یہی سوچا تھا کہ اس جھیل کی طرف جاتے ہوئے کسی سنسان جگہ پر وہ گیس پسٹل سے گیس فائر کر دے گی۔ ٹیکسی ڈرائیور اور جولیا بے ہوش ہو جائیں گے۔ ٹیکسی ڈرائیور کو وہ سڑک پر پھینک دے گی جبکہ جولیا کو گل ریز کالونی لے جائے گی۔ جہاں سے اسے پاکیشیا سے باہر لے جانے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ چند منٹوں بعد جولیا واش روم سے واپس آ گئی تو لیڈی شینا کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ جولیا نے کاؤنٹر پر بل ادا کیا اور پھر وہ دونوں ریسٹورنٹ سے باہر آ گئیں۔

"یہاں ٹیکسیاں کافی تعداد میں ہیں۔ کوئی اچھی سی ٹیکسی دیکھ کر ہائر کی جائے"...... لیڈی شینا نے کہا۔

"ٹیکسی میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ میرے پاس اپنی گاڑی ہے۔ اس میں چلتے ہیں"...... جولیا نے کہا اور پھر وہ جولیا کے ساتھ چلتی ہوئی سرجانی پلازہ کی پارکنگ میں پہنچ گئی۔ جولیا نے اپنی کار کا دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھنے کے بعد اس نے ساتھ والا دروازہ بھی کھول دیا۔ لیڈی شینا اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"تمہاری گاڑی تو بہت ہی خوبصورت اور آرام دہ ہے"۔ لیڈی شینا نے کار کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"اگر تمہیں پسند آ گئی ہے تو تم رکھ لو"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر مجھے پاکیشیا میں مزید چند دن اور رہنا ہوتا تو میں تمہاری آفر فوراً قبول کر لیتی"...... لیڈی شینا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ جولیا کے چہرے پر موجود مسکراہٹ میں اضافہ ہو گیا اور اس نے کار آگے بڑھا دی۔ چند ہی لمحوں بعد جولیا کی کار روڈ پر آ چکی تھی۔

"جولیا تم اس سرجانی پلازہ کے کس فلیٹ میں رہتی ہو"۔ لیڈی شینا نے جولیا سے پوچھا۔

"نہیں۔ اس پلازہ میں میری ایک کولیگ رہتی ہے جو میری بہت اچھی دوست بھی ہے۔ میں اس سے ملنے کے لئے یہاں آ

رہتی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"صرف لڑکیوں سے دوستی ہے یا کوئی بوائے فرینڈ بھی ہے تمہارا"...... لیڈی شینا نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں شینا۔ یہاں ایسا ماحول نہیں ہے۔ یہاں شادی سے پہلے عورت اور مرد کے تعلقات کو بہت ہی معیوب سمجھا جاتا ہے۔ لڑکے اور لڑکی کی دوستی کو بھی اچھا نہیں سمجھا جاتا"...... جولیا نے لیڈی شینا سے کہا۔

"بہت عجیب ماحول ہے یہاں کا اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ تم نے اس ماحول کو اپنا بھی لیا ہے"...... لیڈی شینا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باہر کا جائزہ لیا۔ وہ شہری آبادی سے باہر آ گئی تھیں اور یہاں ٹریفک کا رش کم ہو گیا تھا۔

"تمہارے لئے یہ ماحول اجنبی ہے اس لئے تمہیں عجیب بھی لگے گا"...... جولیا نے کہا مگر لیڈی شینا نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ باہر کے مناظر دیکھنے میں مصروف ہو گئی تھی اور اس کی آنکھوں میں تحسین کے تاثرات نظر آ رہے تھے۔ جولیا نے اسے غور سے دیکھا اور اسے باہر کے مناظر میں گم دیکھ کر وہ بھی خاموشی سے ڈرائیونگ کرنے لگی۔ پھر جولیا کو احساس بھی نہ ہوا لیڈی شینا نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور گیس پسٹل کی ہلکی سی نالی جیب سے باہر آ گئی اور سٹک کی آواز سنائی دی۔ لیڈی شینا نے جیب میں ہی گیس پسٹل کا ٹریگر دبا دیا تھا۔ یکدم کار میں تیز بو پھیل گئی۔ لیڈی شینا نے اینٹی

گیس کیپسول کھایا ہوا تھا اور پھر گیس پسٹل کا ٹریگر دباتے ہوئے اس نے اپنا سانس بھی روک لیا تھا اس لئے گیس نے اس پر تو اثر نہ کیا البتہ جولیا چونکہ اس سے غافل تھی اس لئے گیس نے اس پر فوراً اثر کیا۔ کار یکدم لہرائی تو لیڈی شینا نے بجلی کی سی پھرتی سے اسٹیئرنگ تھام لیا۔ پھر وہ جولیا کے اوپر ہی بیٹھ گئی۔ اس نے بریک پر پاؤں رکھے تو کار رک گئی۔ کار رکنے کے بعد لیڈی شینا نے جولیا کو ڈرائیونگ سیٹ سے گھسیٹ کر فرنٹ سیٹ کے نیچے ڈال دیا اور پھر وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اس نے کار واپس دارالحکومت کی طرف موڑی اور پھر کار تیزی سے دارالحکومت کی طرف بڑھنے لگی۔

عمران کنٹرول روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔ رسمی سلام دعا کے بعد دونوں اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”عمران صاحب۔ آپ نے تو فارغ دنوں کا بہترین مصرف ڈھونڈ لیا ہے“...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران سمجھ گیا کہ بلیک زیرو نے کس مصرف کی بات کی ہے کیونکہ عمران نے ہاتھ میں سائنس میگزین انٹرنیشنل کا تازہ شمارہ پکڑا ہوا تھا اور اس میں عمران کا بھی ایک تازہ مضمون شائع ہوا تھا۔ سائنس میگزین ایکریمیا سے شائع ہوتا تھا اور یہ دنیا کا سب سے زیادہ شائع ہونے والا سائنسی رسالہ تھا۔

”بڑے کٹھن کیس اور طویل جدوجہد کے بعد تم چھوٹی سی رقم کا چیک دیتے ہو۔ جس سے آغا سلیمان پاشا کا چائے کا خرچہ بھی پورا

نہیں ہوتا جبکہ سائنس میگزین والے چھوٹے سے مضمون کا معاوضہ ڈالرز کی صورت میں ادا کرتے ہیں۔ پاکیشیائی کرنسی میں لاکھوں روپیہ بنتا ہے اور یوں سلیمان کے ایک دو ماہ خوشحالی میں گزر جاتے ہیں''...... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ممبران تو بوریت کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ تمہاری دہشت اتنی پھیل چکی ہے کہ مجرم تنظیمیں اور سیکرٹ ایجنٹ تمہارا نام سنتے ہی تھر تھر کانپنے لگتے ہیں اور پاکیشیا کا رخ کرتے ہی ان کی ٹانگیں حرکت کرنے سے انکار کر دیتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ممبران کی بوریت کو دور کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا''...... بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تمام انٹرنیشنل نیوز پیپرز میں اشتہار دیتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان دنوں فراغت کی وجہ سے بوریت کا شکار ہے لہٰذا مجرم تنظیمیں اور سیکرٹ ایجنٹ پاکیشیا کا رخ کریں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ اشتہار میں یہ جملہ بھی تو لکھا ہو گا نا کہ سیکرٹ ایجنٹوں اور مجرم تنظیموں کو پاکیشیا واپس آنے پر کچھ نہیں کہا جائے گا''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی مسکرانے لگا۔

''ہاں۔ سچوئیشن کے مطابق تو یہ جملہ بنتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ صفدر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''یس صفدر۔ کس لئے فون کیا ہے''...... عمران نے بدستور ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ مس جولیا کی کار ایک فٹ پاتھ پر لاوارث کھڑی ہوئی ہے''...... صفدر کی آواز سنائی دی۔

''نامکمل بات مت کیا کرو۔ تفصیل سے بتاؤ''...... عمران نے ایکسٹو کی آواز میں سرد لہجے میں کہا۔

''چیف۔ میں آئین روڈ سے گزر رہا تھا کہ میں نے مس جولیا کی کار کو ایک سائیڈ پر دیکھا۔ مس جولیا سے حال احوال پوچھنے کے لئے میں نے کار مس جولیا کی کار کے قریب روک دی لیکن مس جولیا اپنی کار میں نہیں تھی۔ میں نے ارد گرد نظریں دوڑائیں اور تین چار منٹ کے انتظار کے بعد میں نے مس جولیا کے موبائل فون پر کال کی لیکن ان کا موبائل فون آف تھا۔ اس کے بعد میں نے ٹرانسمیٹر پر بھی ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن ٹرانسمیٹر پر بھی

رابطہ نہ ہو سکا۔ پھر میں نے مس جولیا کے فلیٹ پر کال کی۔ فلیٹ کے فون پر بیل تو جا رہی ہے لیکن کال رسیو نہیں کی جا رہی۔ ہر طرف سے مایوس ہو کر میں آپ کو رپورٹ کر رہا ہوں''...... صفدر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''جولیا اپنی ایک ہم وطن کے ساتھ رانی جھیل کی سیر کرنے گئی تھی اور یہ مس شینا کنگ ہوٹل میں ٹھہری ہوئی ہے۔ تم کنگ ہوٹل کا وزٹ کر لو اور تنویر کو رانی جھیل کی طرف بھیج دو اور جلد ہی مجھے رپورٹ دو''...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ جولیا نے دانش منزل فون کر کے بلیک زیرو سے رانی جھیل جانے کی اجازت مانگی تھی جو بلیک زیرو نے اسے دے دی تھی اور ساتھ ہی بلیک زیرو نے عمران کو بھی فون کر کے جولیا کے فون کا بتا دیا تھا۔

''یہ جولیا کہاں جا سکتی ہے''...... رسیور رکھنے کے بعد عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ واقعی جولیا لاپرواہ تو نہیں ہے کہ اپنی کار کو اس طرح چھوڑ دے''...... بلیک زیرو نے کہا۔ عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور جولیا کے نمبرز پریس کرنے لگا۔ جلد ہی کمپیوٹر کی آواز سنائی دی جس کے مطابق عمران کا مطلوبہ نمبر آف تھا۔ وہ کچھ دیر تک کوشش کرتا رہا اور پھر اس نے جولیا کے فلیٹ کے نمبر پریس کئے۔ چند سیکنڈ بعد ہی دوسری طرف بیل جانے لگی لیکن کافی دیر گزرنے کے باوجود کال رسیور نہ کی گئی۔ اس کے بعد عمران نے

ٹرانسمیٹر پر بھی جولیا کی فریکونسی سیٹ کی اور اسے کال دینے لگا۔ لیکن ٹرانسمیٹر پر بھی جولیا سے رابطہ نہ ہو سکا۔ جب سے عمران نے سرداور کے ساتھ مل کر خصوصی سیارے کے ذریعے موبائل فون کا اپنا سیٹ اپ بنایا تھا تب سے ٹرانسمیٹر کا استعمال بہت کم ہو گیا تھا۔ ان کے موبائل فونز کی مشینری بھی دانش منزل میں تھی۔ اس سیٹ اپ کی وجہ سے ان کے موبائل فون انتہائی محفوظ ترین ہو گئے تھے اور یہ دنیا کے کسی بھی کونے میں استعمال ہو سکتے تھے۔

جولیا کے موبائل فون کا آف ہونا یہ بھی بتا رہا تھا کہ جولیا اس وقت بے ہوش ہو سکتی ہے کیونکہ عمران نے موبائل فون سیٹ میں میموری کارڈ کی جگہ ایک چپ فٹ کر دی تھی جس کی وجہ سے یہ مخصوص نمبر صرف نمبر اوونر ہی استعمال کر سکتے تھے کیونکہ چپ، اوونر کی دماغی لہر پر کام کرتی تھی اور اوونر کے بے ہوش ہونے پر موبائل فون آف ہو جاتا تھا۔ اوونر خود بھی اپنا موبائل فون آف کر سکتا تھا۔ یہ سیٹ اپ کر کے عمران نے تمام ممبران کو یہ خصوصی موبائل فون مہیا کر دیئے تھے۔ کنکشن کے لئے استعمال ہونے والی مشینری بھی عمران نے دانش منزل میں رکھ لی تھی۔ ٹرانسمیٹر کی کال بھی کیچ ہو سکتی تھی لیکن ان کے موبائل فون کی کال اب کسی بھی طرح کیچ نہیں ہو سکتی تھی۔

''عمران صاحب۔ جولیا کا موبائل فون آف ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جولیا اس وقت بے ہوش ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ یہ امکان بھی ہے۔ لیکن جولیا کے موبائل فون کی بیٹری چارجنگ بھی ختم ہوسکتی ہے یا کسی وجہ سے جولیا اسے خود بھی آف کرسکتی ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس نے بلیک زیرو سے یہ بات کہہ تو دی لیکن جولیا کی کار کا اس طرح ملنا اور موبائل فون کا آف ہونا بتا رہا تھا کہ کوئی گڑبڑ ہے۔

''عمران صاحب۔ مجھے تو گڑبڑ لگ رہی ہے''...... بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''صفدر کی رپورٹ آنے دو پھر فیصلہ کریں گے کہ گڑبڑ ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''صفدر کی رپورٹ آنے تک آپ کو چائے نہ پلا دوں''۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا تو بلیک زیرو اٹھ کر کچن کی طرف چلا گیا جبکہ عمران نے کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔ اسے صفدر کی کال کا انتظار تھا۔ کچھ دیر بعد بلیک زیرو چائے بنا کر لے آیا۔ عمران چائے سپ کر ہی رہا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ عمران نے سی ایل آئی کی طرف دیکھا تو صفدر کے نمبر فلیش ہو رہے تھے۔

''ایکسٹو''...... عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ صفدر بول رہا ہوں۔ کنگ ہوٹل میں شینا نامی ایک سوئس لڑکی نے کمرہ لیا ہوا ہے۔ یہ لڑکی بہت دیر سے کہیں گئی ہوئی

ہے اور ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی''...... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تنویر نے کوئی رپورٹ دی''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں صفدر سے پوچھا۔

''چیف۔ رانی جھیل دارالحکومت سے بہت دور ہے اور تنویر ابھی راستے میں ہے''...... صفدر نے کہا۔

''تم ایئر پورٹ چلے جاؤ۔ وہاں سے شینا کی آمد کا ریکارڈ حاصل کرو اور یہ بھی چیک کرو کہ کہیں وہ واپس تو نہیں چلی گئی''۔ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں صفدر کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے چیف۔ میں ابھی ایئر پورٹ جا رہا ہوں''...... صفدر نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''سوائے کار والی بات کے باقی تو سب کچھ نارمل ہے۔ شینا ہوٹل سے کہیں گئی ہوئی ہے۔ کہاں گئی ہے یہ ہمیں معلوم ہے کہ وہ جولیا کے ہمراہ رانی جھیل کی سیر کرنے گئی ہے اور کسی وجہ سے جولیا کا موبائل فون آف ہوگیا ہے۔ بس اتنی سی بات ہے اور تم پریشان ہو رہے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کار والا معاملہ ہی تو بتا رہا ہے کہ جولیا کسی مشکل میں پھنس چکی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ کس مشکل میں پھنس سکتی ہے۔ ان دنوں تو کوئی کیس بھی

نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"شاید کوئی کیس شروع ہو گیا ہے یا ہونے والا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اچھا ہے۔ ممبران کی بوریت تو دور ہو گئی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔ انہیں اسی طرح باتیں کرتے ہوئے کافی دیر گزر گئی تھی پھر ٹیلی فون کی گھنٹی نے ان کی باتوں کے سلسلے کو روکا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔ سی ایل آئی پر نمبر اس نے دیکھ لئے تھے۔ سی ایل آئی پر صفدر کے نمبر فلیش ہو رہے تھے۔

"صفدر سپیکنگ چیف۔ شینا گریٹ لینڈ سے آنے والی فلائٹ سے آج ہی پاکیشیا پہنچی ہے اور ابھی تک وہ واپس نہیں گئی"۔ صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا۔

"تنویر نے کوئی رپورٹ دی"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

"یس چیف۔ تنویر اس وقت رانی جھیل پہنچ چکا ہے۔ اس نے وہاں موجود تین چار دکانداروں سے معلومات حاصل کی ہے۔ جولیا اور شینا رانی جھیل تک نہیں پہنچیں"...... صفدر نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم تمام ممبران کو ہدایت کر دو کہ وہ جولیا کو ٹریس کریں"۔

عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور بھی رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ کیا آپ کے خیال کے مطابق جولیا اغوا ہو چکی ہے"...... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہاں۔ میری چھٹی حس ایسا ہی کہہ رہی ہے۔ میں ذرا کنگ ہوٹل تک ہو آؤں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ بلیک زیرو بھی اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا اور اسے دروازے تک چھوڑنے آیا۔

عمران کنگ ہوٹل کے مینجر کے کمرے میں داخل ہوا تو مینجر اسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ اتنے طویل عرصے بعد''...... مینجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر عمران کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''ہاں۔ آج بڑے عرصے بعد تمہاری یاد آ گئی تو تمہیں ملنے کے لئے چلا آیا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ میری خوش قسمتی ہے۔ آپ تشریف رکھیں''...... مینجر نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اب آپ یہ بتائیں کہ آپ کیا پینا پسند کریں گے''...... کنگ ہوٹل کے مینجر نے عمران سے پوچھا۔

''میں تو شربت دیدار کا شوقین ہوں اور وہی پینے کے لئے آیا

ہوں''...... عمران بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران کی بات سن کر مینجر بھی مسکرایا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ہاٹ کافی منگوا لی۔

''عمران صاحب۔ یہاں آپ کس کا دیدار کرنے کے لئے آئے ہیں''...... انٹرکام کا رسیور رکھنے کے بعد مینجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سنا ہے کہ آپ کے ہوٹل میں غیر ملکی پریاں آتی ہیں۔ آج بھی ایک سوئس پری شینا آپ کے ہوٹل میں آئی ہے۔ میں اس کے دیدار کے شوق میں یہاں آیا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سوئس پری۔ مجھے تو معلوم نہیں۔ لیکن آپ کی یہ بات درست ہے کہ ہمارے ہوٹل میں غیر ملکی پریاں کثیر تعداد میں آتی ہیں''۔ مینجر نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ویٹر ہاٹ کافی کے کپ ٹرے میں رکھے آ گیا۔ اس نے ٹرے میز پر رکھنے کے بعد ایک کپ عمران کی طرف بڑھایا اور دوسرا کپ مینجر کی طرف اور پھر وہ خاموشی سے واپس چلا گیا۔

''اگر تمہیں معلوم نہیں تو پھر میں اس سے کس طرح ملوں گا''۔ عمران نے ہوٹل کے مینجر سے کہا۔

''آپ پریشان نہ ہوں میں بکنگ کلرک کو بلاتا ہوں۔ وہ آپ کو بتا دے گی''...... مینجر نے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا

کر دو نمبر پریس کر دیئے۔

''ہیلو۔ مس نزاکت کو میرے آفس بھیج دیں۔ اس سے کہیں کہ وہ بکنگ رجسٹر بھی ساتھ لیتی آئے''...... مینجر نے انٹرکام پر تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف کی بات سن کر رسیور رکھ دیا۔ عمران خاموشی سے ہاٹ کافی سپ کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد ایک نازک سی لڑکی کمرے میں آ گئی۔ اس نے مینجر اور عمران کو سلام کیا۔

''مس نزاکت۔ یہ عمران صاحب ہیں۔ یہ بہت بڑے آفیسر ہیں۔ تم سے یہ جو کچھ پوچھیں تم نے انہیں صحیح صحیح بتانا ہے''...... مینجر نے بکنگ کلرک نزاکت سے کہا تو اس کے چہرے پر گھبراہٹ کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

''گھبرائیں نہیں مس نزاکت۔ مینجر صاحب چونکہ میرے دوست ہیں اس لئے یہ مذاق کر رہے ہیں۔ میں ان سے ملنے آیا ہوں اور ان کے علاوہ میری سوئس دوست مس شینا آپ کے ہوٹل میں آ کر ٹھہری ہے۔ میں اس سے بھی ملنے کے لئے آیا ہوں۔ آپ یہ بتائیں کہ مس شینا کس روم میں ٹھہری ہوئی ہے''...... عمران نے بکنگ کلرک کو گھبراتے ہوئے دیکھا تو نرم آواز میں کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ نازک سی بکنگ کلرک اسے پولیس کا بڑا افسر سمجھ رہی ہے۔ عمران کی نرم اور دوستانہ آواز سن کر مس نزاکت مطمئن نظر آنے لگی اور پھر اس نے رجسٹر کھولا اور صفحات پر نظر دوڑانے لگی۔

''سر۔ مس شینا روم نمبر سی فائیو میں ٹھہری ہوئی ہیں''...... مس نزاکت نے رجسٹر پر سے نظریں اٹھاتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ تھینک یو۔ اب آپ جا سکتی ہیں۔ البتہ آپ سی فائیو میں سروس دینے والے ویٹر کو بھیج دیں''...... عمران نے بکنگ کلرک مس نزاکت سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا اور کمرے سے باہر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد ایک ویٹر کمرے میں آ گیا۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں مینجر اور عمران کو سلام کیا۔

''تھرڈ فلور پر آپ سروس دے رہے ہیں''...... عمران نے ویٹر کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یس سر۔ آج صبح سے ہی تھرڈ فلور پر میری ڈیوٹی ہے''۔ ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سی فائیو میں کون ٹھہرا ہوا ہے''...... عمران نے ویٹر سے پوچھا۔

''سر۔ سی فائیو میں آج ہی ایک غیر ملکی خاتون آ کر ٹھہری ہیں۔ انہوں نے آتے ہی ناشتہ کیا ہے اور پھر کچھ دیر بعد گھومنے کے لئے چلی گئی ہیں اور اب تک واپس نہیں آئیں''...... ویٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس غیر ملکی خاتون کا نام مس شینا ہے اور میں اس کا حلیہ بتا رہا ہوں۔ آپ نے تصدیق کرنی ہے کہ میں نے حلیہ ٹھیک بتایا ہے''...... عمران نے ویٹر سے کہا اور پھر بلیک زیرو نے شینا کا جو

حلیہ اسے بتایا تھا اس نے ویٹر کو بتا دیا۔ بلیک زیرو کو یہ حلیہ جولیا نے بتایا تھا۔

”سر۔ آپ نے بالکل درست حلیہ بتایا ہے“...... ویٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”رانا صاحب۔ میں اس کمرے کی تلاشی لینا چاہوں گا“۔ عمران نے مینجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”عمران صاحب۔ میں آپ کو تو روکنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ تم سی فائیو کی دوسری چابی لے آؤ“...... مینجر نے پہلے عمران اور پھر ویٹر سے کہا۔ ویٹر اس کا حکم سن کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چابی موجود تھی۔

”آیئے عمران صاحب“...... مینجر نے عمران سے کہا اور پھر وہ تینوں روم نمبر سی فائیو کے دروازے پر پہنچ گئے۔ ویٹر نے لاک کھولا اور وہ تینوں ہی کمرے میں داخل ہو گئے۔ کمرے میں ٹیبل پر صرف ایک بریف کیس رکھا ہوا تھا۔ عمران نے اسے کھول کر دیکھنا چاہا تو وہ کھل گیا لیکن اس میں عمران کے کام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ عمران نے کمرے کی مکمل تلاشی لی۔ کمرے کے ساتھ ساتھ اس نے باتھ روم کی تلاشی بھی لے لی لیکن اسے کوئی بھی کام کی چیز نظر نہیں آئی۔ اس کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات پھیل گئے۔ پھر اس کی نظر ٹیلی فون سیٹ پر پڑی تو اس نے ٹیلی فون سیٹ کی میموری چیک کی تو آج کی تاریخ میں صرف ایک کال کی گئی تھی اور یہ اس

وقت کی گئی تھی جب ویٹر کے مطابق شینا کمرے میں موجود تھی۔ عمران نے اس کال کے نمبر ذہن نشین کر لئے۔

”تھینک یو رانا صاحب“...... عمران نے ہوٹل کے مینجر سے کہا اور پھر اس سے ہاتھ ملا کر وہ ہوٹل سے باہر آ گیا۔ ہوٹل کے گیٹ کے قریب ہی فٹ پاتھ پر اس کی سپورٹس کار کھڑی تھی۔ وہ اپنی کار میں سوار ہوا اور دانش منزل پہنچ گیا۔ جیسے ہی وہ کنٹرول روم میں داخل ہوا حسب معمول بلیک زیرو اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور جب عمران اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا تو بلیک زیرو بھی اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”عمران صاحب۔ کچھ پتہ چلا شینا کے بارے میں“...... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”تاحال وہ ہوٹل کے کمرے میں نہیں پہنچی۔ البتہ اس نے ہوٹل کے کمرے سے ایک ٹیلی فون کال کی ہے۔ میں ذرا چیک کر لوں کہ یہ کال اس نے کہاں کی ہے“...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

”یس۔ وائٹ روز کلب“...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”ہونہہ۔ شینا نے وائٹ روز کلب کی مدد سے جولیا کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے“...... عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ لگتا کچھ ایسا ہی ہے"...... بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور رانا ہاؤس کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"جوزف دی گریٹ سپیکنگ"...... دوسری بیل کے بعد رسیور اٹھایا گیا اور جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف تم وائٹ روز کلب کے مالک اینڈی کو جانتے ہو"۔ عمران نے جوزف سے پوچھا۔

"یس باس۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں"...... دوسری طرف سے جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم اینڈی کو اس طرح کلب سے نکال کر لا سکتے ہو کہ کسی کو خبر نہ ہو"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ کلب ہی کیا میں تو اسے قبر سے بھی اس طرح نکال کر لا سکتا ہوں کہ کسی کو بھی کانوں کان خبر نہ ہو"...... جوزف نے فخر بھرے لہجے میں کہا۔

"او کے۔ تم اسے دانش منزل لے آؤ"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً چالیس منٹ بعد بیل کی آواز سنائی دی تو عمران نے کمپیوٹر کے کی بورڈ پر موجود بٹنوں میں سے ایک بٹن پریس کیا تو کمپیوٹر کی سکرین پر دانش منزل کے مین گیٹ کا بیرونی منظر دکھائی دینے لگا۔ گیٹ کے قریب ہی جوزف کی کار نظر آ رہی تھی جبکہ جوزف خود گیٹ کی ایک سائیڈ پر کھڑا ہوا تھا۔ عمران

نے ایک اور بٹن پریس کیا تو دانش منزل کا جہازی سائز مین گیٹ کھل گیا۔ جوزف واپس کار میں بیٹھا اور کار دانش منزل میں داخل ہو گئی جبکہ کار کے پیچھے مین گیٹ خودبخود بند ہو گیا۔ جیسے ہی کار احاطے میں ایک جگہ رکی عمران نے مائیک آن کر دیا۔ جوزف کار سے نیچے اترا تو عمران نے مائیک اٹھا کر منہ کے قریب کر لیا۔

"جوزف۔ اینڈی کو ڈارک روم میں پہنچاؤ۔ میں اور طاہر وہیں آ رہے ہیں"...... عمران نے مائیک میں بولتے ہوئے کہا۔ جوزف نے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر ایک آدمی کو باہر گھسیٹ لیا۔ عمران اس آدمی کو اچھی طرح جانتا تھا یہ وائٹ روز کلب کا مالک اور مینجر تھا جو گینڈے جیسی جسامت کا مالک تھا لیکن جوزف نے اسے اس طرح اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈالا جیسے اینڈی ربڑ کا بنا ہوا گڈا ہو۔ اینڈی کو کندھے پر ڈال کر جوزف ڈارک روم کی طرف بڑھا تو عمران نے مائیک آف کیا اور مائیک میز پر رکھ دیا۔

"آؤ طاہر۔ اس اینڈی سے دو باتیں کر لیں"...... عمران نے اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی کھڑا ہو گیا اور پھر وہ دونوں ڈارک روم میں پہنچے تو جوزف، اینڈی کو رسیوں سے باندھ چکا تھا۔ اس نے اینڈی کو کرسی پر بٹھا کر اچھی طرح جکڑ دیا تھا۔ اب اینڈی صرف اپنی گردن ہلا سکتا تھا۔ اس کا باقی جسم حرکت کرنے سے قاصر تھا۔ عمران اور بلیک زیرو ڈارک روم میں داخل ہوئے تو جوزف انہیں دیکھ کر مسکرانے لگا۔

"باس۔ بہت دنوں بعد تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ تم تو بے وفا محبوبہ کی طرح غائب ہو جاتے ہو"...... جوزف نے شکوہ بھرے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو اس کے جملے پر مسکرانے لگا۔

"ابے شب دیجور کی اولاد۔ میں تیری محبوبہ ہوں"...... عمران نے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ باس تم غصے میں کتنے اچھے لگتے ہو"...... جوزف نے زور زور سے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے۔ غصے میں بھی محبوبہ ہی اچھی لگتی ہے۔ تیری آنکھوں کو کچھ ہو گیا ہے یا یہ تیرے دماغ کا کوئی خلل ہے کہ میں تجھے محبوبہ دکھائی دے رہی ہوں۔ نہیں۔ دکھائی دے رہا ہوں"...... عمران نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"او۔ ہو۔ ہو۔ ہو۔ باس تم بہت ہنساتے ہو"...... جوزف نے بدستور زور زور سے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں میں سرکس کا جوکر ہوں یا افریقی فلموں میں کامیڈی رول کرتا ہوں"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"جوزف۔ اس اینڈی کو ہوش میں لے آؤ"...... اس سے پہلے کہ جوزف کوئی بات کرتا بلیک زیرو نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"طاہر صاحب۔ یہ ابھی ہوش میں آ جائے گا"...... جوزف نے بلیک زیرو سے کہا اور پھر وہ اینڈی کی طرف گھوما۔ اگلے ہی لمحے

ڈارک روم تھپڑ کی زور دار آواز سے گونج اٹھا۔ پھر دوسرا، تیسرا، چوتھا اور پانچویں منہ پر پڑنے والے تھپڑ نے اینڈی کو ہوش دلا دیا۔ اس کے سرخ و سفید گال جوزف کے تھپڑوں سے پھٹ گئے تھے اور خون رس رہا تھا۔ ہوش میں آنے کے بعد چند لمحوں تک تو وہ خالی الذہن رہا پھر اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک آ گئی۔

"کک۔ کیا مطلب۔ یہ تم نے مجھے اس طرح کیوں باندھا ہوا ہے"...... اینڈی نے یکدم ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا تو اس نے غصیلے لہجے میں جوزف اور عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اینڈی۔ تم مجھے جانتے ہو"...... عمران نے اس کے سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ تمہارا نام علی عمران ہے اور تم بہت ہی خطرناک انسان ہو لیکن یہ سن لو کہ میں بھی کم خطرناک نہیں ہوں"...... اینڈی نے کہا تو عمران کو اس کے بات کرنے کے انداز پر بے ساختہ ہنسی آ گئی۔

"اوہ۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم باس کے سامنے اس انداز میں بات کرو"...... جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور تھپڑ کی زوردار آواز ڈارک روم میں گونجی جبکہ اینڈی کے ہونٹوں سے خون رسنے لگا۔ اس نے قہر آلود نظروں سے جوزف کو دیکھا۔

”اینڈی۔ تمہاری اور میری کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اگر تم میرے چند سوالوں کے جواب دے دو تو نہ صرف تم زندہ بلکہ صحیح سلامت واپس اپنے کلب پہنچ جاؤ گے۔ دوسری صورت میں تمہاری لاش لوگوں کو فٹ پاتھ پر نظر آئے گی“...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہی بات تو میں نے تم سے پوچھنی تھی کہ تم نے مجھے کیوں باندھ رکھا ہے۔ کیا چاہتے ہو تم“...... اینڈی نے منہ بنا کر کہا۔

”گویا تم میرے سوالوں کے جواب دینے کے لئے تیار ہو“۔ عمران نے کہا۔

”اگر تمہارے سوالوں کے جواب میرے پاس ہوئے تو میں ضرور دوں گا“...... اینڈی نے کہا۔

”شینا کہاں ہے“...... عمران نے اینڈی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں پوچھا۔

”شینا۔ کون شینا۔ میں تو کسی شینا کو نہیں جانتا“...... اینڈی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ عمران اس کے انداز سے سمجھ گیا کہ اس کی حیرت مصنوعی نہیں ہے۔ وہ واقعی شینا نامی لڑکی کو نہیں جانتا۔

”ٹھیک ہے تم شینا کو کسی اور نام سے جانتے ہو گے۔ شینا سوئس لڑکی ہے جو آج ہی گریٹ لینڈ سے پاکیشیا پہنچی ہے۔ اس نے پہلے کنگ ہوٹل میں کمرہ حاصل کیا۔ اس کمرے سے اس نے تمہیں فون کیا اور پھر تم سے ملی“...... عمران نے بدستور اینڈی کی

آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران کی یہ بات سن کر اینڈی نے طویل سانس لیا۔

”اوہ۔ تم مس فلورا کی بات کر رہے ہو“...... اینڈی نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تمہارے لئے وہ مس فلورا سہی مگر ہمارے لئے مس شینا ہے۔ اب تم اس کے بارے میں تفصیل سے سب کچھ بتا دو۔ تمہاری زبان کو بریک نہیں لگنی چاہئے۔ مکمل تفصیل سے پہلے اگر تمہاری زبان کو بریک لگ گئی تو یہ دیو تمہاری زندگی کا اینڈ کر دے گا“۔ عمران نے جوزف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اینڈی سے کہا۔

”میں اس دیو سے نہیں ڈرتا۔ لیکن میں تمہیں اپنا دشمن نہیں بنانا چاہتا اور میں یہ بات بھی جانتا ہوں کہ تم وعدے کے پکے ہو۔ تم نے مجھ سے کہا ہے کہ اگر میں سچ بتا دوں گا تو تم مجھے صحیح سلامت چھوڑ دو گے تو یقیناً تم ایسا ہی کرو گے۔ لہذا میں تمہیں سچ سچ بتانے لگا ہوں“...... اینڈی نے کہا اور چند لمحوں کے لئے خاموش ہو گیا۔

”مجھے گریٹ لینڈ کے شہر برٹن سے راک اینڈ رول کلب کے مالک شون نے فون کیا۔ شون میرا محسن ہے اور میں اس کا حکم ٹال نہیں سکتا۔ اس نے فون پر مجھے کہا کہ اس کی ایک ساتھی لڑکی مس فلورا پاکیشیا آ رہی ہے۔ مس فلورا کو جس قسم کی بھی مدد کی ضرورت ہو میں اس کی مدد کروں۔ سو آج مس فلورا پاکیشیا پہنچ گئی۔ اس نے مجھے کنگ ہوٹل سے فون کیا تو میں نے اسے کلب میں بلا لیا۔

ملاقات پر اس نے بتایا کہ اس کی ایک کزن جولیا اپنے ملک اور مذہب سے باغی ہو کر پاکیشیا آ گئی ہے اور اب واپس جانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ فلورا اسے ہر حال میں واپس لے جانا چاہتی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اس سلسلے میں، میں اس کی کیا مدد کر سکتا ہوں تو اس نے مجھ سے کہا کہ میں ایک تابوت تیار کرا دوں اور کسی بڑے اور معروف ہسپتال سے اس کا ڈیتھ سرٹیفکیٹ بنوا دوں اور پھر ایک طیارہ بھی چارٹرڈ کرا دوں تو وہ جولیا کو اغوا کر کے بے ہوشی کی حالت میں اس تابوت میں لے جائے گی۔ اس کے پاس سرکاری سرٹیفکیٹ موجود تھے۔ جن کے مطابق جولیا اس کی کزن تھی۔ میں نے اسے جولیا کا ڈیتھ سرٹیفکیٹ، وصیت نامہ اور تابوت تیار کرا دیا۔ ساتھ ہی ایک طیارہ بھی چارٹرڈ کرا دیا اور ایک گھنٹہ قبل مس فلورا پاکیشیا چھوڑ چکی ہے''...... اینڈی نے واقعی رکے بغیر سب کچھ تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

''چارٹرڈ طیارہ گریٹ لینڈ کے کس شہر میں جائے گا''...... عمران نے پوچھا۔

''طیارہ برستان کے لئے بک کرایا گیا ہے''...... اینڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جوزف۔ تم اینڈی کو ہاف آف کر کے کسی سڑک پر پھینک کر واپس جا سکتے ہو''...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ بلیک زیرو بھی اس

کے ساتھ ہی ڈارک روم سے باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں کنٹرول روم میں پہنچ گئے۔ عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔ کرسی پر بیٹھنے کے بعد عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور لاڈان میں موجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ وان ہڈ کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''وان ہڈ سپیکنگ''...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے وان ہڈ کی آواز سنائی دی۔

''چیف سپیکنگ''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا لیکن اس نے ایکسٹو کا نام لینے کی بجائے لفظ چیف استعمال کیا تھا۔

''یس چیف''...... وان ہڈ کی آواز فوراً ہی مؤدبانہ ہو گئی۔

''وان ہڈ۔ پاکیشیا سے ایک چارٹرڈ طیارہ برستان سٹی پہنچ رہا ہے۔ اس طیارے میں مس شینا، مس فلورا کے نام سے ایک تابوت کے ساتھ سفر کر رہی ہے۔ تم نے اس تابوت کو حاصل کرنا ہے۔ اس تابوت میں ڈیڈ باڈی کی بجائے ایک بے ہوش لڑکی جولیا ہے۔ تم نے اس لڑکی کو ہوش میں لانا ہے اور کسی بھی فلائٹ سے پاکیشیا بھجوا دینا ہے''...... عمران نے وان ہڈ کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے چیف۔ میں ابھی برستان کے لئے روانہ ہو جاتا ہوں''۔

دوسری طرف سے وان ہڈ نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ یہ تو انتہائی حیرت کی بات ہے کہ شینا اتنی آسانی سے جولیا کو اغوا کر کے لے گئی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

"جولیا نے اعتماد کی وجہ سے مار کھائی ہے۔ شینا اس کی کلاس فیلو اور ہم وطن تھی اس لئے جولیا نے اس پر اعتماد کیا اور اس نے جولیا کے کسی غافل لمحے سے فائدہ اٹھایا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران ایک بار ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبرز پریس کرنے لگا۔ اس نے صفدر کے نمبر پریس کئے تھے۔

"ایکسٹو"...... جیسے ہی صفدر نے کال رسیور کی عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ صفدر سپیکنگ"...... دوسری طرف سے صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"جولیا کی تلاش ختم کر دو۔ جولیا کو اغوا کر کے چارٹرڈ طیارے سے گریٹ لینڈ کے شہر برستان لے جایا جا رہا ہے"...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا اور پھر اس نے صفدر کی بات سنے بغیر ہی رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ جولیا کو اغوا کرنے والوں کے کیا مقاصد ہو سکتے ہیں"...... بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

"جب تک ان سے ملاقات نہیں ہوتی میں کیسے جان سکتا ہوں"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے کچھ سوچتے ہوئے ایک بار پھر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس۔ بوم ہاؤس"...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے ایک

نسوانی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) فرام پاکیشیا سپیکنگ۔ لیڈی ٹینا سے بات کرائیں"...... عمران نے اپنا مکمل تعارف کرتے ہوئے کہا۔

"پلیز سر۔ ہولڈ کیجئے"...... دوسری طرف سے بولنے والی نے عمران کی ڈگریاں سن کر متاثر ہو کر کہا اور پھر لائن پر خاموشی چھا گئی۔

"یس۔ لیڈی ٹینا سپیکنگ"...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

"تم ابھی تک نا ہی کر رہی ہو۔ میں تو سمجھا تھا کہ اب اتنے برسوں بعد تمہاری نا ہاں میں بدل چکی ہو گی"...... عمران نے شوخ لہجے میں کہا۔

"میری پی اے نے مجھے بتایا دیا ہے کہ علی عمران کی کال ہے اور ایشیائی گڈے تم ویسے کے ویسے ہی ہو۔ ذرا بھی نہیں بدلے۔ ناٹی بوائے"...... دوسری طرف سے لیڈی ٹینا کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"جب تم ہاں کرو گی تو میں بھی بدل جاؤں گا"...... عمران نے بدستور شوخ لہجے میں کہا۔

"تمہارے لئے پہلے بھی ہاں تھی اور اب بھی ہاں ہے۔ کسی بھی دن آ جاؤ چرچ چلے جائیں گے اور شادی کر لیں گے"...... دوسری

طرف سے لیڈی ٹینا کی بے تکلفانہ آواز سنائی دی تو عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھا۔ چونکہ لاؤڈر کا بٹن پریس تھا اس لئے بلیک زیرو ان کی باتیں سن رہا تھا۔

''شادی کرنے سے پہلے تمہیں اپنا نام بدلنا ہوگا۔ لیڈی ٹینا کی بجائے لیڈی ٹی ہاں رکھنا ہوگا''...... عمران نے کہا۔

''مجھے یاد آ گیا ہے تم چائے بہت شوق سے اور بہت کثرت سے پیتے ہو۔ اب اس لئے میرا نام بھی ٹی ہاں رکھوا رہے ہو یعنی شادی کے بعد میں ہر وقت چائے کے لئے تیار رہوں۔ ادھر تم چائے کا نعرہ لگاؤ ادھر چائے مل جائے۔ نہ بابا۔ میں باز آئی ایسے شوہر سے''...... دوسری طرف سے لیڈی ٹینا نے شوخ لہجے میں کہا۔ لیڈی ٹینا کی بات سن کر بلیک زیرو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی اور عمران بھی مسکرانے لگا۔

''اچھا۔ تم ہاں مت کرو۔ ایک اور لیڈی نا ہے اس سے ہاں کر دو''...... عمران نے کہا۔

''اچھا۔ وہ بے چاری کون ہے اس کا ایڈریس بتاؤ''...... دوسری طرف سے لیڈی ٹینا نے کہا۔

''نام ہے اس کا شینا۔ سوئس ہے اور یقیناً سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ ایڈریس تم نے بتانا ہے''...... عمران نے کہا۔

''او کے۔ بیس منٹ بعد فون کر لینا''...... لیڈی ٹینا نے کہا تو عمران نے گڈ بائی کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ کے بھی ہر جگہ بے تکلف دوست موجود ہیں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کہیں تم یہ تو نہیں کہنا چاہتے کہ جو بھی اینٹ اٹھاؤ اس کے نیچے سے میرا دوست نکل آئے گا''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ بھی انسان ہیں۔ آپ کے دوست بھی انسان ہیں۔ میں انہیں مینڈک سے کیسے تشبیہ دے سکتا ہوں''۔ بلیک زیرو نے معصوم سے لہجے میں کہا تو عمران کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ پھیل گئی۔

''لیڈی ٹینا آپ کی چائے نوشی کی تعریف کر رہی تھی۔ میں آپ کے لئے چائے بنا لاتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کچن کی طرف چلا گیا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ چائے بنا کر لے آیا۔ ایک کپ اس نے عمران کے سامنے رکھ دیا اور دوسرا اپنے سامنے رکھ لیا۔ چائے پینے کے بعد عمران نے وقت دیکھا تو لیڈی ٹینا کے دیئے ہوئے بیس منٹ گزر چکے تھے۔ عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے کے بجائے ری ڈائل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند سیکنڈ بعد دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''یس۔ بوم ہاؤس''...... دوسری بیل کے بعد رسیور اٹھا لیا گیا اور ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ لیڈی ٹینا سے بات کراؤ''...... عمران نے کہا۔

’’ہولڈ کیجئے سر۔ میں میڈم کو لائن دیتی ہوں‘‘...... دوسری طرف سے ٹینا کی پی اے نے کہا۔

’’یس۔ لیڈی ٹینا سپیکنگ‘‘...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد لیڈی ٹینا کی آواز سنائی دی۔

’’تمہاری ناں، ہاں میں بدل گئی ہے یا شینا نے ہاں کر دی ہے‘‘...... عمران نے ایک بار پھر شوخ لہجے میں کہا۔

’’جو لڑکی تمہارے لئے ہاں کرے گی وہ دنیا کی احمق ترین لڑکی ہو گی‘‘...... لیڈی ٹینا نے بھی شوخ لہجے میں کہا۔

’’تم شینا کا اتا پتہ بتا دو میں خود ہی اس سے ہاں کرا لوں گا‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’لیڈی شینا سوئٹزر لینڈ کی خفیہ ایجنسی بلیک سکائی کی سیکنڈ چیف ہے۔ بلیک سکائی کے چیف کا نام جان براؤن ہے‘‘...... لیڈی ٹینا نے عمران کو مطلوبہ معلومات بہم پہنچاتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’تھینک یو۔ اب اپنا اکاؤنٹ نمبر اور معاوضہ بھی بتا دو۔ معاوضہ کچھ ہی دیر میں تمہارے اکاؤنٹ میں پہنچ جائے گا‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’میرا بینک اکاؤنٹ نمبر تمہیں بھول گیا ہے جبکہ فون نمبر نہیں بھولا‘‘...... لیڈی ٹینا نے کہا۔

’’تمہارا فون نمبر تو میرے دل میں لکھا ہوا ہے وہ تو بھول ہی

نہیں سکتا‘‘...... عمران نے شوخ لہجے میں کہا۔ عمران کی بات سن کر لیڈی ٹینا نے پہلے تو قہقہہ لگایا اور پھر عمران کو اپنا اکاؤنٹ نمبر اور معاوضہ بھی بتا دیا اور پھر اس کے بعد کال منقطع ہو گئی تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔

’’لیڈی ٹینا کے اکاؤنٹ میں اس کا معاوضہ ٹرانسفر کرا دینا‘‘۔ عمران نے بلیک زیرو سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’عمران صاحب۔ کیا آپ ٹیم سمیت گریٹ لینڈ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں‘‘...... بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

’’اگر وان ہڈ جولیا کو بازیاب کرا لیتا ہے تو پھر گریٹ لینڈ جانے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ اگر وان ہڈ ناکام ہو گیا تو پھر ہمیں جانا پڑے گا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’عمران صاحب۔ کیا وان ہڈ ناکام بھی ہو سکتا ہے‘‘...... بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

’’انسان جو کام بھی کرتا ہے کامیابی اور ناکامی دونوں کے چانس برابر ہو سکتے ہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’عمران صاحب۔ جولیا کو اغوا کرنے والوں کا مقصد ہمیں لازماً معلوم ہونا چاہئے‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’اگر وان ہڈ جولیا کو بازیاب کرا لیتا ہے تو پھر اس کے ذمہ لگائیں گے کہ وہ مقصد بھی معلوم کرے‘‘...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر ان دونوں کے درمیان خاموشی

طاری ہوگئی۔

''عمران صاحب۔ بہت دیر گزر گئی ہے وان ہڈ کو اب تک رپورٹ دے دینی چاہئے تھی''...... کچھ دیر کی خاموشی کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے کہا تو عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور وان ہڈ کے نمبرز پریس کرنے لگا۔ عمران نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹوں کو بھی خصوصی موبائل فون جاری کئے ہوئے تھے۔ نمبر پریس ہونے کے باوجود دوسری طرف بیل نہیں جا رہی تھی۔ عمران کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہوگئیں۔

وان ہڈ نے چیف ایکسٹو کی کال سننے کے بعد موبائل فون جیب میں رکھا۔ وہ اس وقت لاڈان میں موجود تھا۔ برستان، لاڈان سے ڈیڑھ گھنٹے کی ڈرائیو پر تھا۔ وان ہڈ اپنی کار میں سوار ہوا اور پھر اس کی کار تیز رفتاری سے برستان کی طرف روانہ ہوگئی۔ ڈیڑھ گھنٹے کا سفر اس نے ایک گھنٹہ دس منٹ میں ہی طے کر لیا۔ برستان شہر پہنچنے کے بعد اسے دس منٹ ایئرپورٹ پہنچنے میں لگ گئے۔ اس نے اپنی گاڑی کار پارکنگ میں پارک کی اور پھر وہ انفارمیشن آفس میں پہنچ گیا۔

''یس سر۔ فرمایئے''...... انکوائری کلرک نے خوش اخلاق لہجے میں کہا۔

''میری ایک کزن ہے جس کا نام مس فلورا ہے۔ وہ ایک چارٹرڈ طیارہ پر پاکیشیا سے برستان ایئرپورٹ پہنچ رہی ہے۔ ایک ڈیڈ باڈی

کے ساتھ۔ میں نے یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ طیارہ کتنی دیر میں یہاں پہنچ رہا ہے"...... وان ہڈ نے انکوائری کلرک سے کہا تو اس نے کمپیوٹر کے کی بورڈ پر چند بٹن پریس کیے۔

"سر۔ پاکیشیا کے دارالحکومت سے آنے والا یہ چارٹرڈ طیارہ ایک گھنٹے بعد برستان ایئر پورٹ پر اترے گا"...... انکوائری کلرک نے کمپیوٹر ریکارڈ دیکھنے کے بعد کہا تو وان ہڈ نے انکوائری کلرک کا شکریہ ادا کیا اور ایئر پورٹ کی بلڈنگ سے باہر آ گیا۔ اب طیارہ آنے تک وہ فارغ تھا اور اسے بھوک بھی محسوس ہو رہی تھی اس لئے اس نے کھانا کھانے کا سوچا اور قریب ہی ایک ہوٹل کے ہال میں پہنچ گیا۔ وہ میز پر بیٹھا ہی تھا کہ ویٹر آرڈر لینے کے لئے آ گیا۔ اس نے ویٹر کو کھانے کا آرڈر دیا۔ کھانا کھانے میں اسے پندرہ منٹ لگ گئے۔ وہ اپنی کار کے قریب آیا اور سوچنے لگا کہ باقی وقت کیسے گزارے۔ انتظار کا کام اسے بہت ہی بور کرتا تھا۔ پھر اسے یاد آ گیا کہ برستان میں اس کا ایک دوست بھی رہتا ہے۔ اس نے اپنے اس دوست سے ملنے کا فیصلہ کیا۔ اس سے ملنے میں اس کے پینتالیس منٹ گزر جانے تھے۔ لہٰذا دوست سے ملنے کا فیصلہ کر کے وہ اپنی کار کو ایئر پورٹ کی پارکنگ سے باہر لے آیا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور آیا تھا کہ اسے اپنے تعاقب کا شبہ ہوا۔ ایک نیلے رنگ کی کار چند کاروں کے پیچھے تھی اور وہ اس کار کو ایئر پورٹ کی پارکنگ میں بھی دیکھ چکا تھا۔ جب اس کی اپنی کار ایئر پورٹ کی

پارکنگ سے باہر نکلی رہی تھی تو اس نے اس نیلی کار کو بھی حرکت میں آتے ہوئے دیکھا تھا۔ کنفرم ہونے کے لئے اس نے اپنی کار کو بلامقصد دو تین سڑکوں پر گھمایا۔ نیلے رنگ کی کار دو تین بار اس کی نظروں سے اوجھل ہوئی اور پھر نظر آنے لگی۔ جس کا مطلب تھا کہ اسے شک نہیں ہوا بلکہ یہ کار واقعی اس کے تعاقب میں تھی۔ وہ برستان کے چپے چپے سے واقف تھا اس لئے وہ اپنی کار کو اس روڈ پر لے آیا جو ایک جنگل کی طرف جاتی تھی اور پھر اس نے کار کی رفتار بڑھا دی۔ ساتھ ہی اس نے وقت بھی دیکھا۔ طیارہ آنے میں ابھی پینتیس منٹ باقی تھے۔ وہ مطمئن تھا کہ وہ اپنی کارروائی مکمل کر کے تیس منٹ کے اندر اندر واپس بھی پہنچ جائے گا۔ پانچ منٹ بعد ہی اس کی کار برستان کے شہری علاقے سے باہر نکل آئی۔ اب ٹریفک نہ ہونے کے برابر رہ گئی تھی اور درختوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

مزید تین منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد اس روڈ پر صرف اس کی کار تھی۔ اس نے بیک مرر میں دیکھا تو نیلے رنگ کی کار اس کی کار سے کافی فاصلے پر تھی۔ ان دو کاروں کے علاوہ اور کوئی بھی گاڑی نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس نے کار کی رفتار آہستہ کی اور پھر کار کو ترچھا کر کے اس نے کار روک لی۔ اب پیچھے سے آنے والی کار باآسانی وہاں سے گزر نہیں سکتی تھی۔ اس نے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ بھی ڈال لیا۔ کوٹ کی جیب میں اس کا ریوالور موجود تھا۔

چند سیکنڈوں میں نیلے رنگ کی کار بھی وہاں پہنچ گئی اور اس کی کار کے قریب آ کر رک گئی۔ اس میں سے ایک آدمی باہر نکل آیا۔

"کون ہو تم اور تم نے اپنی کار اس طرح کیوں روکی ہے"۔ اس آدمی نے وان ہڈ سے پوچھا۔

"تا کہ تم سے پوچھ سکوں کہ تم میرا تعاقب کیوں کر رہے ہو"۔ وان ہڈ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"سوالات تو میں نے بھی تم سے بہت پوچھنے ہیں۔ اب تم یہ بتاؤ کہ میرے سوالوں کے جواب تم یہیں دو گے یا میں تمہیں اپنے ٹھکانے پر لے جاؤں"...... اس آدمی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ وان ہڈ نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا ہاتھ کوٹ کی جیب سے نکالا لیکن اسی لمحے ایک دھماکہ ہوا اور اس کے ہاتھ میں موجود ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ اس کے مخالف نے اس سے بھی زیادہ تیزی دکھا دی تھی۔ اس نے اپنے ریوالور سے وان ہڈ کے ہاتھ پر فائر کیا تھا جس کے نتیجے میں وان ہڈ کا ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ مخالف نے پہلے فائر کے بعد دوسرا فائر بھی بجلی کی سی تیزی سے کیا تھا لیکن وان ہڈ نے اس سے زیادہ تیزی دکھائی تھی۔ اس نے دائیں جانب چھلانگ لگائی تھی اور ریوالور کی گولی اس کے قریب سے گزر گئی تھی۔ جیسے ہی وہ سڑک پر گرا اس کے مخالف نے اس پر ایک اور فائر کر دیا جبکہ وان ہڈ سڑک پر گرتے ہی فٹ بال کی مانند اچھلا تھا۔ مخالف کی گولی سڑک کو لگی تھی جبکہ وان ہڈ خود

اپنے مخالف سے جا ٹکرایا تھا۔ اس کے مخالف کو وان ہڈ سے اس قدر پھرتی کی توقع نہیں تھی۔ وہ تو سمجھا تھا کہ وان ہڈ سڑک پر گرنے کے دوران ہی اس کی گولی کا شکار ہو جائے گا لیکن وان ہڈ اس کی سوچ سے بھی زیادہ تیز نکلا۔

وان ہڈ اپنے مخالف سے ٹکرایا تو دونوں ہی سڑک پر گر گئے۔ اس طرح گرنے سے وان ہڈ کو یہ فائدہ ہوا کہ اس کے مخالف کے ہاتھ سے بھی ریوالور نکل گیا۔ اب دونوں ہی خالی ہاتھ ہو چکے تھے۔ سڑک پر گرتے ہوئے وان ہڈ نے اپنے مخالف کی پسلیوں میں ایک مکا مارا جس سے اس کے مخالف کے منہ سے سسکی نکلی۔ وان ہڈ نے دوسرا مکا بھی مارنا چاہا لیکن مخالف نے پھرتی سے اس کی کلائی پکڑ لی اور جواب میں وان ہڈ کے پیٹ میں مکا مار دیا۔ درد کی ایک تیز لہر وان ہڈ کے جسم میں دوڑ گئی لیکن اس نے اس درد کو برداشت کیا۔ اس کا ایک ہاتھ مخالف نے پکڑا ہوا تھا۔ اس نے دوسرے ہاتھ کا مکا مخالف کی کلائی پر مارا۔ اس کے مخالف کی گرفت کچھ کمزور ہوئی تو اس نے جھٹکا دے کر اپنی کلائی چھڑا لی۔ اس کا مخالف اس کے منہ پر مکا مارنا چاہتا تھا لیکن وان ہڈ تڑپ کر ایک طرف ہو گیا۔ پھر اس نے برق رفتاری سے دو تین کروٹیں لیں اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی اس کا مخالف بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر دونوں نے ایک دوسرے پر چھلانگ لگا دی وان ہڈ اپنے مخالف پر جا گرا لیکن اس کے مخالف نے صرف ایک کروٹ

بدلی اور ساتھ ہی اس کی لات بلند ہوئی اور وان ہڈ کے پیٹ پر لگی۔ وان ہڈ کے منہ سے بے اختیار کراہ نکل گئی۔

اس کے بعد وان ہڈ نے بھی کروٹ بدلی اور اس نے انتہائی پھرتی سے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے مخالف کی گردن پکڑ لی۔ اس کے مخالف کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں اور پھر اس کے مخالف نے اس کے ماتھے پر ایک پنچ مارا اور وان ہڈ کی گرفت مخالف کی گردن پر ڈھیلی پڑ گئی۔ اس کے ماتھے پر مخالف کا دوسرا پنچ لگا تو وہ پیچھے کی طرف الٹ گیا اور اس کے ہاتھوں سے مخالف کی گردن نکل گئی۔ جیسے ہی وان ہڈ پیچھے الٹا اس کا مخالف اس کے سینے پر سوار ہو گیا اور اس کے مخالف نے اس کی گردن پکڑ لی۔

وان ہڈ نے بھی اس کے ماتھے پر پنچ مارنا چاہا لیکن اس کے مخالف نے اپنا سر پیچھے کر لیا۔ سر پیچھے کرنے کی وجہ سے وان ہڈ کی گردن پر اس کی گرفت تھوڑی سی کمزور ہوئی تو وان ہڈ نے اس کے سینے پر ایک پنچ مار دیا۔ اس کے مخالف کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سانس رک گیا ہو۔ وان ہڈ نے اس لمحے سے فائدہ اٹھایا اور اس نے ایک اور پنچ مخالف کے سینے میں مار دیا۔ اس کی گردن مخالف کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی اور اس کا مخالف پیچھے کی طرف الٹ گیا۔ اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے آثار تھے۔ وان ہڈ نے مخالف کے پیچھے جا کر ریسلر کی مانند اس کی گردن میں اپنا بازو ڈال دیا اور اس کی گردن دبانے لگا۔ تکلیف کی وجہ سے اس کے مخالف

کے منہ سے کراہیں نکلنے لگیں۔ اسی لمحے وان ہڈ نے ایک کار رکنے کی آواز سنی۔ اس نے گردن موڑ کر دیکھا تو ایک سفید رنگ کی کار وہاں آ کر رکی تھی اور اس کے ساتھ ہی اس نے سٹک کی آواز بھی سنی۔ اس کے قریب ہی تیز بو پھیلی اور اس کا ذہن پنکھے کی مانند گھومنے لگا۔ دو تین سیکنڈ بعد ہی اس کا دماغ تاریکی میں ڈوب گیا۔

جان براؤن، انتھونی کے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ انہوں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ جولیا کی آمد اور پھر اس کے دماغ کی واشنگ تک جان براؤن اور لیڈی شینا گریٹ لینڈ میں ہی رہیں گے۔ اس دوران سوئس سائنس دان سر کراؤن نے بھی گریٹ لینڈ میں رہنا تھا اور دونوں سائنس دانوں نے مل کر جولیا کی دماغی واشنگ کرنی تھی۔

''لیڈی شینا نے اب تک کوئی رابطہ نہیں کیا''...... انتھونی نے جان براؤن سے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

''کامیابی سے پہلے وہ رابطہ نہیں کرے گی''...... جان براؤن نے مسکراتے ہوئے انتھونی سے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی جان براؤن کے مخصوص سیٹلائٹ موبائل فون کی بیل بجنے لگی۔ جان براؤن نے جیب میں سے موبائل فون نکالا اور سکرین پر نظر ڈالی۔ سکرین پر لیڈی شینا کا نام

فلیش ہو رہا تھا۔

''لیجئے۔ لیڈی شینا کی کال آ گئی''...... جان براؤن نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اوکے کا بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو چیف۔ لیڈی شینا سپیکنگ''...... لیڈی شینا کی آواز سنائی دی تو جان براؤن نے موبائل فون کے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تاکہ ان کی گفتگو انتھونی بھی سن سکے۔

''یس شینا۔ کیا تم پاکیشیا پہنچ چکی ہو''...... جان براؤن نے تحکمانہ لہجے میں لیڈی شینا سے پوچھا۔

''چیف۔ میں تو واپس بھی آ رہی ہوں''...... دوسری طرف سے لیڈی شینا کی آواز سنائی دی۔

''اتنی جلدی واپس آ رہی ہو۔ مشن مکمل کئے بغیر۔ کیا وہاں کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے''...... جان براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ میں پہلے بھی کبھی مشن ادھورا چھوڑ کر آئی ہوں جو اب آؤں گی۔ میرا مشن مکمل ہو گیا ہے۔ میں جولیا کے ساتھ واپس آ رہی ہوں''...... دوسری طرف سے لیڈی شینا کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''اتنی جلدی۔ میرے خیال میں تو ابھی تمہیں پاکیشیا پہنچے بھی دو تین گھنٹے ہوئے ہوں گے''...... جان براؤن نے کہا۔ اس کی حیرت میں مزید اضافہ ہو گیا تھا جبکہ انتھونی کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

"چیف۔ کیا آپ شینا کی صلاحیتوں سے واقف نہیں ہیں"۔ لیڈی شینا نے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"واقف ہوں۔ مشن مکمل کرنے پر میری اور انتھونی صاحب کی طرف سے مبارک قبول کرو اور یہ بتاؤ کہ لاڈان کس وقت پہنچ رہی ہو"...... جان براؤن نے انتھونی کی طرف دیکھتے ہوئے شینا کو مبارک باد دی۔

"چیف۔ میں نے لاڈان کی بجائے برستان کے لئے طیارہ چارٹرڈ کرایا ہے۔ پاکیشیا سے پانچ گھنٹے کی پرواز ہے"...... دوسری طرف سے لیڈی شینا کی آواز سنائی دی۔

"اوکے۔ میں خود تمہیں برستان ایئر پورٹ پر رسیو کروں گا۔ وش یو گڈ لک"...... جان براؤن نے کہا اور پھر اس نے رابطہ ختم کر کے موبائل فون جیب میں رکھ لیا۔

"لیڈی شینا تو بے پناہ صلاحیتوں کی مالک ہے۔ اس کی جگہ کوئی اور جاتا تو ایک دو دن پلاننگ میں گزار دیتا جبکہ یہ چند گھنٹوں میں مشن مکمل کر واپس بھی آ رہی ہے"...... انتھونی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ اتنی ہی تیزی سے کام کرنے کی عادی ہے"...... جان براؤن نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"کیا اب آپ خود برستان جائیں گے"...... انتھونی نے جان براؤن سے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میرا خیال ہے کہ میرا خود وہاں جانا زیادہ مناسب ہے"...... جان براؤن نے کہا۔

"اوکے۔ لاڈان سے برستان ڈیڑھ گھنٹے کی ڈرائیو پر ہے۔ آپ روانہ ہو جائیں۔ میں اپنے ایریا آفس فون کر دیتا ہوں۔ آپ وہاں موجود میرے ماتحتوں سے میٹنگ کر لیں۔ اگر آپ کو وہاں کسی قسم کی بھی مدد کی ضرورت ہو گی تو میرے ماتحت آپ کا حکم اسی طرح مانیں گے جس طرح میرا مانتے ہیں"...... انتھونی نے کہا۔

"میرے خیال میں آپ کی تجویز بہت مناسب ہے"...... جان براؤن نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے انتھونی سے ہاتھ ملایا اور پھر وہ اس کے آفس سے باہر آ گیا۔ آفس کی پارکنگ میں اس کی کار موجود تھی۔ وہ کار میں بیٹھا اور برستان کی طرف روانہ ہو گیا۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ برستان پہنچ گیا۔ کنگ کوبرا کا ایریا آفس تلاش کرنے میں اسے تھوڑی سی دقت کا سامنا کرنا پڑا اور پھر آخرکار اس نے وہ کوٹھی تلاش کر ہی لی جو کنگ کوبرا کے ایریا آفس کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ اس کوٹھی پر نہ تو کوئی نام لکھا ہوا تھا اور نہ ہی کوئی نمبر درج تھا اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی نشان بنا ہوا تھا۔ ایریا آفس میں چیف انتھونی کی ہدایات پہنچ چکی تھیں اس لئے وہاں موجود تمام افراد جان براؤن سے مؤدبانہ لہجے میں بات کر رہے تھے۔ ایریا آفس کا انچارج رائسن تھا جو کہ خوبصورت اور

نوجوان آدمی تھا۔ اس کی آنکھوں کی چمک اسے ذہین ثابت کر رہی تھی۔ جان براؤن رائسن کے آفس میں اس کی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ وہ مؤدبانہ انداز میں اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ آفس میں موجود تمام افراد سے اس کا تعارف بھی رائسن نے کرایا تھا۔

''رائسن۔ میں اب ایئر پورٹ پر جا رہا ہوں۔ اگر مجھے ضرورت پڑی تو میں تمہیں کال کروں گا''...... جان براؤن نے گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے کہا۔ شینا کا طیارہ آنے میں ابھی ڈیڑھ گھنٹہ باقی تھا۔ اس نے یہ ڈیڑھ گھنٹہ ایئر پورٹ پر ہی گزارنے کا فیصلہ کیا تھا۔

''اوکے سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... رائسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو جان براؤن اٹھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایئر پورٹ پر پہنچ چکی تھی۔ اس نے شینا کے طیارے کے متعلق معلومات حاصل کیں اور پھر انکوائری آفس سے تھوڑے سے فاصلے پر موجود بنچ پر بیٹھ گیا۔ وہاں بیٹھے ہوئے اسے کچھ دیر ہی گزری تھی کہ اسے ایک خیال آیا اور وہ اٹھ کر انکوائری آفس کی طرف بڑھا۔ جب وہ انکوائری آفس کے قریب پہنچا تو وہاں ایک نوجوان کھڑا ہوا تھا۔ وہ اس نوجوان کے الفاظ سن کر چونک پڑا۔

''میری ایک کزن ہے جس کا نام مس فلورا ہے۔ وہ ایک چارٹرڈ طیارے پر پاکیشیا سے برستان ایئر پورٹ پر پہنچ رہی ہے ایک ڈیڈ باڈی کے ساتھ۔ میں نے یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ طیارہ کتنی دیر میں

یہاں پہنچ رہا ہے''...... جان براؤن نے اس کے الفاظ سنے اور وہ رکے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔ چند قدم دور جاکر اس نے اس نوجوان کو دیکھا۔ وہ نوجوان اس کے لئے قطعی اجنبی تھا۔

''یہ کون ہو سکتا ہے اور شینا کے بارے میں کیوں معلومات حاصل کر رہا ہے''...... جان براؤن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر جان براؤن نے اس نوجوان کو انکوائری آفس سے ہٹ کر ایک طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ جان براؤن اس نوجوان کے پیچھے چلنے لگا۔ وہ نوجوان ایئر پورٹ کی عمارت کے باہر آ کر پیدل ہی ایک طرف بڑھنے لگا۔ چند قدم چلنے کے بعد وہ ایک ریسٹورنٹ میں داخل ہوا تو جان براؤن بھی ریسٹورنٹ میں داخل ہو کر ایک میز پر جا بیٹھا۔ وہ نوجوان کے عقب میں بیٹھا تھا۔ اس طرح وہ تو نوجوان پر نظر رکھ سکتا تھا لیکن وہ نوجوان اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے دیکھا کہ ویٹر اس نوجوان کی میز پر کھانا سرو کر رہا تھا تو اس نے دوسرے ویٹر کو بلا کر کافی کا آرڈر دیا۔

کھانے سے فارغ ہو کر وہ نوجوان اٹھا تو جان براؤن نے بھی کافی کے کپ کے نیچے ایک نوٹ رکھا اور وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ نوجوان ریسٹورنٹ سے باہر آ کر ایئر پورٹ کے پارکنگ ایریا کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جان براؤن کافی فاصلہ رکھ کر اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ پارکنگ میں پہنچ کر نوجوان ایک کار میں بیٹھا تو جان براؤن بھی تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی نوجوان کی

کار پارکنگ سے باہر نکلنے لگی اس نے بھی اپنی کار آگے بڑھا دی۔ وہ محتاط انداز میں کار کا تعاقب کرنے لگا۔ پھر اسے محسوس ہوا کہ نوجوان کو تعاقب کا شک ہو گیا ہے۔ یہ بات محسوس کرتے ہی جان براؤن نے اپنا موبائل فون نکالا اور رائسن کے نمبر پریس کرنے لگا۔ چند ہی لمحوں بعد دوسری طرف سے کال رسیو کر لی گئی۔

''رائسن سپیکنگ''...... کال رسیو ہونے کے بعد رائسن کی آواز سنائی دی۔

''رائسن۔ میں جان براؤن بول رہا ہوں''...... جان براؤن نے عادت کے مطابق تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... گو کہ رائسن اس کا ماتحت نہیں تھا لیکن چونکہ اسے اپنے چیف کی ہدایت تھی اس لئے وہ جان براؤن سے مؤدبانہ انداز میں بات کر رہا تھا۔

''رائسن۔ میں ایک مشکوک شخص کا تعاقب کر رہا ہوں۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ میں ایئر پورٹ وقت پر نہ پہنچ سکوں اور لیڈی شینا پریشان ہو۔ لہٰذا تم ایئر پورٹ چلے جاؤ اور لیڈی شینا جو کہ مس فلورا کے نام سے سفر کر رہی ہے اسے رسیو کر لو''...... جان براؤن نے رائسن کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''او کے سر۔ میں ابھی ایئر پورٹ روانہ ہو جاتا ہوں''۔ رائسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اور ہاں۔ مجھے لگتا ہے کہ مشکوک آدمی کو اپنے تعاقب کا

احساس ہو گیا ہے کیونکہ وہ پنک روڈ پر جا رہا ہے۔ تم جانتے ہو کہ پنک روڈ سنسان روڈ ہے اور آگے گھنا جنگل بھی ہے۔ تم اپنے دو آدمیوں کو فوراً اس طرف بھیج دو۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے ان کی ضرورت پڑ جائے''...... جان براؤن نے رائسن کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''او کے سر۔ میں پنک روڈ پر آپ کی طرف دو آدمی بھی بھیج رہا ہوں''...... رائسن نے کہا تو جان براؤن نے رائسن کی بات سن کر کال کاٹ کر موبائل فون جیب میں رکھا اور اپنے آگے پیچھے کا جائزہ لیا۔ اب ٹریفک بہت ہی کم رہ گئی تھی۔ اس کا شک یقین میں بدل گیا تھا کہ اس نوجوان کو اپنے تعاقب کا احساس ہو چکا ہے۔ پھر چند منٹوں بعد اکا دکا گاڑیاں بھی سڑک پر نہ رہیں۔ اب اس کی کار تھی یا اس نوجوان کی کار جس کا وہ تعاقب کر رہا تھا۔

پھر اس نے آگے والی کار کو ترچھا ہو کر سڑک کے درمیان میں رکتے ہوئے دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے جیب کو ہاتھ لگا کر ریوالور کی موجودگی کا اطمینان کیا اور پھر اس کار کے قریب پہنچ کر اس نے بھی اپنی کار روک دی اور کار سے نیچے اتر آیا۔

''کون ہو تم اور تم نے کار اس طرح کیوں روکی ہے''...... جان براؤن نے نوجوان سے پوچھا۔

''تا کہ تم سے پوچھ سکوں کہ تم میرا تعاقب کیوں کر رہے ہو''۔

نوجوان نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"سوالات تو میں نے بھی تم سے بہت سے پوچھنے ہیں۔ اب تم یہ بتاؤ کہ میرے سوالوں کے جواب تم یہیں دو گے یا میں تمہیں اپنے ٹھکانے پر لے جاؤں"...... جان براؤن نے طنزیہ لہجے میں اس نوجوان سے کہا۔

جان براؤن کی بات سن کر اس نوجوان نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے کوٹ کی جیب میں سے ہاتھ باہر نکالا مگر جان براؤن اس سے غافل نہیں تھا اس لئے اس نے اس سے بھی زیادہ تیزی سے اپنا ریوالور نکالا اور اس نوجوان کے ہاتھ پر فائر کر دیا۔ دھماکہ ہوا اور اس نوجوان کا ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ پہلے فائر کے بعد جان براؤن نے اسی تیزی سے دوسرا فائر بھی کیا لیکن اس نوجوان نے بجلی کی سی تیزی سی چھلانگ لگائی اور جان براؤن کا فائر خالی گیا۔ پھر جیسے ہی وہ نوجوان سڑک پر گرا جان براؤن نے ایک بار پھر اس پر فائر کر دیا لیکن نوجوان فٹ بال کی مانند اچھلا اور جان براؤن کی چلائی ہوئی گولی سڑک پر لگی جبکہ وہ نوجوان اس سے آ ٹکرایا۔

جان براؤن کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ نوجوان اس قدر پھرتیلا ہوگا۔ وہ نوجوان اس سے ٹکرایا تو دونوں سڑک پر گر گئے اور پھر ان میں زبردست فائٹ ہونے لگی۔ جان براؤن تربیت یافتہ سیکرٹ ایجنٹ تھا۔ نہ صرف سیکرٹ ایجنٹ تھا بلکہ بلیک سکائی

جیسی سیکرٹ تنظیم کا چیف بھی تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ لڑائی بھڑائی کے مقابلے میں اس کے سامنے کوئی ٹھہر ہی نہیں سکتا لیکن اب اس نوجوان سے مقابلہ کرتے ہوئے اسے احساس ہوگیا تھا کہ اگر وہ سیر ہے تو یہ نوجوان سوا سیر ہے۔ پھر لڑائی کے دوران ایسا وقت بھی آ گیا کہ اس کی آنکھوں کے سامنے ستارے سے جھلملانے لگے اور اسی وقت اس نوجوان نے اس کی کمر پر پہنچ کر اس کی گردن میں اپنا بازو ڈال دیا اور کسی ریسلر کی طرح اس کی گردن دبانے لگا۔ جان براؤن کے منہ سے کراہیں نکلیں اور اسے یقین ہوگیا کہ یہ نوجوان اس کی گردن توڑ دے گا۔ پھر اسے کار رکنے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی اسے تیز بو محسوس ہوئی اور اس کے ذہن پر سیاہ پردہ سا پڑ گیا۔

صفدر کے فلیٹ پر تنویر اور خاور بھی موجود تھے اور انہیں عمران کا انتظار تھا۔ ایکسٹو نے صفدر کو ہدایت کی تھی کہ وہ تنویر اور خاور کو اپنے فلیٹ پر بلا لے۔ انہوں نے جولیا کی تلاش میں جانا ہے اور اس مشن کے متعلق عمران نے انہیں آ کر بریف کرنا ہے۔ انہیں عمران کا انتظار کرتے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی لیکن عمران ابھی تک نہیں آیا تھا۔ جب سے انہیں معلوم ہوا تھا کہ جولیا اغوا ہو گئی ہے تو ان کا ایک ایک پل ان پر بھاری گزر رہا تھا۔ ان سب کا دل چاہتا تھا کہ وہ اڑ کر جولیا کے پاس پہنچ جائیں اور اسے واپس لے آئیں۔

”حالات اتنے سنگین ہیں۔ ہماری ساتھی اغوا ہو چکی ہے اور اس عمران کو ذرا بھی احساس نہیں۔ وہ اپنے گلچھرے اڑانے میں مصروف ہو گا“...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تنویر پلیز۔ ان حالات میں تو ایسی باتیں مت کرو۔ ہم پہلے ہی پریشان اور بیزار بیٹھے ہیں“...... صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہی بات تو میں کہہ رہا ہوں کہ ہم پریشان ہیں اور وہ ہمیں مزید پریشان کرنے کے لئے انتظار کرائے جا رہا ہے۔ تم میری بات سمجھنے کی بجائے الٹا مجھ پر ناراض ہو رہے ہو“...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تنویر۔ یہ بات ہم سب جانتے ہیں کہ عمران صاحب مصروف ہوتے ہیں تو ہمیں ان کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ ایسا تو نہیں ہے کہ وہ آوارہ گردی کرتے رہتے ہوں اور ہم ان کا انتظار کرتے ہوں“۔ خاور نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

”تم لوگوں نے عمران کی جائز و ناجائز حمایت کر کے اسے سر پر چڑھا لیا ہے“...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اسی لمحے کال بیل بج اٹھی تو صفدر اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو عمران اس کے ساتھ تھا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“...... عمران نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے بلند آواز میں کہا۔

”وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“...... خاور نے عمران کے سلام کا جواب دیا جبکہ تنویر خاموش رہا۔

”کیا تنویر کو بدہضمی کی شکایت ہو گئی ہے“...... عمران نے صوفے

پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''ہم جولیا کی وجہ سے پہلے ہی پریشان ہیں۔ تم ہمیں مزید پریشان مت کرو''...... تنویر نے غصے سے کہا۔

''اگر تمہارے پریشان ہونے سے جولیا واپس آ سکتی ہے تو ٹھیک ہے۔ پریشان ہو کر اسے واپس لے آؤ''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب پلیز۔ آپ اس کی باتوں کا برا مت منائیں۔ آپ ہمیں جولیا کے متعلق بتائیں''...... خاور نے کہا۔

''ہم لوگ کسی پر اندھا اعتماد کرنے کے قائل تو نہیں ہیں لیکن اگر ہمیں بچپن کا کوئی دوست یا سکول، کالج اور یونیورسٹی کا کوئی کلاس فیلو مل جائے تو ہم اس کے ملنے کی خوشی میں وہ احتیاط کرنا بھول جاتے ہیں جو ہم عام طور پر کرتے ہیں۔ جولیا کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ جولیا کی ایک کلاس فیلو جس کا نام شینا تھا جولیا سے ملی تو جولیا اس سے ملنے کی خوشی میں غفلت کا شکار ہو گئی۔ جولیا اس کی اصلیت سے واقف بھی نہیں تھی کہ شینا سوئس سیکرٹ ایجنسی بلیک سکائی کی ڈپٹی چیف ہے۔ سو جیسے ہی جولیا غفلت کا شکار ہوئی شینا نے اسے شکار کیا اور بے ہوش کر کے اپنے ساتھ لے گئی''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ صرف جولیا کو اغوا کرنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے''...... خاور نے عمران سے پوچھا۔

''فی الحال تو ان کا مقصد ہمارے سامنے نہیں ہے۔ جب ان

سے سامنا ہو گا تو پھر ان سے پوچھیں گے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ بتا رہے تھے کہ مس جولیا کو سوئس ایجنسی کی ڈپٹی چیف شینا نے اغوا کیا ہے جبکہ چیف نے تو بتایا تھا کہ انہیں اغوا کر کے گریٹ لینڈ لے جایا جا رہا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ شینا جولیا کو اغوا کر کے گریٹ لینڈ لے گئی ہے اس اطلاع پر چیف نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لاڈان میں موجود فارن ایجنٹ کو ہدایت کی کہ وہ برستان جا کر جولیا کو بازیاب کرائے لیکن اب فارن ایجنٹ وان ہڈ رابطے میں نہیں ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ بھی کسی مشکل میں پھنس چکا ہے۔ لہٰذا اب چیف کا حکم ہے کہ ہمیں گریٹ لینڈ جا کر جولیا کو بھی بازیاب کرنا ہے اور ساتھ ہی ان لوگوں کا مقصد بھی معلوم کرنا ہے کہ انہوں نے جولیا کو کیوں اغوا کیا''...... عمران نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''عمران صاحب۔ گریٹ لینڈ کے لئے ہماری روانگی کس وقت ہے''...... خاور نے عمران سے پوچھا۔

''ٹھیک دو گھنٹوں بعد تم ایئر پورٹ پر پہنچ جانا۔ میں تمہیں وہیں ملوں گا''...... عمران اٹھتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ایئر پورٹ ہم نے اصل حلیوں میں ہی آنا ہے نا''...... خاور نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں۔ میرا خیال ہے کہ فی الحال ہمیں میک اپ کرنے کی

ضرورت نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''اگر طیارہ چارٹرڈ کرا لیا جاتا تو دو گھنٹوں کی بجائے ہم فوری بھی گریٹ لینڈ کے لئے روانہ ہو سکتے تھے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس بات کا شکوہ تم اپنے چیف سے تو کر سکتے ہو مجھ سے نہیں''...... عمران نے کہا۔ تنویر اس سے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا لیکن عمران اپنی جگہ سے اٹھا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

گریٹ لینڈ پہنچ کر عمران نے خود بھی مقامی میک اپ کیا اور انہیں بھی میک اپ کرنے کو کہا۔ ان تینوں نے بھی مقامی میک اپ کر لیا۔

''ہماری اگلی منزل برنٹن ہے۔ برنٹن میں ایک کلب ہے جس کا نام راک اینڈ رول ہے۔ اس کلب کا مالک شون ہمیں ان لوگوں کے بارے میں بتا سکتا ہے۔ جنہوں نے جولیا کو اغوا کیا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''میک اپ کے دوران ہی تمہیں یہ باتیں معلوم ہو گئی ہیں اب کیا تمہیں الہام ہونے لگا ہے''...... تنویر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے الہام نہیں ہونے لگا بلکہ تمہارے چیف ایکسٹو کو الہام ہوتا ہے کیونکہ اسے دانش منزل میں بیٹھ کر یہ بات معلوم ہوئی ہے

اور چلتے وقت اس نے میرے کان میں بھی یہ بات پھونک دی تھی''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''چیف کو بھی الہام نہیں ہوتا۔ وہ دانش منزل میں بیٹھ کر بھی ایسے معاملات پر نظر رکھتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اب اگر صرف باتیں ہی کرنے کا ارادہ ہے تو بیٹھے رہو اور اگر اگلی منزل کی طرف بڑھنا ہے تو پھر اٹھو''...... عمران نے کہا تو عمران کی بات سن کر وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ ایک ایک کر کے ہوٹل سے باہر آ گئے کیونکہ وہ مقامی میک اپ میں تھے اور ایک ایک کر کے ہوٹل سے باہر آئے تھے اس لئے کسی نے بھی ان پر توجہ نہ دی۔ برنٹن، ٹرین، بسیں اور ٹیکسیاں جاتی تھیں۔ ٹیکسی میں وہ جلد برنٹن پہنچ سکتے تھے لیکن ٹیکسی میں صرف تین مسافر سفر کر سکتے تھے جبکہ وہ چار تھے۔

''میرا خیال ہے کہ برنٹن بس پر چلا جائے۔ نان سٹاپ بسیں بھی زیادہ وقت نہیں لیتی ہوں گی''...... صفدر نے کہا۔

''ہم ایک کی بجائے دو ٹیکسیاں بھی کر سکتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''الگ الگ سفر کرنے سے بہتر ہیں کہ ہم نان سٹاپ بس میں ہی سفر کریں''...... خاور نے کہا۔

''اوکے۔ جب دو بندوں کی ایک رائے ہو تو اسی ایک رائے پر عمل کرنا چاہئے''...... عمران نے کہا اور پھر وہ بس اسٹینڈ پر آ گئے۔

بس پانچ منٹ بعد روانہ ہوئی اور دو گھنٹوں بعد وہ برنٹن پہنچ گئے۔ بس اسٹینڈ کے قریب ہی انہیں ٹدسٹی ہوٹل کا سائن بورڈ نظر آیا اور پھر انہوں نے اس ہوٹل میں دو کمرے حاصل کر لئے۔

''میں اور تنویر راک اینڈ رول کلب جا رہے ہیں۔ تم ہمارا یہیں انتظار کرو گے''...... عمران نے صفدر اور خاور سے کہا اور پھر عمران اور تنویر ہوٹل سے باہر سڑک پر آ گئے۔ ہوٹل سے چند قدموں کے فاصلہ پر ٹیکسی اسٹینڈ نظر آ رہا تھا۔ وہ ٹیکسی اسٹینڈ پر پہنچ گئے اور نمبر پر لگی ہوئی ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔

''یس سر۔ کہاں جائیں گے''...... ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی کو لائن سے باہر نکالتے ہوئے پوچھا۔

''راک اینڈ رول کلب''...... عمران نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا اور ٹیکسی کی رفتار بڑھا دی۔ تقریباً آٹھ منٹ بعد ٹیکسی ایک جگہ رک گئی۔ انہوں نے سامنے دیکھا تو انہیں راک اینڈ رول کا جہازی سائز سائن بورڈ نظر آ گیا۔ وہ دونوں ٹیکسی سے نیچے اترے۔ عمران نے کرایہ ادا کیا اور پھر وہ کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھے۔ دروازے سے چار پانچ قدموں کے فاصلے پر کاؤنٹر تھا اور کاؤنٹر پر دو نوجوان لڑکیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ جن کے لباس اپنی معاشرت سے مطابقت رکھتے تھے۔ اس وقت ہال میں بہت کم لوگ نظر آ رہے تھے۔ عمران نے ہال کا جائزہ لیا اور پھر وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ تنویر اس کے ساتھ تھا۔

''یس سر''...... عمران کاؤنٹر کے قریب پہنچا تو کاؤنٹر گرل نے کاروباری مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

''کاش۔ میں اس وقت مسٹر شون کی بجائے تم سے ملنے آیا ہوتا''...... عمران نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''نو پرابلم سر۔ اگر آپ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں تو آج رات میرے فلیٹ پر مجھ سے مل لیجئے گا''...... کاؤنٹر گرل نے خوبصورت انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ رئیلی۔ یہ تو میرے لئے بہت خوشی کی بات ہے۔ کہاں ہے آپ کا فلیٹ''...... عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''کوئین روڈ۔ کوئین پلازہ فلیٹ نمبر تھرٹی سکس۔ یاد رہے گا نا سر''...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

''یہ تو میرے دل پر پرنٹ ہو گیا ہے۔ اب یہ بتائیں کہ مسٹر شون سے ملاقات ہو سکتی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سر۔ آپ نے ان سے وقت لیا ہوا ہے''...... کاؤنٹر گرل نے بدستور کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''وقت تو ہم نے ان سے نہیں لیا لیکن ہم ان سے ایک بڑی ڈیل کے لئے ملنے آئے ہیں۔ انہیں لاکھوں پونڈز کا فائدہ ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو کاؤنٹر گرل سوچ میں ڈوب گئی۔

''وقت دیئے بغیر باس کسی سے ملتے تو نہیں ہیں لیکن میں آپ کی خاطر ان سے بات کر کے دیکھتی ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس

وقت خوشگوار موڈ میں ہوں اور آپ کو ملاقات کا وقت دے دیں''...... کاؤنٹر گرل نے دوبارہ مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور نمبرز پریس کرنے لگی۔ دوسری کاؤنٹر گرل اس دوران خاموش کھڑی عمران اور تنویر کو دیکھتی رہی۔ چونکہ دونوں ہی خوبصورت دکھائی دے رہے تھے اس لئے دوسری کاؤنٹر گرل انہیں پراشتیاق نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس کے ہونٹوں پر بھی دلچسپ مسکراہٹ تھی۔ پہلی کاؤنٹر گرل نے انٹرکام پر شون سے بات کرنے کے بعد ایک ویٹر کو اشارے سے اپنے قریب بلایا۔

''یس مس''...... ویٹر نے کاؤنٹر کے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''انہیں باس کے روم تک چھوڑ آؤ''...... کاؤنٹر گرل نے عمران اور تنویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اوکے مس''...... ویٹر نے کہا اور پھر وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔ عمران اور تنویر اس کے ساتھ چلنے لگے۔ سیڑھیوں کے قریب ہی ایک گیلری تھی۔ وہ ویٹر کے ساتھ اس گیلری میں داخل ہو گئے۔ گیلری میں تین مسلح افراد چہل قدمی کرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ان تینوں نے عمران اور تنویر کو گھور کر دیکھا لیکن کچھ نہ بولے۔ گیلری میں آٹھ دس دروازے تھے۔ ایک دروازے کے قریب بنچ رکھا ہوا تھا اور اس بنچ پر بھی ایک مسلح آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے بھی گھور کر عمران اور تنویر کو دیکھا۔

''انہوں نے باس سے ملنا ہے''...... ویٹر نے اس مسلح آدمی سے کہا اور خود واپس مڑ گیا۔

''آپ لوگوں کے پاس کسی قسم کا اسلحہ تو نہیں ہے''...... اس مسلح آدمی نے کرخت لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ہمارے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔ واقعی ان دونوں کے پاس اس وقت اسلحہ نہیں تھا۔

''جب آپ دروازے سے گزریں گے تو آپ کے پاس اسلحہ ہوا تو آپ فوراً بے ہوش ہو جائیں گے اس لئے اگر آپ کے پاس کوئی اسلحہ ہے تو مجھے دے دیں واپسی پر مل جائے گا''...... مسلح آدمی نے انہیں تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

''عجیب احمق آدمی ہو تم۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس اسلحہ نہیں ہے اور تم بکواس کئے جا رہے ہو''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا تو اس مسلح آدمی کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ گیلری میں موجود دوسرے افراد بھی گھور کر انہیں دیکھنے لگے۔ وہ ٹہلتے ٹہلتے رک بھی گئے تھے۔

''تم باس سے مل کر واپس آؤ گے تو میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم نے احمق کسے کہا ہے''...... اس مسلح آدمی نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ کھول دیا۔ تنویر نے سر کو جھٹکا دیا اور عمران کے پیچھے کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرے میں داخل ہو کر انہوں نے دیکھا کہ جہازی سائز ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر

بانس کی مانند ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کی ناک طوطے کے ناک کی مانند تھی۔ اس کا آدھا سر بالوں سے صاف تھا۔

''بیٹھو''...... اس بانس نما آدمی جو کہ شون تھا، نے ان دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ اس کے سامنے بیٹھ گئے۔

''ہاں۔ کون سی ایسی ڈیل ہے جس سے مجھے لاکھوں پونڈز کا فائدہ ہو سکتا ہے''...... شون نے ان سے پوچھا۔

''تم نے پاکیشیا میں موجود اینڈی کو شینا عرف فلورا نامی خاتون کی مدد کرنے کی ہدایت کی تھی''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو عمران کی بات سن کر شون اپنی کرسی سے اچھل پڑا۔ پھر اس کا ہاتھ تیزی سے ٹیبل کے ایک کونے میں لگے ہوئے ایک بٹن کی طرف بڑھا لیکن ابھی اس کا ہاتھ بٹن تک پہنچا بھی نہیں تھا کہ تنویر برق رفتاری سے حرکت میں آیا۔ وہ اچھل کر صوفے سے کھڑا ہوا اور ایک سیکنڈ کے بھی ہزارویں حصے میں شون اپنی ٹیبل پر سے ہوتا ہوا کمرے کے وسط میں آن گرا۔ وہ گرنے کے بعد اٹھ ہی رہا تھا کہ تنویر کی ٹھوکر اس کی کنپٹی پر پڑی اور وہ پھر فرش پر گرا اور تڑپنے لگا اور پھر وہ ساکت ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اسی لمحے انٹرکام کی بیل بجنے لگی۔ عمران شون کی کرسی پر آ گیا اور اس نے انٹرکام کی طرف دیکھا کیونکہ بیل انٹرکام کی بج رہی تھی۔ اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''لیں''...... اس نے شون کی آواز میں سخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ مسٹر براٹو آپ سے ملنے کے لئے آئے ہیں"۔ دوسری طرف سے اس کاؤنٹر گرل کی آواز سنائی دی جس نے عمران سے باتیں کی تھیں۔

"میں اس وقت انتہائی اہم میٹنگ میں مصروف ہوں۔ تم اسے ایک گھنٹے کا وقت دے دو"...... عمران نے شون کی آواز میں کہا۔

"اوکے۔ چیف"...... دوسری طرف سے کاؤنٹر گرل کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اور ہاں۔ اب میں ایک گھنٹے تک نہ فون سنوں گا اور نہ ہی تمہاری آواز اور کوئی میرے کمرے میں بھی نہ آئے"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ چیف"...... کاؤنٹر گرل نے کہا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"اس کے ہاتھ ٹائی سے باندھ کر اسے ہوش میں لے آؤ"۔ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر نے عمران کے کہنے پر عمل کیا۔ اس نے شون کی ٹائی اتاری اور شون کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے۔ پھر اس نے شون کو سیدھا کیا اور اس کے منہ پر تھپڑ مارنے لگا۔ پانچویں یا چھٹے تھپڑ پر وہ چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی وہ اٹھنے لگا لیکن چونکہ اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اس لئے آسانی سے اس سے اٹھا نہیں جا رہا تھا۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ اٹھا ہی تھا کہ تنویر نے اس کے

گھٹنے پر زوردار ٹھوکر مار دی۔ اس کے منہ سے نہ صرف یہ کہ چیخ بلند ہوئی بلکہ وہ ایک بار پھر فرش پر گر پڑا اور تکلیف کی شدت سے اس کا سرخ چہرہ اور زیادہ سرخ ہو گیا۔ تنویر کی ٹھوکر نے یقیناً اس کے گھٹنے کا جوڑ ہلا دیا تھا۔

"اینڈی کے پاس تم نے شینا کو بھیجا تھا"...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"تم کون ہو۔ میرے ہی آفس میں مجھ پر تشدد کر رہے ہو"۔ شون نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"تنویر۔ اس کی ایک آنکھ نکال دو"...... عمران نے بدستور سرد لہجے میں کہا اور تنویر تو جیسے اسی انتظار میں تھا۔ عمران کی بات بمشکل مکمل ہوئی تھی کہ تنویر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ شون نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں لیکن اس کے باوجود تنویر کی انگلی شون کی دائیں آنکھ میں گھستی چلی گئی۔ شون کو ایسے محسوس ہوا جیسے اس کی آنکھ میں خنجر گھس گیا ہو۔ اس کی ایک آنکھ حلقے سے باہر نکل کر فرش پر آ گری۔ شون کے حلق سے چیخ بلند ہوئی اور وہ فرش پر تڑپنے لگا۔ چند لمحے تڑپنے کے بعد وہ ایک بار پھر بے ہوش ہو گیا۔ جیسے ہی وہ بے ہوش ہوا تنویر نے پھر اس کے منہ پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ پانچویں یا چھٹے تھپڑ پر وہ چیخ مار کر ہوش میں آ گیا اور ہوش میں آتے ہی وہ درد کی شدت سے چیخنے لگا۔

"چیخنا بند کر بزدل"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا تو اس کی

چیخوں کو بریک لگ گئی۔

''شون۔ اگر تم نے اب بھی میرے سوالوں کے جواب نہ دیئے تو پھر تمہاری دوسری آنکھ بھی ہمیشہ کے لئے تاریک ہو جائے گی۔ خود ہی سوچو بغیر آنکھوں کے جینا بھی کوئی جینا ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''پپ۔ پپ۔ پوچھو۔ میں بتاؤں گا۔ تت۔ تم تو بہت ظالم انسان ہو۔ ایک لمحے میں ہی مجھے کانا کر دیا''...... شون نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ایک آنکھ ختم ہونے کی وجہ سے اس کا چہرہ بھیانک ہو گیا تھا۔

''شینا کو اینڈی کے پاس تم نے بھیجا تھا نا''...... عمران نے اپنا سوال دہراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ شینا کو اینڈی کے پاس میں نے ہی بھیجا تھا۔ میں نے ایک مرتبہ اینڈی کو پولیس سے بچایا تھا اس لئے وہ میرا احسان مند ہے''...... شون نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''یہ شینا کون ہے''...... عمران نے شون سے پوچھا۔

''میں اس بارے میں زیادہ نہیں جانتا۔ بس اتنا معلوم ہے کہ وہ سوئٹزر لینڈ کی سیکرٹ ایجنٹ ہے اور انتھونی کی دوست ہے۔ انتھو نے ہی مجھ سے کہا تھا کہ اگر میرا کوئی واقف پاکیشیا ہو تو میں ا لیڈی شینا کی مدد کرنے کے لئے کہوں۔ لیڈی شینا نے مس فلا کے نام سے پاکیشیا جا کر کوئی مشن مکمل کرنا تھا''...... شون نے کہا۔

''انتھونی۔ جو کنگ کوبرا کا چیف ہے''...... عمران نے اس کی اکلوتی آنکھ میں ہی دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم اسے جانتے بھی ہو اور اس سے خوفزدہ بھی نہیں ہو۔ وہ تو بہت ہی خطرناک اور ظالم انسان ہے''...... شون نے کہا۔

''وہ ہم سے زیادہ خطرناک اور ظالم نہیں ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم بھی بہت ہی خطرناک اور ظالم انسان ہو۔ ایک ہی لمحے میں میری آنکھ نکال دی''...... شون نے کہا۔

''انتھونی سے تمہارا کیا رشتہ ہے۔ کیا تم کنگ کوبرا کے ایجنٹ ہو''...... عمران نے شون سے پوچھا۔

''نہیں۔ میں کنگ کوبرا کا ایجنٹ نہیں ہوں۔ انتھونی میرے کلب کی ایک ڈانسر پر فریفتہ تھا لیکن وہ ڈانسر اسے لفٹ نہیں کراتی تھی۔ وہ انتھونی کی اصلیت سے واقف بھی نہیں تھی۔ پھر میں نے اس ڈانسر کو انتھونی کی طرف مائل کیا اور یہاں سے میری اور انتھونی کی دوستی کا آغاز ہوا۔ انتھونی مجھ پر بہت مہربان ہو گیا۔ اس کی مہربانی کی وجہ سے میں نے جرائم پیشہ افراد کا گروپ بھی بنا لیا اور برٹن میں اپنی دھاک بھی بٹھا دی۔ پولیس میں میرا اثر و رسوخ ہے۔ اسی لئے میں نے اینڈی کی بھی مدد کی۔ اب میرے ہاتھ کافی لمبے ہو گئے ہیں۔ انڈر ورلڈ میں بھی میرا اثر و رسوخ ہے۔ کبھی کبھار انتھونی مجھ سے کوئی کام لے لیتا ہے اور میں اس سے بہت مفادات

حاصل کر لیتا ہوں“...... شون بولنے پر آیا تو بولتا ہی چلا گیا۔

”شینا پاکیشیا سے ایک لڑکی کو اغوا کر کے لائی ہے۔ وہ لڑکی کہاں ہے“...... عمران نے شون سے پوچھا۔

”مجھے انتھونی نے یہ نہیں بتایا تھا کہ شینا کا پاکیشیا میں کیا مشن ہے اس لئے میں نہیں جانتا کہ وہ لڑکی کہاں ہے جسے شینا اغوا کر کے لائی ہے۔ میں تو شینا کے بارے میں بھی نہیں جانتا کہ شینا اب کہاں ہے“...... شون نے کہا۔

”انتھونی کا آفس کہاں ہے“...... عمران نے شون سے پوچھا۔

”اس کا آفس لاڈان میں ہے لیکن اس کا آفس ایک ہی عمارت میں مستقل نہیں رہتا بلکہ تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ چند دن پہلے اس کا آفس کریم سٹریٹ کی کوٹھی نمبر سکس فائیو میں تھا۔ اب بھی وہیں ہے یا تبدیل ہو گیا ہے میں اس کے بارے میں نہیں جانتا“۔ شون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر تمہیں انتھونی سے رابطہ کرنا پڑے تو تم کس طرح کرو گے“...... عمران نے پوچھا۔

”میرے پاس اس کا موبائل فون نمبر ہے اسے فون کر دوں گا“...... شون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا موبائل فون نمبر بتا دو“...... عمران نے شون سے کہا تو اس نے انتھونی کا موبائل نمبر بتا دیا۔

”اب اس کا لائن لینڈ نمبر بھی بتا دو“...... عمران نے کہا تو اس

نے انتھونی کا لائن لینڈ نمبر بھی بتا دیا۔

”تم نے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے اس لئے ہم تمہیں زندہ چھوڑے جا رہے ہیں“...... عمران نے شون سے کہا تو اس کی اکلوتی آنکھ میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اسے امید نہیں تھی کہ یہ لوگ اسے زندہ چھوڑ جائیں گے۔

”تم اتنی مہربانی مجھ پر کر رہے ہو تو ایک مہربانی اور بھی مجھ پر کر دو“...... شون نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔ کہو کیا کہنا چاہتے ہو تم“...... عمران نے کہا۔

”تم کون ہو۔ تم مقامی آدمی ہو کر اس قسم کی کارروائی کیوں کر رہے ہو“...... شون نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ تمہارے لیول سے اوپر کی باتیں ہیں اس لئے ان باتوں کے متعلق تم نہ سوچو خوامخواہ پریشان رہو گے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر شون کا منہ بن گیا۔

”تنویر۔ فی الحال شون کا منہ بند کر دو۔ میں ذرا انتھونی سے بات کر لوں“...... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر نے ایک ہاتھ سے شون کی گردن پکڑ لی اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا۔ عمران، شون کی کرسی پر بیٹھا اور اس نے ٹیبل پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور شون کا بتایا ہوا موبائل فون نمبر ملانے لگا۔ جیسے ہی اس نے نمبر پریس کئے دوسری طرف بیل جانے لگی۔

”انتھونی سپیکنگ“...... دوسری طرف سے کال رسیو ہوتے ہی

انتھونی کی بارعب آواز سنائی دی۔

''شون سپیکنگ''...... عمران نے شون کی آواز میں کہا تو شون کی اکلوتی آنکھ میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''جی شون صاحب۔ کیا حال ہیں آپ کے''...... دوسری طرف سے انتھونی کی بے تکلفانہ آواز سنائی دی۔

''سر۔ کیا مس شینا اپنے مشن میں کامیاب ہو گئی ہے۔ اینڈی نے ان سے تعاون کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''مس شینا ابھی سے مشن میں کامیاب کیسے ہو سکتی ہے ابھی تو وہ پاکیشیا پہنچی ہے۔ چند دن تو لگتے ہیں مشن کی پلاننگ کرنے میں اور مشن مکمل کرنے میں''...... دوسری طرف سے انتھونی نے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ شون نے جو کچھ کہا ہے صحیح ہے لیکن اسے اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ایک سرکاری سیکرٹ ایجنسی کا چیف ایک پرائیویٹ آدمی سے کیوں مدد لے رہا ہے اور کیوں پرائیویٹ آدمی کو اس نے ہم راز بنایا ہوا ہے۔ پرائیویٹ آدمی بھی وہ جو معمولی سا تشدد بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

''سر۔ میں اس لئے پوچھ رہا تھا کہ کہیں اینڈی نے مس شینا کی خدمت کرنے میں کوئی کوتاہی تو نہیں کی''...... عمران نے کہا۔

''مجھے یقین ہے شون صاحب کہ جس طرح آپ ہمارے ساتھ مخلص ہیں۔ اسی طرح آپ کے دوست بھی مخلص ہوں گے۔ مس شینا آئیں گی تو میں ان سے پوچھ کر اینڈی کے رویئے کے متعلق

آپ کو بتاؤں گا''...... انتھونی نے کہا۔

''او کے سر۔ تھینک یو اینڈ وش یو گڈ لک''...... عمران نے شون کے لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے الوداعی کلمات سننے کے بعد اس نے رسیور رکھ دیا۔ تنویر نے شون کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا۔

''تت۔ تم نے بالکل میری آواز میں بات کی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... شون نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس بات کو رہنے دو اور میری ایک الجھن کو دور کرو''۔ عمران نے شون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کون سی الجھن''...... شون نے کہا۔

''تم پرائیویٹ آدمی ہو اور انتھونی ایک سرکاری سیکرٹ ایجنسی کا چیف ہے۔ اس نے تمہیں اپنا دوست اور ہم راز کیسے بنایا ہوا ہے''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''میں نے بتایا تو ہے کہ میری وجہ سے میرے کلب کی ایک ڈانسر اس کی طرف مائل ہوئی تھی''...... شون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہاری یہ بات ٹھیک ہے لیکن اتنی معمولی بات کی وجہ سے کوئی سیکرٹ ایجنٹ کسی غیر آدمی کو اپنے اتنے قریب نہیں کر لیتا۔ درمیان میں کوئی اور وجہ بھی ہے''...... عمران نے شون کی اکلوتی آنکھ میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''تمہیں یقین نہیں آ رہا تو میں کیا کہہ سکتا ہوں''...... شون نے

کہا۔

”میرا ارادہ تھا شون کہ میں تمہیں اسی حالت میں چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ انسان ایک آنکھ سے بھی زندگی انجوائے کر سکتا ہے لیکن اگر تم ایسا نہیں چاہتے تو ٹھیک ہے۔ اب اندھوں کی طرح زندگی گزارنا۔ تنویر اس کی دوسری آنکھ بھی نکال دو“...... عمران نے پہلے شون سے اور پھر تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر کا ہاتھ بلند ہو گیا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔ میں اندھا ہو گیا تو پھر انتھونی ہی مجھے اپنے ہاتھوں سے گولی مار دے گا“...... شون نے خوفزدہ لہجے میں چیختے ہوئے کہا تو تنویر کا اٹھا ہوا ہاتھ رک گیا۔

”اسلحہ اسمگلنگ کا بھی میرا نیٹ ورک ہے اور میرے اس بزنس کا اصل انچارج انتھونی ہے۔ ساٹھ فی صد کا وہ پارٹنر ہے اور چالیس فیصد کا میں۔ اس کے عہدے کی وجہ سے مجھے اسلحے کی اسمگلنگ میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ اس پارٹنر شپ کی وجہ سے میں انتھونی کے بہت سے رازوں سے واقف ہوں“...... شون نے کہا۔

”پھر تو تم انتھونی کی رہائش گاہ کے متعلق بھی جانتے ہو گے“۔ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ لارڈ کالونی کوٹھی نمبر بی ڈبل سیون لاڈان۔ اس کی ذاتی کوٹھی ہے“...... شون نے کہا۔

”کاؤنٹر کا نمبر کیا ہے“...... عمران نے انٹرکام کا رسیور اٹھاتے ہوئے شون سے نمبر پوچھا تو شون نے نمبر بتایا تو عمران نے نمبر

پریس کر دیئے۔ جلد ہی دوسری طرف بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر فوراً ہی رسیور اٹھا لیا گیا۔ جیسے ہی عمران نے نمبر پریس کیا تھا تنویر نے ایک بار پھر شون کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تھا تاکہ وہ شور نہ مچا سکے۔

”میرے مہمان ابھی جانے والے ہیں۔ ان کے جانے کے بعد مجھے فون پر انتہائی ضروری کالیں کرنی ہیں۔ لہٰذا پندرہ بیس منٹ تک مزید مجھے تنگ نہ کیا جائے۔ اس کے بعد میں فارغ ہوں۔ پھر میرے کمرے میں کوئی آنا چاہے تو آ سکتا ہے“...... جیسے ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھایا گیا عمران نے تحکمانہ لہجے میں شون کی آواز میں کہا۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے کاؤنٹر گرل کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”اسے ہاف آف کر دو“...... عمران نے تنویر سے کہا تو شون کی کنپٹی پر ایک دھماکہ سا ہوا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ عمران کرسی سے اٹھا اور ٹیبل سے باہر نکل آیا۔

”ایک منٹ ٹھہرو عمران“...... تنویر نے عمران سے کہا تو عمران رک گیا جبکہ تنویر نے دروازہ کھول کر سر باہر نکال دیا۔

”تمہیں شون صاحب بلا رہے ہیں“...... عمران کو تنویر کی آواز سنائی دی اور پھر تنویر دروازے سے ہٹا اور دروازے پر بیٹھا ہوا مسلح آدمی اندر آ گیا۔ اس کے پیچھے دروازہ بند ہو گیا۔ اندر اپنے باس کو

بے ہوش دیکھ کر ایک لمحہ کے لئے تو وہ پتھر کی مانند ہو گیا۔ پھر جیسے اسے جھٹکا لگا ہو اس نے مشین گن سیدھی کرنی چاہی لیکن تنویر نے اس سے مشین گن چھین کر کمرے کے ایک کونے میں پھینک دی۔

"واپسی پر تم نے مجھے کچھ بتانا تھا نا"...... تنویر نے سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے مسلح آدمی کی گردن پکڑ کر اسے جھٹکا دے دیا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔

"تنویر۔ تم اس طرح جذباتی مت ہوا کرو۔ تم نے ناجائز ایک انسان کو مار دیا"...... عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"یہ انسان کہاں ہیں عمران۔ یہ تو درندوں سے بھی بدتر ہیں۔ اسلحے کی اسمگلنگ کرتے ہیں جس سے نجانے کتنے معصوم لوگ مارے جاتے ہیں۔ میں نے شون کو اس لئے چھوڑ دیا ہے کہ اسے زندہ چھوڑنے میں تمہاری کوئی مصلحت ہو گی"...... تنویر نے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ عمران بھی اس کے پیچھے باہر نکل آیا۔ وہ کاؤنٹر پر پہنچے تو کاؤنٹر گرل نے مسکرا کر عمران کو دیکھا تو عمران بھی مسکرا دیا۔

"سر۔ آج رات آپ نے میرے فلیٹ پر آنا ہے۔ بھول نہیں جائیں گے"...... کاؤنٹر گرل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کون بھول سکتا ہے سویٹی۔ میں نے تو ابھی سے رات انتظار کرنا شروع کر دیا ہے"...... عمران نے نہایت ہی میٹھی آوا

میں کہا اور ہاتھ سے گڈبائی کا اشارہ کر کے وہ آگے بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں راک اینڈ رول کلب سے باہر آ چکے تھے اور پھر وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر مڈ سٹی ہوٹل پہنچ گئے۔

"عمران صاحب۔ کچھ پتہ چلا جولیا کا"...... جیسے ہی عمران اور تنویر کمرے میں پہنچے صفدر نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔ یہاں سے ہمیں کچھ پتا نہیں چلا۔ ہمیں لاڈان واپس جانا پڑے گا۔

"عمران صاحب۔ چیف نے تو مجھے بتایا تھا کہ مس جولیا کو برستان لے جایا جا رہا ہے لیکن اب ہم بجائے برستان جانے کے دوسرے شہروں میں دوڑتے پھر رہے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"برستان کی ہمارے پاس کوئی ٹپ نہیں ہے۔ یہاں برنٹن کی ٹپ تھی راک اینڈ رول کلب کا مالک شون اور اب اس شون سے معلوم ہوا ہے کہ جولیا کے اغوا میں گریٹ لینڈ کی سیکرٹ ایجنسی بلیک کوبرا کا چیف انتھونی بھی ملوث ہے۔ ہم نے اب اس انتھونی کو کور کرنا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ پہلے تو آپ نے بتایا تھا کہ جولیا کو شینا نے اغوا کیا ہے جو کہ سوئٹزر لینڈ کی سیکرٹ ایجنسی بلیک سکائی کی ڈپٹی چیف ہے۔ اب آپ انتھونی کا نام لے رہے ہیں۔ آخر اس کیس میں ہو کیا رہا ہے"...... خاور نے کہا۔

"لگتا ہے جولیا کے اغوا نے تم لوگوں کو ذہنی طور پر مفلوج کر دیا

ہے حالانکہ تم سیکرٹ ایجنٹ ہو۔ تمہیں کسی حال میں بھی پریشان نہیں ہونا چاہئے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ خاور ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اس کیس میں آپ کوئی ایک بات نہیں کر رہے۔ کبھی کوئی نام سامنے آتے ہیں تو کبھی کوئی نام''...... صفدر نے کہا۔

''بھائی صاحبان۔ سیدھی سی بات تمہیں سمجھ نہیں آ رہی۔ کسی بھی مقصد کی خاطر گریٹ لینڈ اور سوئٹزر لینڈ کی دو سیکرٹ ایجنسیاں اکٹھی ہوئیں اور ان دونوں نے جولیا کے اغوا کی پلاننگ کی اور پھر جولیا کو اغوا کرنے میں کامیاب بھی ہو گئیں۔ اب چونکہ اس کیس میں دو ایجنسیاں کام کر رہی ہیں لہذا دونوں کا نام سامنے آ رہا ہے۔ یہ بالکل سیدھی سی بات ہے۔ تمہیں سمجھ جانی چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''سوری عمران صاحب۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ واقعی مس جولیا کے اغوا کی وجہ سے ہمارے دماغ ماؤف ہو چکے ہیں''۔ خاور نے فوراً ہی عمران سے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''اپنے دماغوں کو فوراً چوکس کر لو۔ کسی بھی وقت ایکشن میں آنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ میرا مشورہ ہے کہ ہم انتھونی کو بعد میں دیکھیں پہلے برنٹن ایئر پورٹ سے معلومات حاصل کریں''...... تنویر نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

''چیف نے بھی بتایا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گریٹ لینڈ کے لئے فارن ایجنٹ وان ہڈ برنٹن جا کر رابطے سے آؤٹ ہوا ہے۔ خیال یہی ہے کہ وہ برنٹن پہنچ کر کسی مشکل میں پھنس گیا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''پھر تو تنویر کا مشورہ ٹھیک ہے۔ ہمیں پہلے برنٹن جانا چاہئے''۔ خاور نے تنویر کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''جبکہ میرا خیال ہے کہ اس کیس میں جس طرح دو ایجنسیاں کام کر رہی ہیں۔ ہمیں بھی دو گروپوں میں تقسیم ہو کر کام کرنا چاہئے۔ ایک گروپ لاڈان چلا جائے اور دوسرا برنٹن''...... صفدر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

''میں تمہاری تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ میں اور خاور لاڈان چلے جاتے ہیں۔ تم دونوں برنٹن چلے جاؤ اور برنٹن ایئر پورٹ سے اپنی انوسٹی گیشن کا آغاز کرو''...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اس طرح ہم کم وقت میں زیادہ کام کر سکیں گے''...... تنویر نے بھی صفدر کی تجویز کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''بس طے ہو گیا کہ میں اور خاور برستان سے لاڈان جا رہے ہیں۔ صفدر اور تنویر برنٹن جا رہے ہیں''...... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ اپنی اپنی منزل کی طرف جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

شون کو ہوش آیا تو اس کی ایک آنکھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور ایک ڈاکٹر اسے انجکشن لگا رہا تھا۔ خود کو زندہ دیکھ کر اسے بہت حیرت ہو رہی تھی۔ اس کا تو خیال تھا کہ اس کے آفس میں آنے والے اسے ہلاک کر دیں گے لیکن وہ اسے زندہ چھوڑ گئے تھے۔ شون کے مطابق یہ انہوں نے بے وقوفی کی تھی اور اب شون نے سوچ لیا تھا کہ وہ ان سے بدلہ ضرور لے گا لیکن اس سے پہلے انتھونی کو حالات سے آگاہ کرنا ضروری تھا۔ اس لئے جیسے ہی ڈاکٹر انجکشن لگا کر فارغ ہوا شون نے اپنے آدمی کو فون اس کے قریب لانے کا کہا۔ اس کا آدمی کمرے میں موجود تھا اور یہ کمرہ اس کلب کا ہی تھا جسے وہ ریسٹ کے لئے استعمال کرتا تھا۔

''سر۔ آپ کچھ دنوں کے لئے آرام کریں''...... شون نے اپنے آدمی کو فون لانے کا کہا تو ڈاکٹر اس سے مخاطب ہوا۔

''آپ کا کام پورا ہو چکا ہے''...... شون نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں نے مکمل چیک اپ کر لیا ہے۔ آپ کی مرہم پٹی کر دی ہے۔ انجکشن لگا دیئے ہیں اور دوائیاں لکھ دی ہیں۔ اب میں تقریباً آٹھ گھنٹوں کے بعد دوبارہ آؤں گا''...... ڈاکٹر نے شون سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اوکے۔ اب آپ جائیں اور آٹھ گھنٹوں کے بعد تشریف لائیں''...... شون نے خشک لہجے میں کہا۔

''اوکے سر''...... ڈاکٹر نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

''مجھے کیا ہوا تھا اور تم لوگوں کو کیسے پتہ چلا کہ میں زخمی ہوں''۔ ڈاکٹر کے جانے کے بعد شون نے اپنے آدمی سے پوچھا۔

''باس۔ آپ کی ہدایت کے مطابق مہمانوں کے جانے کے پندرہ منٹ بعد کاؤنٹر سے مس ریٹا نے آپ کے مہمان کو آپ کے کمرے میں بھیجا۔ جیسے ہی وہ مہمان آپ کے کمرے میں داخل ہوا چیخ مار کر باہر نکل آیا۔ گیلری میں موجود سیکورٹی اہلکار نے مہمان سے پوچھا کہ کیا ہوا لیکن اس کی حالت اس قدر خراب ہو گئی تھی کہ اس سے بولا ہی نہیں جا رہا تھا۔ پھر سیکورٹی اہلکار آپ کے آفس میں داخل ہوئے تو انہیں جون مردہ حالت میں اور آپ بندھے ہوئے اور بے ہوشی کی حالت میں ملے۔ آپ کو فوراً ہی ریسٹ روم

میں لایا گیا اور ساتھ ہی ڈاکٹر کو بھی بلایا تھا۔ ڈاکٹر ابھی آپ کے سامنے ہی واپس گیا ہے“...... اس کے آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ شون نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور انتھونی کے نمبرز پریس کرنے لگا۔ جلد ہی دوسری طرف بیل جانے لگی۔

”انتھونی سپیکنگ“...... دوسری طرف سے فون رسیو کئے جانے کے بعد انتھونی کی آواز سنائی دی۔

”سر۔ میں شون بول رہا ہوں“...... شون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”یس شون۔ کیا بات ہے۔ آپ کی آواز میں مجھے کچھ تبدیلی محسوس ہو رہی ہے“...... انتھونی کی آواز سنائی دی۔

”یس سر۔ میں بہت زخمی ہوں۔ مجھ پر وحشیانہ تشدد کیا گیا ہے“...... شون نے کہا۔

”آپ پر وحشیانہ تشدد کیا گیا ہے ۔ کس نے کیا ہے اور کیوں کیا ہے“...... انتھونی کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”سر۔ فون پر تفصیل سے بات نہیں ہوسکتی۔ اگر آپ کہیں تو میں آپ کے پاس آجاتا ہوں“...... شون نے کہا۔

”اوکے۔ آپ ویلج ہوٹل آجائیں۔ میں وہاں آپ سے مل لیتا ہوں“...... دوسری طرف سے انتھونی نے کہا۔

”اوکے سر۔ میں ہیلی کاپٹر ہائر کر کے لاڈان آ رہا ہوں“۔

شون نے کہا تو دوسری طرف سے انتھونی نے الوداعی جملے کہہ کر کال کاٹ دی۔ اس نے بھی رسیور کریڈل پر رکھا اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور ایئر پورٹ فون کر کے لاڈان کے لئے ہیلی کاپٹر بک کرایا۔

”ملی بگ سے کہو کہ گاڑی اسٹارٹ کرے۔ مجھے ایئر پورٹ جانا ہے“...... شون نے اپنے آدمی سے کہا تو وہ فوراً ہی باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے دو تین منٹ بعد شون بھی اپنی جگہ سے اٹھا اور پھر بیک ڈور سے کلب کی پارکنگ میں آ گیا۔ اس کی کار اسٹارٹ کھڑی تھی اور اس کا خاص آدمی ملی بگ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔ شون کار کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تو ملی بگ نے کار آگے بڑھا دی۔ سڑک پر آتے ہی کار کی رفتار تیز ہو گئی تھی۔

”سر۔ آپ کو زخمی کرنے والے کون لوگ تھے“...... ڈرائیونگ کرنے کے دوران ملی بگ نے شون سے پوچھا۔

”ایڈیٹ۔ یہ معلومات تو تمہیں اب تک معلوم کر لینی چاہئے تھیں“...... شون نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”سوری باس۔ میں نے انہیں تلاش کرنے کی کوشش کی ہے لیکن وہ غائب ہو چکے ہیں“...... ملی بگ نے کہا۔

”ایڈیٹ۔ یہ سب تمہاری غفلت کی وجہ سے ہوا۔ میرا تو دل چاہ رہا ہے کہ تمہیں شوٹ کر دوں“...... شون نے غصیلے لہجے میں کہا تو ملی بگ کا چہرہ زرد پڑ گیا اور اس نے کار کی رفتار بڑھا دی۔

ایئرپورٹ پر اس کے آرڈر کے مطابق ہیلی کاپٹر تیار کھڑا تھا وہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہوا اور لاڈان پہنچ گیا۔ ولیج ہوٹل لاڈان کے شاندار ہوٹلوں میں سے ایک تھا اور انتھونی اسے اکثر اسی ہوٹل میں ملتا تھا۔ اس نے سنا تھا کہ اس ہوٹل میں بھی انتھونی کی پارٹنرشپ تھی۔ لیکن اسے اس بات سے کوئی غرض نہیں تھی۔ اس ہوٹل کا ایک کمرہ ہمیشہ انتھونی کے لئے بک رہتا تھا۔ اس کمرے کا نمبر سی ڈبل ایٹ تھا۔ چونکہ وہ انتھونی سے ملنے کے لئے آتا رہتا تھا اس لئے ہوٹل کا عملہ اس سے واقف تھا۔ وہ ہال میں داخل ہو کر کاؤنٹر پر پہنچ گیا۔

"مجھے انتھونی صاحب سے ملنا ہے"...... شون نے کاؤنٹر گرل سے کہا تو اس نے چونک کر شون کو دیکھا۔

"کیا آپ نے ان سے وقت لیا ہوا ہے۔ کیونکہ انہوں نے ہمیں ہدایت کی ہوئی ہے کہ ان کے کمرے میں صرف اسے ٹھہرایا جائے جن سے ان کی ملاقات طے ہو"...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

"میں شون ہوں۔ آپ مجھے جانتی تو ہیں"...... شون نے کہا

کاؤنٹر گرل نے چونک کر اسے دیکھا۔

"سوری سر۔ آپ تو زخمی ہیں۔ جس کی وجہ سے میں آپ پہچان نہیں سکی۔ آپ کے لئے انتھونی صاحب کا فون آیا تھا۔ آ ان کے کمرے میں تشریف رکھیں وہ کچھ ہی دیر میں آنے وا ہیں"...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔ شون نے اثبات کے انداز میں ہلایا اور پھر وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ کمرہ نمبر سی ڈبل ایٹ

پہنچ کر اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ وہ اندر جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسے بیٹھے ابھی چند سیکنڈ ہی ہوئے تھے کہ ویٹر اس کے لئے شراب کی بوتل لے آیا۔ ٹرے میں شراب کی بوتل کے ساتھ ایک برتن میں برف کے ٹکڑے بھی تھے۔ ویٹر نے اس کے سامنے میز پر ٹرے رکھا اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔ شون کو اس وقت شراب کی طلب بھی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے گلاس میں برف کے ٹکڑے ڈالے اور گلاس شراب سے بھر لیا اور پھر شراب کی چسکیاں لینے لگا۔ ایک بار گلاس ختم کرنے کے بعد اس نے دوبارہ گلاس بھر لیا اور ابھی اس نے اس میں سے دو گھونٹ ہی پیئے تھے کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور انتھونی اندر آ گیا۔ انتھونی کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوہ۔ شون صاحب۔ آپ تو بہت زخمی ہیں"...... انتھونی نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"انتھونی صاحب۔ میری ایک آنکھ مکمل طور پر ختم ہو گئی ہے"۔ شون نے انتھونی سے کہا۔

"ویری سیڈ۔ کون لوگ تھے وہ اور انہوں نے آپ کو تشدد کا نشانہ کیوں بنایا"...... انتھونی نے پوچھا۔

"میں نے انہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ تھے وہ مقامی لیکن ان میں سے ایک آدمی دوسرے کو جس نام سے مخاطب کر رہا تھا وہ نام ایشیائی لگتا ہے۔ غالباً تنویر نام تھا دوسرے آدمی کا"...... شون نے کہا۔

"کیا چاہتے تھے وہ آپ سے"...... انتھونی نے شون سے پوچھا تو اس نے کچھ باتیں بتا دیں اور کچھ باتیں چھپا گیا۔ اس کے چھپانے کے باوجود بھی انتھونی سب کچھ سمجھ گیا۔

"آپ اتنا بڑا سیٹ اپ چلا رہے ہیں۔ جرائم کی دنیا سے آپ کا گہرا تعلق ہے اس کے باوجود آپ معمولی سا تشدد برداشت نہیں کر سکے"...... انتھونی نے طنزیہ لہجے میں کہا تو شون نے گردن جھکا لی۔

"میں تمام اہم باتیں تو ان سے چھپا گیا ہوں"...... شون نے گردن جھکائے ہوئے کہا۔

"میں کنگ کوبرا کا چیف ہوں۔ میں تمہیں احمق لگ رہا ہوں"۔ انتھونی نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں انتھونی صاحب۔ میں نے ایسا تو نہیں کہا"......شون نے انتھونی کا بدلا ہوا لہجہ دیکھا تو گھبرا کر کہا۔

"تم نے ان سے باتیں نہیں چھپائی ہیں"...... انتھونی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ریوالور نظر آنے لگا ریوالور پر سائیلنسر بھی فٹ تھا۔ انتھونی کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر شون اور زیادہ گھبرا گیا۔

"انتھونی صاحب۔ ہم تو بہت اچھے دوست اور پارٹنر ہیں"۔ شون نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔

"تم صرف نام کے پارٹنر ہو بزنس کا اصل مالک تو میں ہی

ہوں۔ باقی رہی دوستی والی بات۔ تو دوستی تم نے خود نہیں نبھائی۔ تم نے تشدد سے بچنے کی خاطر ہمارے دشمنوں کو سب کچھ بتا دیا"۔ انتھونی نے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ انتھونی صاحب۔ میں نے سب کچھ نہیں بتایا۔ سب اہم باتیں میرے دل میں ہی دفن ہیں"......شون نے کہا۔

"مسٹر شون۔ نہ تو تم پر تشدد کرنے والے احمق تھے اور نہ ہی میں احمق ہوں"...... انتھونی نے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ریوالور کا رخ شون کے ماتھے کی طرف کر دیا۔

"مم۔ میرے بعد بزنس کون سنبھالے گا۔ بزنس تو تباہ ہو جائے گا"......شون نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اب اسے موت سامنے نظر آ رہی تھی۔

"بون کو جانتے ہو"...... انتھونی نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ وہ میرا بھائی ہے۔ میں نے اسے اولاد کی طرح عزیز رکھا ہے"......شون نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کی بڑی خواہش ہے کہ وہ راک اینڈ رول کلب کا مالک بنے۔ اس کے علاوہ بھی تمہارے جو بزنس ہیں وہ سنبھالے"۔ انتھونی نے بدستور طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو شون کی اکلوتی آنکھ میں بے یقینی نظر آنے لگی۔

"نن۔ نن نہیں۔ وہ تو مجھ سے بہت محبت کرتا ہے۔ وہ تو میری

موت پر پاگل ہو جائے گا“......شون نے کہا۔

”بون اندر جاؤ“...... شون کی بات سننے کے بعد انتھونی نے موبائل فون پر نمبر پریس کرنے کے بعد کہا۔ پھر اس نے موبائل فون جیب میں رکھ لیا۔ اس کے ساتھ ہی کمرے کا دروازہ کھلا اور شون کا چھوٹا بھائی بون کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر عیارانہ مسکراہٹ تھی۔

”بون۔ میں چاہتا ہوں کہ شون کی جگہ تم لے لو۔ تم نوجوان ہو۔ طاقتور اور ذہین ہو۔ شون کے تمام بزنس کو اب تمہاری ضرورت ہے۔ شون اب بالکل بیکار ہو گیا ہے“...... انتھونی نے بون سے کہا۔

”سر۔ میں جانتا ہوں کہ یہ سارے ٹھاٹھ باٹھ سارے بزنس آپ کی وجہ سے ہیں اور میں نے تو حلف اٹھایا ہوا ہے کہ ہمیشہ آپ کا وفادار کتا بن کر رہوں گا“...... بون نے خوشامد کرتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم دوستی یا پارٹنر شپ کا دعویٰ نہیں کرو گے“...... انتھونی نے کہا۔

”نو سر۔ کتا وفادار تو ہو سکتا ہے لیکن دوست یا پارٹنر نہیں“۔ بون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”شون۔ اب تو تمہاری یہ فکر دور ہو گئی ہو گی کہ تمہارے بعد سارے بزنس کون سنبھالے گا۔ اب تو تم اطمینان سے مر سکتے ہو“...... انتھونی نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے کہا اور ریوالور کا رخ

اس کی طرف کر لیا۔ شون کی آنکھوں میں اب بون کے لئے نفرت کے تاثرات تھے جبکہ بون کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

”بون۔ میں نے بھائی بن کر نہیں بلکہ باپ بن کر تمہیں پالا ہے“...... شون نے نفرت اور دکھ کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا۔

”بھائی۔ دولت کی خاطر ہی بیٹا باپ کو اور بھائی بھائی کو قتل کرتا ہے اور میں تو آپ کو قتل نہیں کر رہا۔ گولی تو آپ کو انتھونی صاحب ماریں گے“...... بون نے بھی طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے انتھونی نے ٹریگر دبا دیا۔ سائیلنسر فٹ ہونے کی وجہ سے گولی چلنے کا کوئی دھماکہ نہ ہوا۔ جبکہ گولی شون کے دل میں جا لگی۔ گولی دل میں لگنے سے پہلے ہی شون کی چیخ نکل گئی تھی۔ گولی لگتے ہی وہ صوفے سے اچھلا اور پھر نیچے فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔

ایک بڑے سے کمرے میں سوئٹزر لینڈ کی خفیہ ایجنسی بلیک سکائی کا چیف جان براؤن، سیکنڈ چیف لیڈی شینا، گریٹ لینڈ کی خفیہ ایجنسی ”کنگ کوبرا“ کا چیف انتھونی، سوئس سائنس دان سر کراؤن اور گریٹ لینڈ کے سائنس دان سر مائیکل کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے درمیان میں ایک کرسی پر جولیا بے ہوشی کی حالت میں اور رسیوں سے بندھی ہوئی موجود تھی۔ ان کے قریب دیوار کے ساتھ ایک بڑی ٹیبل رکھی ہوئی تھی اور ٹیبل پر ایک کمپیوٹر اور ایک بڑی سی مشین بھی رکھی ہوئی تھی۔ مشین پر ایک چھوٹی سی سکرین پر دو درجن کے قریب بٹن تھے۔ اس مشین کی پچھلی طرف سے چند تاریں بھی نکل رہی تھیں۔ ایک تار کمپیوٹر کے سی پی یو میں فٹ تھی اور ایک تار سے ہیڈ فون منسلک تھا جبکہ باقی تاروں میں پنیں لگی ہوئی تھیں۔

کمرے میں بیٹھے ہوئے پانچوں افراد جولیا کو غور سے دیکھ رہے تھے کیونکہ اب جولیا ہوش میں آ رہی تھی۔ اسے ہوش میں لانے کے لئے لیڈی شینا نے اسے انجکشن لگایا تھا۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں جولیا مکمل طور پر ہوش میں آ گئی۔ اس نے ہوش میں آتے ہی لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن چونکہ وہ رسیوں سے بندھی ہوئی تھی اس لئے وہ اٹھ نہ سکی۔ اٹھنے کی کوشش میں ناکامی کے بعد اس نے اپنے ارد گرد بیٹھے ہوئے افراد کا جائزہ لیا اور پھر لیڈی شینا کو دیکھ کر وہ چونکی۔

”تو یہ مہربانی تمہاری ہے“...... لیڈی شینا کو دیکھ کر جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جولیا کو اس طرح مسکراتا ہوا دیکھ کر وہ پانچوں افراد حیرت زدہ رہ گئے۔ ان کے خیال کے مطابق تو جولیا خود کو اس طرح بندھا دیکھ کر غصے میں آئے گی یا خوفزدہ ہو جائے گی اور خوفزدہ ہو کر چیخے چلائے گی لیکن جولیا کو اس طرح مسکراتے ہوئے دیکھ کر ان سب کے خیالات غلط ثابت ہو گئے۔ چند لمحوں تک حیران رہنے کے بعد انتھونی، جان براؤن اور لیڈی شینا نے معنی خیز انداز میں ایک دوسرے کو دیکھا وہ تینوں ہی سمجھ گئے تھے کہ جولیا خصوصی تربیت یافتہ ہے۔ جبکہ دونوں سائنس دان یہ بات نہیں سمجھ سکتے تھے۔

”کمال ہے۔ تم تو اس طرح مسکرا رہی ہو جیسے تم اپنے قریبی دوستوں میں بیٹھی ہو“...... سوئس سائنس دان سر کراؤن نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا تو جولیا کے چہرے پر موجود مسکراہٹ اور زیادہ گہری ہوگئی۔

"شینا۔ میری ہم وطن ہے۔ میری کلاس فیلو ہے اور میری بیسٹ فرینڈ ہے جبکہ آپ بھی میرے ہم وطن ہیں۔ میں اپنے دوستوں میں ہی تو ہوں"...... جولیا نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم یہ دیکھو کہ تم رسیوں سے بندھی ہوئی ہو"...... سر کراؤن نے اس کی توجہ رسیوں کی طرف دلاتے ہوئے کہا۔

"یہ شینا کا مذاق ہے اور شینا اس قسم کے مذاق کرنے کی بہت پرانی عادی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ یہ مذاق نہیں ہے۔ ہم نے تمہیں پاکیشیا سے اغوا کرایا ہے اس وقت تم ہماری قید میں ہو"...... انتھونی نے کہا۔

"ناممکن۔ شینا میرے ساتھ کسی قسم کی دشمنی نہیں کر سکتی"۔ جولیا نے یقین بھرے لہجے میں کہا اور شینا کی طرف دیکھا۔ جولیا کا یقین دیکھ کر شینا کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے اور اس نے جولیا سے نظریں چرا لیں۔

"جولیا پروفیشنل مجبوری کی وجہ سے مجھے ایسا کرنا پڑا"...... لیڈی شینا نے نظریں جھکائے ہوئے کہا۔ لیڈی شینا کی بات سن کر جولیا خاموش ہوگئی۔ ہوش میں آتے ہی وہ سمجھ گئی تھی کہ شینا اسے کسی مقصد کے تحت پاکیشیا سے اغوا کر لائی ہے۔ لیکن وہ شینا کو شرمندہ کر کے اس سے میں کچھ انسانیت پیدا کرنا چاہتی تھی۔

"تم نے اپنا وطن چھوڑا۔ اپنا مذہب چھوڑا۔ اس لئے ہماری نظر میں تم مجرم ہو"...... چند لمحوں کی شرمندگی محسوس کرنے کے بعد شینا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ جولیا کی بات سن کر اسے جو جذباتی جھٹکا لگا تھا وہ اب اس کے اثر سے باہر نکل آئی تھی۔

"مس جولیا۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہم نے اپنی مجرم شہزادی کے ساتھ کیا کیا تھا"...... انتھونی نے کہا۔

"ہاں۔ تم نے اس نیک دل اور ہر دلعزیز شہزادی کو روڈ ایکسیڈنٹ میں مروا دیا تھا"...... جولیا نے کہا۔

"ویری گڈ۔ تمہاری معلومات اور یادداشت تو بہت اچھی ہیں"۔ سر مائیکل نے کہا۔

"مس جولیا۔ وہ شہزادی تو عالمی سطح پر مشہور شخصیت تھی۔ اس لئے اسے روڈ ایکسیڈنٹ میں مارنا مجبوری تھی۔ لیکن تم نہ تو کوئی عالمی شخصیت ہو اور نہ ہی شہزادی۔ اس لئے اگر تمہیں تشدد سے ہلاک کر دیا جائے گا تو کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا اور اگر کسی کو پتہ چل بھی گیا تو کوئی تمہارے لئے احتجاج نہیں کرے گا"...... جان براؤن نے کہا۔

"لیکن تم مجھے کیوں قتل کرو گے۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے"...... جولیا نے ان سے پوچھا۔

"ہم نے تمہارا جرم بتا تو دیا ہے۔ تم نے اپنا ملک چھوڑا چلو یہ گوارہ ہے ہمیں۔ لیکن تم نے اپنا مذہب چھوڑ کر بہت بڑا جرم

کیا ہے۔ تمہارا یہ جرم ناقابل معافی ہے''...... جان براؤن نے کہا۔

''میں ایک آزاد معاشرے کی آزاد فرد ہوں۔ میں کچھ بھی کر سکتی ہوں''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں مس جولیا۔ اب ہم یہ برداشت نہیں کریں گے کہ ہمارے ممالک کا کوئی شہری غیر مذہب اختیار کرے''...... سر مائیکل نے جولیا سے کہا تو جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھا۔

''سوئٹزر لینڈ اور گریٹ لینڈ دونوں ہی انسانی آزادی اور انسانی حقوق کے بڑے علمبردار ہیں اور ان ممالک میں شہری اسلام قبول کرتے ہی رہتے ہیں۔ پھر میرے ساتھ یہ امتیازی سلوک کیوں کیا جارہا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''حکومت کی اپنی پالیسیاں جو ہوں سو ہوں لیکن ہم اب کسی کو غیر مذہب اختیار نہیں کرنے دیں گے''...... سر کراؤن نے جولیا سے کہا۔

''مجھے آپ سائنس دان لگ رہے ہیں لیکن باتیں آپ مجرموں جیسی کر رہے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''مجرم تو ہم نہیں ہیں مس جولیا۔ مجرم تم ہو اور ہم نے تمہیں تمہارے جرم کی سزا دینی ہے''...... سر کراؤن نے کہا۔

''مجھے آپ لوگ کیا سزا دیں گے''...... جولیا نے پوچھا۔

''اگر تم غیر مذہب چھوڑ کر اپنے مذہب آجاؤ تو پھر تمہیں کوئی سزا نہیں ملے گی۔ بلکہ تم پر انعام واکرام کی بارش کر دی جائے

گی''...... سر مائیکل نے جولیا کو لالچ دیتے ہوئے کہا۔

''یہ تو اب ممکن نہیں رہا۔ آپ دوسری بات کریں''...... جولیا نے قطعی لہجے میں کہا۔

''اب یہ ناممکن نہیں رہا۔ یہ مشین دیکھ رہی ہو''...... سر کراؤن نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیبل پر رکھی ہوئی مشین کی طرف اشارہ کیا تو جولیا نے گردن گھما کر اس مشین کی طرف دیکھا۔

''ہاں۔ یہ عام سی مشین ہے۔ اس کے سر پر سینگ نہیں ہیں''۔ جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''یہ عام سی مشین نہیں ہے بلکہ یہ تم جیسے لوگوں کے لئے بنائی گئی ہے''...... سر مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ اب اس کی خوبیاں مجھے بھی بتادیں''...... جولیا نے بدستور طنزیہ لہجے میں کہا۔

''یہ مشین دماغ پر ایک خاص اثر کرتی ہے۔ دماغ کو کورے کاغذ کی طرح سفید کر دیتی ہے۔ جس شخص پر ہم اس کا عمل کریں گے جو ہم چاہیں گے اسے یاد رہے گا باقی وہ بھول جائے گا اور پھر ہم جو باتیں دماغ کے کورے کاغذ پر لکھیں گے وہی باتیں زندگی بھر اس شخص کے ذہن میں رہیں گی''...... سر کراؤن نے کہا۔

''یعنی جس شخص نے غیر مذہب اختیار کیا ہو گا ہم اس مشین کے ذریعے اس شخص کے دماغ سے غیر مذہب کی باتیں مٹا دیں

گے اور ان باتوں کی جگہ واپس اپنے مذہب کی باتیں ڈال دیں گے اور وہ شخص باقی ساری زندگی اپنے مذہب پر قائم رہے گا"۔ سر مائیکل نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تو انسانی حقوق کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ عالمی برادری کو معلوم ہوا تو وہ گریٹ لینڈ اور سوئٹزر لینڈ کا بائیکاٹ کر دے گی"...... جولیا نے احتجاجی لہجے میں کہا۔ جولیا جانتی تھی کہ یہ سائنسی دور ہے اور اس دور میں ایسی مشین کا ایجاد ہو جانا ممکنات میں سے ہے۔ سائنس نے تو ایسی ایسی چیزے ایجاد کر لی تھیں جو ناممکن تھیں۔

"ہم نے کہا نا۔ کہ انسانی حقوق کے بارے میں حکومتیں سوچیں"...... سر کراؤن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگوں نے مجھے اغوا کر کے جرم کیا ہے۔ لیکن مجرموں کے برعکس مجھے تو آپ حکومتی اہلکار لگ رہے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"ہم دونوں سائنس دانوں کے متعلق تو یہ سن لو مس جولیا کہ ہم حکومت سے الگ بھی نہیں ہیں اور حکومت کے پابند بھی نہیں ہیں بس بین بین ہیں۔ یہ تینوں کون ہیں یہ تینوں ہی جانیں"۔ سر مائیکل نے کہا۔

"شینا۔ تم نے اپنی پروفیشنل مجبوری کا ذکر کیا تھا۔ گویا تم سوئٹزر لینڈ کی کسی سیکرٹ ایجنسی کی اہلکار ہو"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ کسی سیکرٹ ایجنسی کی ایجنٹ تو نہیں ہوں۔ میں سنٹرل انٹیلی جنس میں لیڈی انسپکٹر ہوں"...... شینا نے کہا۔

"سنٹرل انٹیلی جنس کے ملازمین کو دوسرے ممالک کے مشنز نہیں دیئے جاتے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے جولیا کہ تم بھی کوئی خاص چیز ہو۔ محکمہ پولیس میں لیڈی انسپکٹر نہیں ہو"...... لیڈی شینا نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم جولیا کی باتیں سن کر اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ لڑکی لاتوں کی بھوت ہے یہ باتوں سے نہیں مانے گی۔ لہٰذا ہم اسے مشینی عمل سے گزاریں گے"...... سوئس سائنس دان سر کراؤن نے انتھونی اور جان براؤن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر۔ جیسے آپ چاہیں"...... انتھونی نے مؤدبانہ لہجے میں سر کراؤن سے کہا۔ سر کراؤن اور سر مائیکل اپنی کرسیوں سے اٹھے اور ٹیبل کی طرف بڑھے۔ ٹیبل پر رکھا ہوا کمپیوٹر تو پہلے سے آن تھا۔ مشین انہوں نے اب آن کر دی۔ مشین پر مختلف لکیریں دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں حرکت کرتی ہوئی نظر آنے لگیں۔ پھر مختلف ہندسے دکھائی دیئے۔ ان ہندسوں کو دیکھ کر دونوں سائنس دانوں نے اثبات کے انداز میں سر ہلائے اور پھر سر کراؤن نے ہیڈ فون اٹھایا اور جولیا کے کانوں سے لگا دیا۔ اسی ہیڈ فون میں اس نے دو پنیں بھی لگا دیں۔ اب مشین پر مختلف رنگوں کے چند نقطے

بھی دکھائی دینے لگے تھے۔ اس کارروائی کے شروع ہوتے ہی جولیا نے اپنے ذہن کو بلینک کر لیا تھا اور اسے یقین تھا کہ یہ سائنس دان اس کے دماغ پر کوئی عمل نہیں کر سکیں گے۔ سر مائیکل مشین سے ہٹ کر کمپیوٹر کی طرف بڑھا اور اس نے کی بورڈ کے مختلف بٹن دبا کر ایک پروگرام اوپن کر لیا۔ اب مانیٹر پر ایک دماغ کی تصویر نظر آ رہی تھی جبکہ اس کے نیچے چند لائنیں خالی نظر آ رہی تھیں۔

''اوکے۔ سر کراؤن''...... سر مائیکل نے سر کراؤن سے کہا تو اس نے مشین پر لگے دو بٹن پریس کئے اور پھر وہ دونوں غور سے مانیٹر اور مشین کی سکرین کو دیکھنے لگے۔ انتھونی، جان براؤن اور لیڈی شینا بھی تجسس سے ان دونوں سکرینوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ مشین کی سکرین پر مختلف رنگوں کے نقطے تیزی سے جلنے بجھنے لگے تھے جبکہ مانیٹر پر ایک عبارت نظر آ رہی تھی۔ اس عبارت کو دیکھ کر دونوں سائنس دانوں نے ایک دوسرے کی طرف حیرت سے دیکھا۔ پھر انہوں نے جولیا کو اور جولیا کے بعد مشین اور کمپیوٹر کو حیرت سے دیکھا۔

''کیا ہوا سر۔ خیریت تو ہے نا''...... انتھونی نے سائنس دانوں کو حیران دیکھ کر کہا۔

''یہ مشین بتا رہی ہے کہ اس لڑکی کا دماغ بالکل خالی ہے۔ اس کے دماغ میں کوئی سوچ، کوئی میموری ہی نہیں ہے''...... سر کراؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو انتھونی نے بھی جولیا کی طرف

حیرت بھری نظروں سے دیکھا۔

''سر۔ کہیں مشین میں تو کوئی خرابی نہیں ہے''...... لیڈی شینا نے سر کراؤن سے پوچھا۔

''نہیں۔ مشین تو تمہارے سامنے ہے۔ بالکل ٹھیک کام کر رہی ہے''...... سر کراؤن کی بجائے سر مائیکل نے جواب دیا۔

''سر۔ پھر اب کیا کیا جائے''...... جان براؤن نے کہا تو دونوں سائنس دان سوچنے لگے۔

''ہماری سمجھ میں تو نہیں آ رہا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ اس لڑکی کا دماغ زندہ ہے۔ صحیح سلامت کام کر رہا ہے۔ مشین بھی ٹھیک کام کر رہی ہے۔ اس کے باوجود مشین بتا رہی ہے کہ اس دماغ میں تو کوئی میموری ہے ہی نہیں''...... سر مائیکل نے بدستور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ انہیں تو سمجھ نہیں آ رہی تھی لیکن انتھونی، جان براؤن اور لیڈی شینا سمجھ چکے تھے۔ لیکن وہ سائنس دانوں کو بتانا نہیں چاہتے تھے۔

''سر۔ میرا خیال ہے کہ آپ کچھ دیر آرام کر لیں۔ ہم اپنے انداز میں اس لڑکی کا انٹرویو کرتے ہیں۔ اس کے بعد پھر آپ اپنی کارروائی دوبارہ کیجئے گا۔ میرا خیال ہے کہ نتیجہ خاطر خواہ نکلے گا''...... جان براؤن نے سائنس دانوں سے کہا۔

''اوکے۔ تم اس لڑکی پر اپنے طریقے آزما لو۔ اس کے بعد ہم پھر کوشش کریں گے''...... سر کراؤن نے کہا۔

"شینا۔ تم معزز سائنس دانوں کو ان کے بیڈ روم تک چھوڑ آؤ"...... جان براؤن نے لیڈی شینا سے کہا۔ وہ دونوں سائنس دانوں کے ساتھ باہر چلی گئی۔ جبکہ جان کراؤن نے اس کے سر سے ہیڈ فون اتار لیا۔

"گویا تم دماغ بلینک کرنے کے فن سے بھی واقف ہو"۔ ہیڈ فون اتارنے کے بعد جان کراؤن نے جولیا سے کہا۔

"دماغ بلینک کرنا۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں سمجھی نہیں"۔ جولیا نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"جب ہم تم سے پوچھ گچھ کریں گے تو تمہیں سب سمجھ آ جائے گا"...... جان براؤن نے سخت لہجے میں کہا۔ اسی لمحے شینا سائنس دانوں کو ان کے کمروں تک چھوڑ کر واپس آ گئی۔ واپس آتے ہی اس نے جولیا کو غور سے دیکھا۔

"ہم تو تمہیں معمولی سی لڑکی سمجھ رہے تھے جولیا۔ لیکن تم تو کوئی خاص چیز ہو۔ دماغ کو بلینک کر لینا کوئی عام سی بات نہیں ہے" لیڈی شینا نے جولیا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"نجانے تم لوگ کیا کہہ رہے ہو"...... جولیا نے منہ بنا- ہوئے کہا۔

"جان براؤن۔ مجھے ایک خیال آ رہا ہے"...... انتھونی نے س- میں ڈوبے لہجے میں کہا۔

"کیسا خیال"...... جان براؤن نے انتھونی کی طرف دیکھتے ہو-

کہا۔ لیڈی شینا بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں معلومات ہیں"۔ انتھونی نے کہا تو جان براؤن کی حیرت میں اضافہ ہو گیا۔

"ہاں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو دنیا کی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنسی سمجھا جاتا ہے لیکن یہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ذکر کہاں سے آ گیا"...... جان براؤن نے انتھونی سے کہا۔

"جس انداز کی باتیں جولیا نے کی ہیں اور خاص طور پر جس طرح اس نے اپنے ذہن کو بلینک کیا ہے۔ یہ عام سیکرٹ ایجنٹ کیا خاص سیکرٹ ایجنٹوں کے بس کی بات بھی نہیں ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں حیرت انگیز باتیں سننے کو ملتی رہتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ جولیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کوئی سپیشل ایجنٹ ہے"۔ انتھونی نے کہا تو جان براؤن اور لیڈی شینا دونوں ہی حیرت سے اچھل پڑے۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ کا اندازہ درست ہو سکتا ہے"...... جان براؤن نے حیرت میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن ایک غیر ملکی لڑکی کو کوئی ملک اپنی سیکرٹ ایجنسی میں جگہ کیسے دے سکتا ہے"...... لیڈی شینا نے سوچتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ جولیا اب ان کے لئے غیر ملکی لڑکی نہیں ہے۔ نہ صرف پاکیشیائی ہو چکی ہے بلکہ اس نے پاکیشیائی مذہب بھی اختیار کر لیا ہے اس لئے پاکیشیا نے اس پر اعتماد کیا ہے"...... انتھونی نے کہا۔

"پھر تو آپ کے آدمی شون تک پہنچنے والے دونوں آدمی بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہوں گے"...... جان براؤن نے انتھونی سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مس جولیا۔ آپ تنویر کو تو جانتی ہی ہوں گی"...... انتھونی نے اچانک جولیا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"تم لوگ خود ہی مفروضے قائم کر کے اس پر ڈسکس کئے جا رہے ہو۔ میں کیا کہہ سکتی ہوں"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ انتھونی کا خیال تھا کہ جولیا تنویر کا نام سن کر خاص ردعمل کا اظہار کرے گی لیکن جولیا کی آنکھوں اور چہرے پر تنویر کا نام سن کر کسی بھی قسم کا کوئی تاثر نہ ابھرا۔

"اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہے"...... انتھونی نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

"انتھونی صاحب۔ پھر تو یہ اتفاق ہی ہے کہ سونے کی چڑ ہمارے ہاتھ لگ گئی ہے۔ ہمیں اس کے ذہن کی بلاکنگ کو توڑ کر اس سے معلومات حاصل کر کے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر د چاہئے۔ جو دنیا بھر کے غیر مسلموں کے لئے دہشت بنی ہوئی ہے"...... جان براؤن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم ایسا ضرور کریں گے لیکن ہمیں اس کے لئے چند خصوص اقدامات کرنے ہوں گے۔ چونکہ اس کے ساتھی اس کی تلاش م گریٹ لینڈ آ چکے ہیں۔ اس لئے ہمیں سب سے پہلے اسے ک

خفیہ جگہ پر شفٹ کرنا ہو گا کیونکہ اس کی ذہنی بلاکنگ توڑنے اور اس سے معلومات حاصل کرنے میں چند دن لگ سکتے ہیں اور ان چند دنوں میں اس کے ساتھی اس تک پہنچنے کی کوشش کریں گے اور جس انداز میں یہ لوگ کام کرتے ہیں اگر ہم لاڈان میں موجود رہے تو وہ لوگ ہم تک پہنچ جائیں گے"...... انتھونی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"واقعی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی شہرت ایسی ہی ہے۔ ہمیں فوراً خصوصی انتظامات کر لینے چاہئیں"...... جان براؤن نے کہا۔

"سر۔ گریٹ لینڈ میں کئی جزیرے ہیں۔ جولیا کو کسی جزیرے پر منتقل کر دینا چاہئے"...... لیڈی شینا نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایک جزیرہ میری نظر میں اس کام کے لئے موزوں ہے۔ میں فوراً وہاں اپنا سیٹ اپ تیار کراتا ہوں۔ آپ دونوں جولیا کے ساتھ اس جزیرے پر چلے جائیں۔ میں یہاں رہ کر جولیا کے ساتھیوں کو تلاش کر کے ان کا خاتمہ کرا دیتا ہوں"...... انتھونی نے جان براؤن اور لیڈی شینا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چونکہ اب ان کی اصلیت سے واقف ہو چکے ہیں اس لئے آپ آسانی سے انہیں شکار کر لیں گے"...... جان براؤن نے کہا۔

"ہاں۔ ان کے لئے دو جگہوں پر جال بچھایا جا سکتا ہے۔ شون نے میرے ایک ٹھکانے کے متعلق انہیں بتایا تھا۔ وہاں اور برنٹن ایئرپورٹ پر ان کے لئے موت کا انتظام کیا جا سکتا ہے کیونکہ مس

''جولیا کے ساتھ برنٹن ایئر پورٹ پر آئی ہیں لہٰذا وہ برنٹن ایئر پورٹ کو ضرور چیک کریں گے''...... انتھونی نے کہا۔

''بالکل ایسا ہی ہو گا۔ آپ فوراً انتظامات کریں''...... جان براؤن نے انتھونی کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''مس شینا۔ آپ جولیا کو انجکشن لگا دیں تاکہ اسے بے ہوش کر کے فوراً ہی شفٹ کیا جا سکے۔ میں اپنے آفس جا کر دیگر انتظامات کرتا ہوں''...... انتھونی نے لیڈی شینا سے کہا تو وہ اٹھ کر ٹیبل کی طرف بڑھی۔ اس نے ٹیبل کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک انجکشن اور سرنج نکال لی۔ اس دوران انتھونی کمرے سے باہر جا چکا تھا۔ لیڈی شینا نے انجکشن تیار کر کے جولیا کے بازو میں لگا دیا۔ انجکشن لگتے ہی جولیا کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

''یس سر۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں''...... صفدر اور تنویر برنٹن ایئر پورٹ کے انکوائری آفس پہنچے تو ڈیوٹی پر موجود انکوائری کلرک نے اپنی پیشہ وارانہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

''مس۔ چند دن پہلے ہماری ایک عزیزہ کی ڈیڈ باڈی پاکیشیا سے برنٹن ایئر پورٹ پر چارٹرڈ طیارے سے لائی گئی ہے۔ ہمیں اس کے متعلق معلومات چاہئیں''...... صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''سر۔ آپ ڈیٹ بتائیں گے''...... انکوائری کلرک نے پوچھا تو صفدر نے تاریخ بتا دی۔ انکوائری کلرک نے اپنے سامنے رکھے ہوئے کمپیوٹر کے کی بورڈ پر انگلیاں ماریں اور پھر مانیٹر کو دیکھنے لگی۔

''ڈیڈ باڈی مس فلورا اپنے ساتھ لائی تھیں''...... صفدر نے کہا تو انکوائری کلرک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یس سر۔ مس فلورا پاکیشیا سے ایک ڈیڈ باڈی لے کر آئی تھیں۔ چارٹرڈ طیارے پر"...... انکوائری کلرک نے کہا۔

"اگر مس فلورا کا ایڈریس آپ کے ریکارڈ میں ہو تو وہ ہمیں دے دیں۔ ہم سے ان کا ایڈریس مس پلیس ہو گیا ہے"...... صفدر نے انکوائری کلرک سے کہا۔

"سر۔ ان کا ایڈریس سٹی کالونی ڈی فور"...... انکوائری کلرک نے کمپیوٹر پر دیکھتے ہوئے کہا۔

"تھینک تو مس۔ آپ بہت اچھی اور بہت خوبصورت ہیں"۔ صفدر نے انکوائری کلرک کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ صفدر کی تعریف سے انکوائری کلرک خوش ہو گئی تھی۔ صفدر اور تنویر ایئر پورٹ کی بلڈنگ کے باہر آ گئے۔

"کیا یہ ایڈریس اصلی ہو سکتا ہے"...... ایئر پورٹ کی بلڈنگ سے باہر آ کر تنویر نے صفدر سے کہا۔

"امید تو نہیں ہے لیکن چیک کر لینے میں کوئی حرج نہیں"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"ہاں۔ فی الحال ہمارے پاس کوئی لائن آف ایکشن بھی تو نہیں ہے نا"...... تنویر نے کہا اور پھر اسی دوران وہ ٹیکسی اسٹینڈ پر پہنچ گئے اور نمبر پر لگی ہوئی ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔

"سر۔ کہاں جانا ہے"...... ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی سٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"سٹی کالونی"...... تنویر نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا تو اس نے ٹیکسی کی رفتار بڑھا دی۔

"سر۔ سٹی کالونی آ گئی ہے۔ آپ کہاں اتریں گے"...... تقریباً پندرہ منٹ بعد ٹیکسی ڈرائیور نے ان سے کہا۔

"ہم نے ڈی لائن میں جانا ہے"...... صفدر نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی کی رفتار کم کر دی اور پھر ایک منٹ بعد اس نے ٹیکسی روڈ سے نیچے اتار کر روک دی۔

"سر۔ یہ سامنے سٹی کالونی کی ڈی لائن ہے"...... ٹیکسی ڈرائیور نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو"...... صفدر نے اس کا شکریہ ادا کیا پھر میٹر دیکھ کر کرایہ ادا کرنے کے بعد وہ دونوں ٹیکسی سے نیچے اتر آئے۔ کوٹھی نمبر فور انہیں جلد ہی نظر آ گئی۔ کوٹھی کے گیٹ پر تالا لگا ہوا تھا۔

"اس کوٹھی پر تو تالا لگا ہوا ہے۔ اب کیا پروگرام ہے"...... تنویر نے صفدر سے کہا۔

"ہمیں کم از کم یہ تو معلوم ہونا چاہئے تھا کہ یہ ایڈریس فرضی ہے یا اس کوٹھی کا شینا سے کوئی تعلق ہے"...... صفدر نے کہا۔

"یہ کیسے معلوم کیا جائے"...... تنویر نے پوچھا۔

"یہی تو سوچنے کی بات ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اسی لمحے کوٹھی نمبر فائیو کا گیٹ کھلا اور ایک چوکیدار ٹائپ آدمی باہر آ گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر تنویر اور صفدر کی

طرف آ گیا۔

''سر۔ آپ کچھ پریشان نظر آ رہے ہیں۔ میں آپ کی کوئی مدد کر سکتا ہوں''...... چوکیدار نے صفدر اور تنویر سے پوچھا۔

''تم کون ہو''...... صفدر نے اس آدمی سے پوچھا۔

''سر۔ میں ڈی فائیو کا سیکورٹی گارڈ ہوں''...... اس آدمی نے صفدر سے کہا۔

''ہم اس کوٹھی والوں سے ملنے کے لئے آئے تھے لیکن یہاں تو تالا لگا ہوا ہے''...... تنویر نے سیکورٹی گارڈ سے کہا۔

''سر۔ اس کوٹھی میں ایک خاتون رہتی ہیں جو کبھی کبھار ہی نظر آتی ہیں۔ زیادہ تر تو وہ اسی کالونی کی کوٹھی نمبر سی ٹن میں رہتی ہیں''...... سیکورٹی گارڈ نے کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

''خاتون رہتی ہے۔ کیا نام ہے اس خاتون کا''...... صفدر نے پوچھا۔

''سر۔ مس شینا نام ہے ان کا''...... سیکورٹی گارڈ نے کہا تو صفدر اور تنویر دل ہی دل میں خوش ہوئے۔

''اوہ نو۔ ہمیں مس شینا سے نہیں ملنا۔ ہمیں تو بتایا گیا تھا کہ یہاں ڈیوڈ صاحب رہتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''نو سر۔ مسٹر ڈیوڈ یہاں نہیں رہتے''...... سیکورٹی گارڈ نے انکار کی صورت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں مسٹر ڈیوڈ کا ایڈریس دوبارہ پوچھ لینا

چاہئے''...... صفدر نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ زیادہ ضروری ہے ورنہ ہم یونہی بھٹکتے رہیں گے''۔ تنویر نے کہا۔

''تم ڈی فائیو کے سیکورٹی گارڈ ہو۔ ڈی فور کی مالکہ کو کیسے جانتے ہو جبکہ وہ یہاں آتی بھی کبھی کبھار ہے''...... صفدر نے سیکورٹی گارڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میں دو ماہ پہلے تک سی الیون میں سیکورٹی گارڈ تھا۔ سی ٹن میں، میں نے کئی بار مس شینا کو دیکھا۔ ان کی ایک ملازمہ بھی اس کوٹھی میں رہتی ہے۔ اس سے مجھے مس شینا کا نام بھی معلوم ہوا اور اب میں نے ان دو ماہ میں دو تین بار مس شینا کو ڈی فور میں آتے جاتے دیکھا ہے''...... سیکورٹی گارڈ نے جواب دیا۔

''ٹونی۔ تم نے مس شینا سے کیا لینا دینا ہے۔ تم وقت برباد کر رہے ہو''...... تنویر نے کہا۔

''تم نے سنا نہیں کہ وہ خاتون ابھی مس ہے اور مس ہو کر وہ دو کوٹھیوں کی مالک ہے۔ شاید وہ شادی کے لئے تیار ہو جائے''۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم ایسے ہی ساری عمر خواب دیکھتے رہو گے لالچی انسان۔ چلو آگے بڑھو''...... تنویر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''مجھے یہ معاملہ کافی مشکوک لگ رہا ہے''...... اس جگہ سے کافی دور آ کر صفدر نے تنویر سے کہا۔

"سیدھی سی بات ہے۔ یہ ہمیں ٹریپ کرنے کی کوشش ہے"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیسے۔ انہیں ہمارے بارے میں کیسے معلوم ہو گیا"۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ ہمیں ایئر پورٹ پر ہی چیک کر لیا گیا تھا۔ شاید انکوائری کلرک نے انہیں بتایا ہو گا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے فوری طور پر یہ پلاننگ کر لی"...... تنویر نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ اب ہمارے سامنے ڈی فور، ڈی فائیو اور سی ٹن ہیں۔ اس کے علاوہ وہ انکوائری کلرک اور سیکورٹی گارڈ بھی آگے بڑھنے میں ہمیں مدد دے سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"یقیناً لیکن اس وقت نہیں۔ اس وقت یہاں کافی آمد و رفت ہے۔ ہمیں یہاں رات کے آخری پہر میں آنا ہو گا"...... تنویر نے صفدر سے کہا۔

"تم کافی ذہین ہو گئے ہو۔ کیا یہ گریٹ لینڈ کی آب و ہوا کا اثر ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم سب ذہین ہے لیکن جس طرح ایک بڑا درخت اپنے ساتھ چھوٹے چھوٹے درختوں کو نہیں بڑھنے دیتا۔ بالکل اسی طرح عمران اپنے سامنے ہمیں آگے بڑھنے نہیں دیتا"...... تنویر نے اپنی

عادت سے مجبور ہو کر عمران کا گلا کیا۔

"واقعی۔ عمران ہمیں آگے بڑھنے نہیں دیتا لیکن اس کی کیا وجہ ہو گی"...... صفدر نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ تنویر کا ہم خیال تو نہیں تھا لیکن اس وقت تنویر کی باتوں سے محظوظ ہو رہا تھا۔

"روٹی روزی والا مسئلہ ہے۔ عمران خود کو جینیس شو کر کے چیف سے چیک وصول کر لیتا ہے اور میں بھی عموماً اسی لئے خاموش ہو جاتا ہوں کہ اس بے چارے کا کوئی اور روزگار تو ہے نہیں"۔ تنویر نے کہا۔

"اچھا۔ ہم نے تو آج تک محسوس ہی نہیں کیا۔ پھر تو یہ تمہارا بڑا پن ہے"...... صفدر نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میرا کیا بڑا پن ہے۔ چونکہ وہ ہر وقت غربت کا رونا روتا رہتا ہے اس لئے اس سے ہمدردی ہوتی ہے"...... تنویر نے کہا۔

"تم تو عمران کے بڑے ہمدرد ہو جبکہ ہم سب سمجھتے ہیں کہ تم عمران سے خوامخواہ جھگڑتے رہتے ہو"...... صفدر نے کہا۔

"میں بھی دل میں عمران کا احترام کرتا ہوں لیکن چونکہ عمران زیادہ تر مجھے تنگ کرتا ہے اس لئے میں غصے میں آ جاتا ہوں۔ اگر وہ مجھے تنگ نہ کرے تو میں بھی تمہاری طرح اس کا احترام کروں"۔ تنویر نے کہا۔

"اچھا۔ ان باتوں کو چھوڑو ابھی شام ہے اور رات کا آخری پہر آنے میں بہت دیر ہے۔ ہم یہ وقت کہاں گزاریں"...... صفدر نے

باتوں کا موضوع بدلتے ہوئے کہا۔ اب وہ تنویر کی ان باتوں سے بور ہو گیا تھا۔

''کسی ہوٹل میں کمرہ لے کر وقت گزارہ جا سکتا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ وہ دیکھو سامنے ایک ہوٹل کا سائن بورڈ نظر آ رہا ہے''...... صفدر نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہاں سے ڈیڑھ دو سو قدم کے فاصلے پر ایک ہوٹل نظر آ رہا تھا۔ لہٰذا وہ اس طرف چلنے لگے۔ ہوٹل میں انہیں بغیر کسی دقت کے کمرہ مل گیا۔

''میرا خیال ہے کہ کافی منگوا لی جائے''...... کمرے میں پہنچنے کے بعد تنویر نے صفدر سے کہا۔

''اوکے۔ ویٹر دو کپ کافی لے آؤ''...... انہیں چھوڑنے کے لئے آنے والا ویٹر چونکہ ابھی تک وہیں کھڑا تھا اس لئے صفدر نے اسے آرڈر دیا تو وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد انہیں کافی سرو کر دی گئی۔ کافی کے چند گھونٹ بھرنے کے بعد ان دونوں کو محسوس ہوا جیسے کمرہ گھوم رہا ہو۔ وہ سمجھ گئے کہ کافی میں انہیں بے ہوشی کی دوا دے گئی ہے۔ وہ فوراً ہی اٹھ کھڑے ہوئے لیکن اٹھتے ہی ان دونوں کا سر اس بری طرح سے چکرایا کہ وہ واپس بیڈ پر گر گئے اور اس کے ساتھ ہی ان کے ذہن تاریکیوں میں ڈوب گئے۔

وان ہڈ کی آنکھیں کھلیں تو اس نے بے اختیار اٹھنا چاہا لیکن اسے احساس ہو گیا کہ وہ اٹھنے سے قاصر ہے۔ اس نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں۔ یہ ایک درمیانے سائز کا کمرہ تھا اور وہ ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک آدمی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور دو مسلح آدمی کرسی کے دائیں بائیں کھڑے تھے۔ کرسی پر بیٹھا ہوا آدمی اسے انتہائی دلچسپ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''کون ہو تم اور مجھے اس طرح کیوں باندھ رکھا ہے''...... وان ہڈ نے کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی سے پوچھا۔

''میرا نام رائسن ہے اور میں کنگ کوبرا کا ایریا انچارج ہوں۔ تم کنگ کوبرا کے متعلق تو جانتے ہی ہو گے''...... وان ہڈ کے سامنے بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا تو وان ہڈ کی آنکھوں میں کنگ کوبرا کے لئے اجنبیت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کنگ کوبرا تو سانپوں کی ایک نسل کا نام ہے۔ اس کا ایریا انچارج ہونے کا کیا مطلب ہے"...... وان ہڈ نے حیرت سے کہا۔ وان ہڈ کی آنکھوں اور چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے اس لئے رائسن الجھن کا شکار ہو گیا۔

"کنگ کوبرا کو ساری دنیا جانتی ہے۔ تم نہیں جانتے"۔ رائسن نے سخت لہجے میں کہا۔

"کنگ کوبرا کو تو میں جانتا ہوں۔ اس کی خوبیاں تمہیں بتاؤں۔ جس علاقے میں پہلے سے ایک کنگ کوبرا رہتا ہو۔ اگر اس علاقے میں دوسرا کنگ کوبرا آ جائے تو"...... وان ہڈ نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہنا شروع کیا تو رائسن نے سرد لہجے میں اسے ٹوک دیا۔

"شٹ اپ۔ اپنی بکواس بند کرو اور یہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور ایئر پورٹ پر مس فلورا کے بارے میں انکوائری کیوں کر رہے تھے"۔ رائسن نے غصیلے لہجے میں وان ہڈ سے کہا۔

"مس فلورا۔ یعنی تم شینا کی بات کر رہے ہو۔ شینا میری گرل فرینڈ ہے۔ اس نے مجھے فون پر بتایا تھا کہ وہ ایک ڈیڈ باڈی لے کر برنٹن ایئر پورٹ پر آ رہی ہے۔ لہٰذا میں اسے ایئر پورٹ پر ملوں۔ اس کے کہنے پر میں ایئر پورٹ پہنچ گیا اور اس کے چارٹرڈ طیارے کے بارے میں پوچھا۔ اتنی سی بات ہے کیا میں نے کوئی غلط کام کر دیا ہے"...... وان ہڈ نے یہ بات کچھ اتنے اعتماد سے کہی کہ رائسن چکرا کر رہ گیا۔

"سچ سچ بتاؤ کہ تم کون ہو ورنہ میں تمہارے جسم کی بوٹی بوٹی کر دوں گا اور تمہاری روح کو بھی تمہارے جسم سے نہیں نکلنے دوں گا"...... رائسن نے غراتے ہوئے کہا تو وان ہڈ کی آنکھوں میں خوف کے تاثرات پیدا ہو گئے۔

"میرا نام سی جان ہے اور باقی میں تمہیں بتا چکا ہوں"...... وان ہڈ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"تم دونوں اس کا خیال رکھو۔ میں ابھی آتا ہوں"...... رائسن نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ دراصل شینا سے وان ہڈ کی دوستی کا سن کر وہ پریشان ہو گیا تھا اور یہ بات وہ اپنے چیف انتھونی کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا۔ وان ہڈ نے انگلیوں کی مدد سے گرہیں چیک کر لی تھیں۔ گو کہ گرہیں مخصوص انداز میں لگی ہوئی تھیں لیکن وہ کچھ دیر کی کوشش کر کے یہ گرہیں کھول سکتا تھا۔ رائسن سے باتیں کرنے کے دوران ہی اس نے اپنی کوشش شروع کر دی تھی۔

"مجھے پیاس لگی ہوئی ہے۔ کیا تم مجھے شراب پلاؤ گے"...... وان ہڈ نے رائسن کے مسلح ساتھیوں سے کہا۔

"فرمائش تو تم اس طرح کر رہے ہو جیسے قیدی کی بجائے مہمان بن کر آئے ہوئے ہو"...... ایک آدمی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ شراب نہ پلاؤ پانی تو پلا دو پلیز۔ مجھے سخت پیاس لگی ہوئی ہے"...... وان ہڈ نے منت کرتے ہوئے کہا تو مسلح آدمی نے

کونے میں رکھی ہوئی میز کی طرف دیکھا جس پر منرل واٹر کی ایک بوتل اور گلاس رکھا ہوا تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا پھر وہ میز کی طرف بڑھا۔ اس نے بوتل کھول کر گلاس میں پانی ڈالا اور پھر وان ہڈ کی طرف آ گیا۔ وان ہڈ کے قریب پہنچ کر اس نے پانی کا گلاس اس کے منہ سے لگا دیا۔ وان ہڈ نے گلاس میں موجود سارا پانی پی لیا۔ پھر جیسے ہی وہ واپسی کے لئے مڑا اس کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ اپنے ساتھی سے جا ٹکرایا۔ دونوں ایک دوسرے سے الجھ کر فرش پر گر پڑے۔ وان ہڈ رسی کی گرہیں کھول کر ہاتھ کی رسی ڈھیلی کر چکا تھا۔ اس لئے جیسے ہی رائسن کا ساتھی اسے پانی پلا کر واپسی کے لئے مڑا تھا اس نے برق رفتاری سے اپنا ہاتھ رسی سے نکال کر اس آدمی کو اس کے ساتھی پر ہی دھکیل دیا تھا اور جیسے ہی وہ دونوں فرش پر گرے اس نے پلک جھپکتے ہی باقی رسی بھی اپنے جسم سے علیحدہ کر لی۔

فرش پر گرنے کے بعد وہ دونوں اٹھ ہی رہے تھے کہ وان ہڈ ان کے سروں پر پہنچ گیا اور اس کے پاؤں کی ایک ایک ٹھوکر ان دونوں کے سروں پر لگی۔ اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ دونوں ایک بار پھر فرش سے ٹکرائے اور زمین سے ٹکراتے ہی وہ مخالف سمت میں قلابازی کھا گئے۔ وان ہڈ نے ایک آدمی پر چھلانگ لگا دی اور اس کے دونوں پیر اس آدمی کے سینے پر پڑے تو اس کی چیخ بلند ہوئی اور اسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے اس کا سانس بند ہو گیا

ہو۔ دوسرا آدمی فرش پر گری ہوئی مشین گن اٹھا رہا تھا کہ وان ہڈ نے اس پر بھی چھلانگ لگائی اور مشین گن اٹھاتے ہوئے آدمی پر جا گرا۔ مشین گن اس آدمی کے ہاتھ سے نکل گئی اور اس کا منہ فرش سے جا لگا۔ اس کے ساتھ ہی وان ہڈ کو پہلے آدمی کی جھلک دکھائی دی جو مشین گن سیدھی کر رہا تھا۔

وان ہڈ نے پھرتی سے کروٹ بدلی اور پھر زمین پر لیٹے لیٹے اچھلا جبکہ پہلا آدمی مشین گن سیدھی کر کے ٹریگر دبا چکا تھا۔ جس کے نتیجے میں گولیاں نکلیں اور دوسرے آدمی کی چیخ بلند ہوئی اور وہ تڑپنے لگا۔ اسے اپنے ہی ساتھی کی گولیوں نے شہد کی مکھیوں کے چھتے کی مانند بنا دیا تھا۔ اپنے ہی ساتھی کی چیخ سن کر اور اسے اپنی ہی گولیوں کا شکار ہوتے دیکھ کر پہلے والا مسلح آدمی ایک لمحے کے ساکت ہو گیا۔ وان ہڈ نے اس کے اسی لمحے کا فائدہ اٹھایا اور اس نے اچھل کر ایک ٹھوکر اس آدمی کے سر پر ماری۔ اس کی گردن کو ایک جھٹکا لگا اور وہ پیچھے کی جانب الٹ گیا جبکہ اس کے ہاتھ سے مشین گن بھی نکل گئی۔

وان ہڈ نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر وہ مشین گن اٹھا لی۔ الٹنے کے بعد وہ آدمی سیدھا ہو کر اٹھ ہی رہا تھا کہ وان ہڈ نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑ کی آواز میں اس آدمی کی چیخ کی آواز بھی شامل ہو گئی تھی۔ فائرنگ اور ان دونوں کی چیخوں پر وان ہڈ نے کوئی توجہ نہیں دی تھی کیونکہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف لگ رہا تھا اور

ویسے بھی وہ جانتا تھا کہ اب سرکاری اور غیر سرکاری ایجنسیاں اور مجرم تنظیمیں اپنی عمارتوں کے زیادہ تر کمرے ساؤنڈ پروف ہی بناتی ہیں۔ وہ کمرے تو لازماً ساؤنڈ پروف بنائے جاتے ہیں جہاں اپنے مخالفین سے انوسٹی گیشن کرنی ہو۔ وان ہڈ نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن پھینک کر دوسری مشین گن اٹھا لی اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ اس کمرے کے علاوہ اسے ایک اور کمرہ دکھائی دیا اور ان دونوں کمروں سے آگے برآمدہ تھا۔ برآمدے سے آگے صحن تھا اور صحن کے بعد مین گیٹ۔ مین گیٹ کے قریب ہی ایک بنچ رکھا ہوا تھا۔ بنچ کا رخ مین گیٹ کی طرف تھا اور بنچ پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے جن کے منہ گیٹ کی طرف تھے۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں وان ہڈ نے یہ جائزہ لے لیا۔ پھر وہ آواز پیدا کئے بغیر اس کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے کے دروازے پر پہنچا۔ اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔

وہ کرالنگ کرتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور اندر آتے ہی اس نے تیزی سے کروٹیں بدلیں۔ اس کا خیال تھا کہ رائسن اسی کمرے میں ہو گا لیکن یہ کمرہ خالی تھا جس کا مطلب تھا کہ رائسن اس عمارت سے کہیں باہر چلا گیا ہے۔ اس نے سوچا کہ وہ رائسن کا انتظار کرے اور جب وہ واپس آئے تو اس پر قابو پا کر اس سے ضروری معلومات حاصل کر کے جولیا تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ یہ سوچ کر

وہ اس کمرے سے باہر نکلا۔ گیٹ کے قریب بنچ پر بیٹھے ہوئے افراد پہلے والی پوزیشن میں ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ کوئی آواز پیدا کئے بغیر پہلے والے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے مرنے والے دونوں افراد کا جائزہ لیا۔ ان کے جسموں سے ابھی تک خون رس رہا تھا۔ کمرے میں بچھا ہوا قالین آدھے سے زیادہ خون میں بھر چکا تھا۔ کمرے میں خون کی بو پھیلی ہوئی تھی۔

وان ہڈ چوکنے انداز میں دروازے کے قریب ہی کھڑا ہو گیا تھا۔ اس نے مشین گن کو مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ جیسے ہی رائسن دروازہ کھول کر اندر آئے گا وہ مشین گن اس کے سر پر مار کر اسے بے ہوش کرے گا اور پھر اسے کرسی سے باندھ کر اس سے معلومات حاصل کرے گا۔ اسے چوکنا انداز میں کھڑے ہوئے دس منٹ گزر چکے تھے اور ابھی تک رائسن واپس نہیں آیا تھا۔ وہ شدید بوریت کا شکار ہو رہا تھا۔ پھر اچانک دروازہ کھلا اور کوئی اندر داخل ہوا۔ وان ہڈ کا ہاتھ برق رفتاری سے حرکت میں آیا اور مشین گن کا پشت والا حصہ اس کے سر پر لگا تو اس کی چیخ بلند ہو گئی۔ اس کی چیخ بلند ہوتے ہی باہر سے فائرنگ کی آواز سنائی دی۔

وان ہڈ نے اس شخص کی طرف دیکھا تو وہ رائسن نہیں تھا۔ کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور باہر فائرنگ ہو رہی تھی۔ اندر داخل ہونے والا شخص سر پر چوٹ کھا کر بے ہوش ہو چکا تھا۔ وان ہڈ نے

خود کو زمین پر گرا دیا۔ اس نے اندر آنے والی گولیوں کا رخ نوٹ کر لیا تھا۔ گولیاں فرش سے چند فٹ اوپر آ رہی تھی اس لئے وان ہڈ نے خود کو زمین پر گرایا اور پھر تیزی سے رول ہوتا ہوا دروازے سے باہر نکل آیا۔ دروازے سے باہر دو آدمی کھڑے ہوئے تھے جو مشین گنوں سے بے دریغ فائرنگ کر رہے تھے اور یہ غالباً وہی تھے جو مین گیٹ کے قریب بنچوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وان ہڈ کرالنگ کرتا ہوا اتنی تیزی سے ان کے قریب آیا تھا کہ انہیں اپنی مشین گنوں کا رخ اس کی طرف کرنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔ وہ بہت تیزی سے ان کی ٹانگوں سے ٹکرایا تو وہ دونوں لڑکھڑا کر گر پڑے۔ ٹریگر سے ان کی انگلیاں ہٹ گئیں اور فائرنگ بند ہو گئی۔ جیسے ہی وہ زمین پر گرے تھے وان ہڈ نے ان پر فائر کھول دیا تھا۔ ان دونوں کی چیخیں بلند ہوئیں اور وہ تڑپنے لگے۔

اب رائسن کا انتظار بے کار تھا۔ اگر وہ اب یہاں رکتا تو وہ خود پھنس سکتا تھا۔ فائرنگ کی وجہ سے پولیس بھی کسی لمحے یہاں پہنچ سکتی تھی۔ لہٰذا اس نے یہاں سے نکل جانا ہی بہتر سمجھا۔ مین گیٹ سے باہر نکلنا بھی مناسب نہیں تھا۔ لہٰذا وہ عقبی طرف بڑھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ پچھلی گلی میں پہنچ چکا تھا لیکن جیسے ہی وہ گلی میں پہنچا اسے سٹک کی آواز سنائی دی اور وہ لہرا کر زمین پر گر گیا۔ تیز بو نے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔

ٹیکسی لائٹ کلب کی شاندار بلڈنگ کے سامنے رکی تو عمران اور خاور ٹیکسی سے نیچے اترے۔ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ اور ٹپ دی تو اس نے مؤدبانہ انداز میں عمران کو سلام کیا اور پھر ٹیکسی آگے بڑھ گئی جبکہ عمران اور خاور مین گیٹ کی طرف بڑھے مین گیٹ سے ہوتے ہوئے وہ کاؤنٹر تک پہنچ گئے۔ کاؤنٹر پر ایک انتہائی خوبصورت لڑکی موجود تھی جبکہ کاؤنٹر کے قریب تین مسلح افراد کھڑے ہوئے تھے۔ ان کی تیز نظریں سارے ہال میں گھوم رہی تھیں۔ عمران اور خاور کاؤنٹر کے قریب پہنچے تو ان مسلح افراد نے انہیں بھی گھور کر دیکھا لیکن زبان سے کچھ نہ بولے۔ کاؤنٹر گرل نے انہیں اپنے قریب دیکھا تو کاروباری انداز میں مسکرائی۔

''یس سر۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں''...... کاؤنٹر گرل نے دلکش انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

’’آپ خدمت کرنے کے لئے نہیں بلکہ خدمت کرانے کے لئے پیدا ہوئی ہیں‘‘...... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

’’سر۔ میں آپ کا مطلب نہیں سمجھ سکی‘‘...... کاؤنٹر گرل نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’آپ اتنی سویٹ ہیں کہ اگر آپ میرے گھر میں ہوتیں تو میں ساری عمر آپ کی خدمت کرتا رہتا‘‘...... عمران نے کاؤنٹر گرل کو اپنی بات کا مطلب سمجھاتے ہوئے کہا تو اس کی آنکھوں میں خوشی کے دیپ جل اٹھے۔

’’تھینک یو سر۔ آپ نے خوبصورت انداز میں میری تعریف کی ہے‘‘...... کاؤنٹر گرل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

’’اگر آپ کی فلاور پرنسز موجود ہیں تو ان سے کہیں کہ پرنس آف ڈھمپ آیا ہے‘‘...... عمران نے کاؤنٹر گرل سے کہا۔ کاؤنٹر گرل نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر کے بات کرنے لگی۔

’’پرنسز۔ کوئی صاحب ہیں جو اپنا نام پرنس آف ڈھمپ بتاتے ہیں‘‘...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

’’یس۔ یس پرنسز۔ پرنس آف ڈھمپ‘‘...... کاؤنٹر گرل نے پرنس آف ڈھمپ دوہراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے حیرت بھرے انداز میں رسیور رکھا اور عمران کو دیکھنے لگی۔

’’کیا ہوا سویٹی۔ مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو‘‘...... عمران

نے شرماتے ہوئے انداز میں کہا۔

’’پرنسز نے تو کوئی جواب نہیں دیا۔ انہوں نے تو انٹر کام کا رسیور رکھ دیا‘‘...... کاؤنٹر گرل نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی کاؤنٹر گرل بری طرح چونک پڑی کیونکہ اس کلب کی مالکہ فلاور پرنسز اس کے سامنے آ گئی تھی۔ اسے دیکھ کر مسلح افراد بھی چونک پڑے تھے اور پھر اور زیادہ مستعد ہو گئے۔

’’اوہ پرنس۔ تم یہاں کیوں رک گئے تھے۔ میرے آفس میں کیوں نہیں آ گئے‘‘...... فلاور پرنسز نے عمران کے قریب پہنچ کر جوشیلے لہجے میں کہا۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ عمران کو دیکھ کر خوشی سے نہال ہو رہی ہے۔

’’اگر میں تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے آفس میں داخل ہونے کی کوشش کرتا تو تمہارے مسلح آدمی مجھے گولی نہ مار دیتے۔ دیکھو تو سہی کیسے کیسے خوفناک آدمی تم نے پال رکھے ہیں‘‘۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

’’تم نہیں بدلے۔ تم بدل بھی نہیں سکتے۔ آؤ میرے ساتھ‘‘۔ فلاور پرنسز نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر عمران کا ہاتھ پکڑ کر گیلری کی طرف بڑھی۔ گیلری کے آخر میں اس کا آفس تھا۔

’’میرا ہاتھ چھوڑ دو۔ اگر کسی نے اماں بی سے شکایت کر دی تو اماں بی نے اپنی جوتی سے میرا سر پلپلا کر دینا ہے‘‘...... عمران نے

سہمے ہوئے لہجے میں کہا تو فلاور پرنسز نے زور سے قہقہہ لگایا اور ساتھ ہی عمران کا ہاتھ بھی چھوڑ دیا۔ اس کے عملے کے تمام لوگ حیران ہو رہے تھے اور یوں محسوس کر رہے تھے جیسے ان کی فلاور پرنسز کو اچانک کوئی بہت بڑا خزانہ مل گیا ہو۔ آج سے پہلے انہوں نے فلاور پرنسز کو اتنا خوش نہیں دیکھا تھا۔

فلاور پرنسز، عمران اور خاور کو لے کر اپنے آفس میں آ گئی۔ اس کا آفس انتہائی خوبصورت اور قیمتی فرنیچر سے آراستہ تھا۔ جس قدر وہ خود خوبصورت تھی اتنا ہی اس نے اپنے آفس کو خوبصورت بنانے کی کوشش کی تھی۔ وہ اتنی خوبصورت تھی کہ وہ حقیقی پھولوں کی شہزادی معلوم ہوتی تھی۔ آفس میں داخل ہونے کے بعد فلاور پرنسز نے عمران اور خاور کو صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''فلاور پرنسز۔ یہ میرا دوست زبیر ہے اور زبیر انہیں تو تم دیکھ رہے ہو یہ پھولوں کی شہزادی ہے''...... عمران نے ان دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا تو فلاور پرنسز کے ہونٹوں پر انتہائی دلکش مسکراہٹ آ گئی۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو ہیلو ہیلو کیا۔ پھر فلاور پرنسز نے ٹیبل کے کنارے لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو ایک آدمی اندر آ گیا۔

''لائم جوس لے کر آؤ''...... فلاور پرنسز نے اس آدمی سے کہا تو وہ خاموشی سے واپس چلا گیا۔

''آج اتنے طویل عرصے بعد نظر آئے ہو پرنس۔ کیا ا

طویل عرصے میں تمہارا گریٹ لینڈ کا چکر نہیں لگا''...... فلاور پرنسز نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

''تمہیں معلوم ہے میں جھوٹ نہیں بولتا۔ میں چار سالوں میں چار بار گریٹ لینڈ آیا ہوں۔ دوبار میں تم سے ملنے کے لئے آیا لیکن تم گریٹ لینڈ میں موجود نہیں تھیں''...... عمران نے فلاور پرنسز سے کہا۔

''سوری۔ میری وجہ سے تمہیں کوفت محسوس ہوئی ہو گی لیکن اگر تم مجھے اطلاع کر کے آؤ تو میں اپنی ساری مصروفیات ترک کر کے تمہارا انتظار کروں''...... فلاور پرنسز نے کہا پھر اسی لمحے اس کا آدمی لائم جوس کے بڑے بڑے تین گلاس ٹرے میں رکھے آ گیا۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں ایک ایک گلاس ان تینوں کے سامنے رکھ دیا۔

''تمہاری بزنس مصروفیات اتنی زیادہ ہیں اور میں نہیں چاہوں گا کہ میری وجہ سے تمہیں کوئی نقصان ہو''...... عمران نے کہا۔

''اور میں تو چاہتی ہوں کہ تمہاری وجہ سے میرا اتنا بڑا نقصان ہو کہ میں بالکل کنگال ہو جاؤں اور پھر ہر وقت تمہیں ہی یاد کرتی رہوں۔ نہ بہت سے بزنس ہوں اور نہ بزنس مصروفیات''...... فلاور پرنسز نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''فی الحال تو مجھے ایک چھوٹی سی کوٹھی اور ایک کار ارینج کر دو اور تھوڑا سا اسلحہ بھی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت معمولی سے کام کہے ہیں تم نے۔ یہ تو ابھی ہو جائیں گے"...... فلاور پرنسز نے کہا۔

"لیکن اس کے نتائج تمہارے لئے بہت برے نکل سکتے ہیں۔ میری مدد کرنے کے جرم میں سرکاری ایجنسیاں تمہارے خلاف کارروائی کر سکتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"کیا تم گریٹ لینڈ کے مفاد کے خلاف کسی مشن پر آئے ہو"۔ فلاور پرنسز نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میری ایک ساتھی کو یہاں کسی سرکاری ایجنسی نے اغوا کرایا ہے۔ میں اپنی اس ساتھی کو چھڑانے کے لئے آیا ہوں"۔ عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پھر مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔ میں سب سنبھال لوں گی۔ گورنمنٹ اور شاہی محل تک میرا بہت اثر و رسوخ ہے۔ تمہارا کوئی شہری اگر اغوا ہو کر یہاں لایا گیا ہے تو اسے آزاد کرانا تمہارا حق ہے"...... فلاور پرنسز نے کہا۔

"تھینک یو"...... عمران نے فلاور پرنسز کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا تو فلاور پرنسز نے ایک بار پھر ٹیبل کے کونے میں لگا ہوا بٹن پریس کیا تو پہلے والا آدمی پھر کمرے میں آ گیا۔

"جیری کو میرے پاس بھیج دو"...... فلاور پرنسز نے اس سے کہا تو وہ خاموشی کے ساتھ کمرے سے باہر چلا گیا۔

"جیری سے کیا کہو گی"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ تمہیں ایک مخصوص کوٹھی تک پہنچا دے گا"...... فلاور پرنسز نے جواب دیا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم مجھے صرف چابی دے دو اور کوٹھی کا ایڈریس بتا دو۔ ساتھ ہی کار بھی ہمیں دے دو۔ ہم خود وہاں پہنچ جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"اوکے"...... فلاور پرنسز نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنی ٹیبل کی دراز کھولی اور ایک کی رنگ نکال کر عمران کی طرف بڑھایا۔ عمران نے کی رنگ لے لیا۔

"فائر کالونی۔ نمبر ہے اے ون ٹن۔ یہ میری مخصوص کوٹھی ہے اور اس میں تمہاری ضرورت کا تمام سامان موجود ہے"...... فلاور پرنسز نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ اسی لمحے دروازہ کھلا اور کسرتی جسم کا ایک نوجوان اندر آ گیا۔

"جیری۔ تم جاؤ۔ اب تمہاری ضرورت نہیں ہے"...... فلاور نے آنے والے سے کہا تو وہ واپس چلا گیا۔

"کلب کی پارکنگ میں سفید رنگ کی نیسان موجود ہے۔ یہ اس کی چابی ہے"...... فلاور پرنسز نے کار کا نمبر بھی بتا دیا۔ عمران نے کار کی چابی بھی جیب میں رکھ لی۔

"تھینک یو فلاور پرنسز"...... عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر خاور بھی کھڑا ہو گیا۔ ان کے ساتھ ساتھ فلاور پرنسز بھی اپنی کرسی سے اٹھی۔

''اگر کسی بھی چیز کی ضرورت محسوس کرو تو مجھے بتا دینا۔ میرا سیل فون نمبر بھی نوٹ کر لو''...... فلاور پرنسز نے عمران سے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنا سیل فون نمبر بھی بتا دیا جو عمران نے اپنے موبائل فون میں ہی محفوظ کر لیا۔ پھر وہ فلاور پرنسز سے اجازت لے کر پارکنگ میں آ گئے۔ فلاور پرنسز کی بتائی ہوئی کار پارکنگ میں موجود تھی۔ عمران اور خاور کار میں بیٹھ گئے۔

عمران نے گریٹ لینڈ سے ہی ڈی ایس سی کی ڈگری لی تھی۔ دوران تعلیم وہ لاڈان میں بہت آتا تھا اور تعلیم مکمل کرنے کے بعد بھی اس نے کئی چکر لاڈان کے لگائے تھے۔ اس لئے وہ لاڈان کے چپے چپے سے واقف تھا۔ فائر کالونی بھی اس کی دیکھی ہوئی تھی اس لئے وہ بہت اطمینان سے فائر کالونی پہنچ گئے۔ اے ون ٹن کے گیٹ پر پہنچ کر عمران نے جیب سے چابی نکال کر خاور کو دے دی۔ خاور نے نیچے اتر کر گیٹ پر لگا ہوا تالا کھولا اور پھر وہ کوٹھی میں آ گئے۔ یہ ایک چھوٹی سی لیکن انتہائی جدید کوٹھی تھی۔ اس میں چار کمرے تھے اور چاروں ہی ساؤنڈ پروف تھے۔ ایک کمرے کی الماری میں اسلحہ اور میک اپ کا سامان بھی موجود تھا۔ عمران اور خاور چونکہ اس وقت اپنی اصلی شکلوں میں تھے اس لئے انہوں نے میک اپ کرنا مناسب سمجھا۔ جلد ہی وہ گریٹ لینڈ کے مقامی نوجوان نظر آ رہے تھے۔

''عمران صاحب۔ انتھونی کی کوٹھی پر کس وقت ریڈ کرنا ہے''۔

خاور نے میک اپ کرنے کے بعد عمران سے پوچھا۔

''ایسے کاموں کے لئے رات کا وقت زیادہ موزوں رہتا ہے۔ ہم رات کے آخری پہر میں چلیں گے''...... عمران نے کہا۔

''صفدر اور تنویر نے اب تک کوئی رابطہ نہیں کیا۔ کیا خیال ہے ان سے پوچھا نہ جائے کہ ان کی اب تک کی کیا کارکردگی ہے''۔ اچانک ہی خاور کو صفدر اور تنویر کا خیال آیا تو اس نے عمران سے پوچھا۔

''جب وہ کوئی پیش رفت کریں گے تو ہمیں آگاہ کریں گے۔ لہٰذا پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ رات ہونے والی ہے کیا خیال ہے کسی ہوٹل میں چل کر کھانا نہ کھایا جائے''...... خاور نے کہا۔

''نیک خیال ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ اسے بھی بھوک محسوس ہو رہی تھی اور پھر وہ کھانا کھانے کے لئے ایک مسلم ہوٹل میں آ گئے۔ کھانا کھانے کے بعد انہوں نے لارڈ کالونی کا چکر لگانے کا بھی فیصلہ کیا۔ لارڈ کالونی میں گریٹ لینڈ کے امراء طبقے کی جدید اور بڑی کوٹھیاں تھیں۔ انہیں بی ڈبل سیون بھی جلد نظر آ گئی۔ بی ڈبل سیون کے جہازی سائز گیٹ پر دو مسلح افراد بیٹھے دکھائی دے رہے تھے۔ کوٹھی کے بیرونی حصے کا جائزہ لینے کے بعد وہ دونوں واپس فائر کالونی آ گئے۔

''عمران صاحب۔ آپ نے شون کو زندہ چھوڑ دیا تھا۔ اس نے

لازماً آپ کے بارے میں انتھونی کو بتایا ہوگا"...... خاور نے کہا۔

"اسے زندہ چھوڑنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ وہ انتھونی کو ہمارے بارے میں بتائے تاکہ ہم انتھونی کو تلاش نہ کرتے پھریں بلکہ وہ ہمیں تلاش کرے۔ لیکن لگتا ہے اس نے ابھی ہماری تلاش کا کام شروع نہیں کیا"...... عمران نے کہا۔

"اسے ہمارا کوئی سراغ ملے گا تو وہ ہم تک پہنچے گا۔ اب مقامی میک اپ کر کے تو آپ نے اس کے لئے مزید مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ اب وہ ہمیں کیسے تلاش کرے گا"...... خاور نے عمران سے کہا۔

"میک اپ تو اس لئے کیا ہے کہ اب ہم اس کی کوٹھی تک جا رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ مجھے تو امید نہیں ہے کہ وہ ہمیں اپنے اس ٹھکانے پر ملے۔ البتہ اس نے ہمارے لئے وہاں جال ضرور بچھایا ہوگا"...... خاور نے عمران سے کہا۔

"اسی جال میں پھنس کر تو ہم جولیا تک پہنچ سکتے ہیں اور جولیا تک پہنچنے کا یہ شارٹ کٹ راستہ بھی ہے۔ اگر ہم اپنے طور پر کوشش کریں تو ہمیں زیادہ وقت لگ سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو خاور نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔ عمران کی بات اس کی سمجھ میں آ گئی تھی۔ اسی طرح باتیں کرتے ہوئے رات نصف سے زیادہ بیت گئی۔ تو وہ دونوں اٹھے اور پھر

چند لمحوں بعد کار لارڈ کالونی کی طرف بڑھ رہی تھی۔

رات انتہائی سرد ہو چکی تھی اس لئے روڈ پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔ عمران بہت ہی اطمینان سے کار ڈرائیو کرتا ہوا لارڈ کالونی پہنچ گیا۔ خاور اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ لارڈ کالونی پہنچ کر عمران کار کو بی ڈبل سیون کی بیک سائیڈ پر لے آیا۔ گو کہ یہ ایک تنگ سی گلی تھی لیکن اس میں کار بہت آسانی سے داخل ہو سکتی تھی۔ لاڈان کے حساب سے یہ تنگ ہی گلی تھی لیکن پاکیشیا کی گلیوں کی نسبت یہ کشادہ گلی تھی۔ عمران نے کار گلی میں موڑ دی اور اندازے کے مطابق ڈبل سیون کی بیک پر کار روک دی۔ شدید ترین سردی کی وجہ سے پورا لاڈان کمروں میں گھسا ہوا تھا اور چونکہ رات کا آخری پہر شروع ہو رہا تھا۔ لہٰذا ہر کوئی گہری نیند میں تھا۔

کوٹھی نمبر بی ڈبل سیون کی دیواریں کافی بلند تھیں۔ عمران اور خاور کار سے باہر آ کر کار کی چھت پر چڑھ گئے۔ پھر عمران، خاور کے کندھوں پر سوار ہو کر دیوار تک پہنچ گیا۔ اس کے بعد اس نے ہاتھ بڑھا کر خاور کو بھی دیوار پر کھینچ لیا۔ جب دونوں دیوار پر پہنچ گئے تو انہوں نے اندر کا جائزہ لیا۔ کوٹھی پر سکوت طاری تھی۔ کم پاور کی لائٹس روشن تھیں۔ جن کی وجہ سے اندر کا منظر صاف نظر آ رہا تھا۔ عمران اور تنویر تھوڑی دیر تک اندر کا جائزہ لیتے رہے۔ پھر دونوں نے باری باری چھلانگیں لگائیں اور نیچے پہنچ گئے۔ ان کے

کودنے سے نہایت ہی مدہم دھماکے ہوئے لیکن چونکہ رات کا وقت تھا اور ہر سو گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا اس لئے ان دھماکوں کی آواز بھی کافی دور تک گئی۔

وہاں چونکہ مور پنکھ کے پودے لگے ہوئے تھے لہٰذا نیچے کودتے ہی عمران اور خاور ان پودوں کے پیچھے دبک گئے اور کسی ردعمل کا انتظار کرنے لگے۔ دونوں نے اپنے اپنے مشین پسٹل اپنے ہاتھوں میں پکڑ رکھے تھے اور ان کے مشین پسٹلوں پر سائیلنسر بھی فٹ تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ اگر وہ فائرنگ کریں تو فائرنگ کی آواز پیدا نہ ہو۔ وہ دو تین منٹوں تک مور پنکھ کے پودوں کے پیچھے دبکے رہے لیکن اس دوران انہیں کوئی بھی حرکت دکھائی نہیں دی۔ عمران نے خاور کی طرف دیکھا اور پھر اسے آگے بڑھنے کا اشارہ کر کے خود بھی آگے بڑھنے لگا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد وہ اصل عمارت تک پہنچ گئے۔ سامنے ایک برآمدہ تھا۔ برآمدے کے درمیان میں گیلری تھی اور گیلری کے دونوں اطراف میں کمرے تھے۔ عمران اور خاور جہاں موجود تھے۔ وہاں سے مین گیٹ بھی نظر آ رہا تھا۔ مین گیٹ کے قریب ہی ایک کیبن بھی دکھائی دے رہا تھا۔ یقیناً اس کیبن میں مسلح افراد تھے۔

”عمران صاحب۔ پہلے مین گیٹ والوں سے نمٹ لیا جائے“۔ خاور نے آئی کوڈ میں عمران سے بات کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں پنجوں کے بل چلتے ہوئے

کیبن کی طرف بڑھنے لگے۔ گو کہ پوری بلڈنگ پر سکوت چھایا ہوا تھا اور کسی بھی قسم کی حرکت کے معمولی آثار بھی دکھائی نہیں دیئے تھے۔ اس کے باوجود وہ دونوں بہت محتاط تھے۔ یہ خاموشی عمران کو کسی طوفان کا پیش خیمہ لگ رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ انتھونی کی رہائش گاہ ہے جو کہ گریٹ لینڈ کی سیکرٹ ایجنسی کا چیف ہے اور یہاں انہیں کوئی بھی حفاظتی انتظام نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس بات سے اس کے اپنے خیال کی تصدیق ہو رہی تھی کہ اس بلڈنگ میں ان کے لئے جال بچھایا گیا ہے۔ اس سوچ کے باوجود وہ آگے بڑھ رہے تھے کہ انہیں ہر حال میں آگے بڑھنا تھا۔ اب اگر عمران اور خاور ان کے قابو میں آ جاتے تو تب بھی عمران حالات پر کنٹرول کر لینے کے بعد جولیا کے متعلق پوچھ گچھ کر سکتا تھا۔ یعنی دونوں صورتوں میں ہی اس کا مقصد پورا ہونا تھا۔

پنجوں کے بل چلتے ہوئے وہ دونوں کیبن تک پہنچ گئے۔ کیبن میں تین افراد تھے۔ ایک کرسی پر بیٹھے بیٹھے سو گیا تھا جبکہ باقی دو بنچ پر لیٹے ہوئے تھے اور ان کی آنکھیں بند تھیں۔ کرسی اور بنچ کے قریب ہی ایک میز بھی رکھی ہوئی تھی۔ میز پر تین مشین گنیں، ایک شراب کی بوتل اور تین گلاس رکھے ہوئے تھے۔ عمران اور خاور کیبن کا جائزہ لے چکے تو خاور نے عمران کی طرف دیکھا۔

”انہیں صرف بے ہوش کرنا ہے“...... عمران نے آئی کوڈ میں خاور سے کہا اور پھر وہ دونوں پنجوں کے بل چلتے ہوئے دروازے

تک پہنچے اور نہایت آہستگی کے ساتھ وہ کیبن میں داخل ہو گئے۔ جیسے ہی وہ کیبن میں داخل ہوئے کیبن میں یکلخت تیز بو پھیلی۔ انہیں اس بو کے پھیلنے کی توقع ہی نہیں تھی اس لئے وہ بروقت سانس نہ روک سکے اور اس بو نے ان پر ایسا اثر کیا کہ وہ فوراً ہی بے ہوش ہو کر کیبن کے فرش پر گر پڑے۔

ٹیلی فون کی بیل بجی تو انتھونی کی آنکھ کھل گئی۔ ٹیلی فون اس کے بیڈ کے قریب ہی ایک سٹول پر کھا ہوا تھا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھایا اور فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''انتھونی سپیکنگ''...... گو کہ وہ ابھی نیند سے بیدار ہوا تھا لیکن اس کے باوجود اس کے لہجے میں نیند کا خمار نہیں تھا اور ایسا اس لئے تھا کہ وہ اپنے ماتحتوں کو ہدایت کر کے سویا تھا کہ جونہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں کی کوئی اطلاع ملے اسے فوری طور پر خبر دی جائے۔ ٹیلی فون سیٹ بھی وہ اسی لئے اپنے بیڈ کے قریب رکھ کر سویا تھا۔

''سر۔ پیٹرسن بول رہا ہوں۔ آپ کمپیوٹر روم میں آ جائیں''۔ دوسری طرف سے اس کے ایک ماتحت کی جوشیلی آواز سنائی دی تو اس نے فوراً ہی رسیور رکھا اور بیڈ سے نیچے اترا۔ کمپیوٹر روم ساتھ

والا کمرہ ہی تھا اس لئے وہ جلد ہی کمپیوٹر روم میں پہنچ گیا۔ اس کمرے میں ایک ٹیبل پر تین کمپیوٹر رکھے ہوئے تھے۔ تینوں کمپیوٹر آن تھے۔ ٹیبل کے ساتھ تین کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ تین میں سے دو کرسیوں پر اس کے دو ماتحت بیٹھے ہوئے تھے۔ جن میں سے ایک کا نام پیٹرسن تھا۔ دو ماتحت کمرے کے ایک کونے میں سوئے ہوئے تھے۔ ان دونوں نے نصف رات تک ڈیوٹی دینے کے بعد سالٹر کو نیند سے بیدار کر کے کمپیوٹر کے سامنے بٹھایا تھا کیونکہ انہیں انتھونی کی طرف سے یہی ہدایت تھی کہ وہ دو دو کے گروپ میں آدھی آدھی رات ڈیوٹی دیں۔

انتھونی کمرے میں داخل ہوا تو پیٹرسن اور سالٹر نے کرسیوں سے اٹھ کر اسے سلام کیا۔ انتھونی نے ان کے سلام کی طرف توجہ نہ دی بلکہ وہ ایک مانیٹر کو دیکھنے لگا جس پر اس کی رہائش گاہ کا منظر نظر آ رہا تھا۔ یہ اس کی کوٹھی کی پچھلی طرف والی گلی تھی اور گلی میں ایک کار نظر آ رہی تھی جبکہ اس کی کوٹھی کی دیوار پر دو افراد موجود تھے۔ پھر ان دونوں نے دیوار سے نیچے چھلانگیں لگا دیں۔ انتھونی اس کمپیوٹر کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا اور انہیں غور سے دیکھنے لگا۔ وہ مقامی آدمی تھے لیکن انتھونی جانتا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ میک اپ کے ماہر ہیں اس لئے اسے یقین تھا کہ یہ مقامی نظر آنے والے آدمی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ ہی ہیں۔ دیوار سے کودنے کے بعد وہ مور پنکھ کے پودوں کے پیچھے دبک گئے

اور پھر چند لمحوں بعد وہ آگے بڑھنے لگے۔

انتھونی نے ٹیبل کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک مشین نکال لی۔ یہ ایک چھوٹی سے مشین تھی جس پر ایک چھوٹی سی سکرین بھی تھی۔ سکرین اس وقت روشن تھی اور اس پر چند لائینیں نظر آ رہی تھیں۔ سکرین کے نیچے چار بٹن لگے ہوئے تھے۔ مشین میں سے دو تاریں نکل رہی تھیں۔ انتھونی نے ایک تار کمپیوٹر سے منسلک کر دی اور دوسری تار دیوار میں لگے ہوئے بورڈ میں لگا دی۔ اس دوران اس نے ان دونوں آدمیوں پر بھی نظر رکھی تھی۔ وہ دونوں پنجوں کے بل چلتے ہوئے کسی چالاک لومڑی کی طرح آگے بڑھتے ہوئے کمروں کے قریب پہنچ گئے لیکن پھر وہ کمروں کی طرف جانے کی بجائے سیکورٹی اہلکاروں کے کیبن کی طرف بڑھنے لگے جو کہ مین گیٹ کے قریب تھا۔ غالباً ان کا ارادہ پہلے سیکورٹی اہلکاروں پر قابو پانے کا تھا۔

''جس کمرے میں بھی پہلے آؤ۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہر کمرے میں تمہارے شاندار استقبال کا انتظام موجود ہے''...... انتھونی نے اس انداز میں کہا جیسے وہ دونوں اس کی آواز سن رہے ہوں۔ پھر اس نے دیکھا کہ وہ دونوں کیبن کی کھڑکی میں سے جھانک رہے تھے۔ کیبن میں اس کے مسلح افراد سوئے ہوئے تھے اور انہیں اس طرح سونے کی ہدایت بھی انتھونی نے ہی کی تھی تاکہ دشمن ایجنٹ زیادہ مطمئن ہو جائیں اور بغیر کسی مار دھاڑ کے ان پر قابو پایا جا

سکے۔ کھڑکی میں سے کیبن کا جائزہ لینے کے بعد وہ دونوں اب بھی پنجوں کے بل ہی دروازے کی طرف بڑھے۔

''آؤ۔ آؤ۔ تم بہت چالاک بنتے ہو لیکن دیکھو میں نے کتنی آسانی سے تمہیں قابو کر لیا ہے۔ اتنی آسانی سے تو چوہا بھی چوہے دان میں نہیں پھنستا ہو گا''...... انتھونی نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دیکھا کہ وہ دونوں کیبن میں داخل ہو گئے۔ جیسے ہی وہ کیبن میں داخل ہوئے انتھونی نے مشین پر لگے ہوئے بٹنوں میں سے ایک بٹن دبایا اور اس بٹن کے دبتے ہی اس نے دیکھا کہ وہ دونوں کیبن کے فرش پر ڈھیر ہو گئے تھے۔

''ہا۔ ہا۔ گریٹ لینڈ گریٹ ہے۔ انتھونی گریٹ ہے۔ اس کے دشمن چوہے ہیں اور انتھونی اپنے دشمن چوہوں کا شکار بہت آسانی سے کر لیتا ہے''...... انتھونی نے ایک طویل قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس شیراڈ سپیکنگ''...... دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کے بعد اس کے اسسٹنٹ کی آواز سنائی دی۔

''انتھونی سپیکنگ''...... انتھونی نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے شیراڈ کی آواز فوراً ہی مؤدبانہ ہو گئی تھی۔

''شیراڈ۔ لارڈ کالونی کی کوٹھی کے سیکورٹی کیبن میں دو دشمن

ایجنٹ بے ہوش پڑے ہیں۔ تم فوراً وہاں پہنچو اور انہیں اٹھا کر پوائنٹ فائیو پر لے جاؤ اور انہیں اچھی طرح باندھنے کے بعد ان سے پوچھ گچھ کرو اور پھر انہیں گولیوں سے اڑانے کے بعد مجھے رپورٹ کرو''...... انتھونی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے سر۔ میں ابھی دو منٹ میں لارڈ کالونی پہنچ جاتا ہوں''۔ شیراڈ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''تمہیں معلوم ہے یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ انہیں اچھی طرح سے باندھنا ہے اور ایک لمحے کے لئے بھی ان سے غافل نہیں رہنا''...... انتھونی نے سخت لہجے میں کہا۔

''سر۔ غفلت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں''...... شیراڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو انتھونی نے رسیور رکھ دیا۔ جیسے ہی اس نے رسیور رکھا فون کی گھنٹی بجنے لگی اور اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

''انتھونی سپیکنگ''...... انتھونی نے سخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ رائسن بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے رائسن کی آواز سنائی دی جو برنٹن میں کنگ کوبرا کا ایریا انچارج تھا۔

''یس رائسن۔ کیا بات ہے''...... رائسن کی آواز سن کر انتھونی نے سخت لہجے میں کہا۔

''چیف۔ آپ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے وسیع انتظامات کر

کے میں نے دو آدمیوں کو گرفتار کر لیا ہے جو کہ برنٹن ایئر پورٹ پر مس شینا کے متعلق معلومات حاصل کر رہے تھے“...... دوسری طرف سے رائسن کی آواز سنائی دی۔

”ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے دو گروپ کام کر رہے تھے۔ ایک کو ہم نے یہاں لاڈان میں گرفتار کیا ہے اور دوسرے کو تم نے گرفتار کر لیا ہے“...... انتھونی نے سوچتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ایسا ہی ہو سکتا ہے سر“...... دوسری طرف سے رائسن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”اور جس آدمی کو تم نے پہلے جان براؤن کی مدد سے گرفتار کیا تھا وہ اب کس پوزیشن میں ہے“...... انتھونی نے رائسن سے پوچھا۔

”چیف۔ جیسا کہ میں نے پہلے رپورٹ دی تھی کہ اس نے اپنا نام سی جان بتایا ہے اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ مس شینا کا بوائے فرینڈ ہے۔ اس نے یہ بات اس انداز میں کہی تھی کہ میں الجھن کا شکار ہو گیا تھا۔ لہٰذا میں نے یہ بات کنفرم کرنی چاہی۔ یہ بات میں سی جان یا اپنے آدمیوں کے سامنے کنفرم نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا میں ساتھ والی کوٹھی میں آ گیا اور آپ سے فون پر بات کی تو آپ نے مس شینا سے بات کرنے کا حکم دیا۔ میں نے مس شینا کو فون کر کے پوچھا تو مس شینا نے انکار کیا۔ میں واپس پہنچا تو سی جان میرے دو آدمیوں کو ہلاک کر فرار ہو رہا

تھا لیکن میں نے زبردست مقابلے کے بعد اسے دوبارہ گرفتار کر لیا اور اب وہ بھی میری قید میں ہے“...... رائسن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ان تینوں سے روٹین کی پوچھ گچھ کرنے کے بعد انہیں گولیوں سے اڑا دو اور ان کی لاشیں کسی فٹ پاتھ پر پھینک دینا“...... انتھونی نے سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھنے کے بعد اس نے ایک بار پھر کمپیوٹر پر اپنی کوٹھی کا منظر دیکھا۔ دونوں آدمی ابھی تک کیبن میں پڑے ہوئے تھے۔ شیراڈ بھی وہاں نہیں پہنچا تھا۔ مزید چند منٹ گزرے تو کوٹھی کا گیٹ کھلتا ہوا دکھائی دیا۔ گیٹ اندر سے بند نہیں تھا اور اس کی ہدایت آج انتھونی نے کی تھی۔ گیٹ کھلنے کے بعد اس نے ایک وین کو اندر آتے ہوئے دیکھا۔ وین کیبن کے قریب رک گئی اور وین میں سے شیراڈ نیچے اترا۔ اس کے ساتھ چار اور آدمی بھی وین سے نیچے اتر آئے۔ انہوں نے کیبن میں داخل ہو کر دونوں بے ہوش اجنبیوں کو اٹھا کر وین میں ڈالا اور پھر وین گیٹ سے باہر نکل گئی۔ اب انتھونی کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات تھے۔

”سالٹر“...... انتھونی نے سالٹر کو آواز دی۔

”یس باس“...... سالٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ ایک قدم آگے بھی بڑھ آیا۔

”کوٹھی جا کر سیکورٹی اہلکاروں کو اینٹی گیس انجکشن لگا آؤ“۔

انتھونی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے باس''...... سالٹر نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کمپیوٹر روم سے باہر نکل گیا۔

''اب صبح ہو چکی ہے ان دونوں کو جگا دو۔ میں بھی فریش ہو کر اپنے آفس میں بیٹھتا ہوں''...... انتھونی نے پیٹرسن سے کہا۔

''رائٹ باس''...... پیٹرسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا جبکہ انتھونی کرسی پر سے کھڑا ہو گیا اور پھر وہ بھی کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ پیٹرسن گہری نیند میں سوئے ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا اور انہیں جگانے لگا۔

صفدر کا ذہن بیدار ہوا تو اسے بازو میں چبھن سی محسوس ہوئی۔ اس نے سامنے دیکھا تو سامنے ایک آدمی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ پھر اس نے دائیں بائیں دیکھا۔ دائیں طرف تنویر تھا اور بائیں طرف ایک اور آدمی تھا جسے صفدر نہیں جانتا تھا۔ صفدر کی طرح تنویر اور وہ آدمی بھی کرسی پر بیٹھے تھے اور رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ صفدر اور تنویر کی انگلیوں کے ناخنوں میں خصوصی لوشن لگے ہوئے تھے۔ ناخنوں کو مخصوص انداز میں رسیوں پر پھیرا جاتا تو رسی کٹ جاتی تھی لیکن رسی کاٹنے سے پہلے صفدر نے رسی کی گانٹھیں چیک کیں تاکہ اگر گانٹھیں ایسے انداز میں لگائی گئی ہوں جن کا کھولنا آسان ہو تو انہیں کھول لیا جائے۔ لیکن گانٹھیں کسی مخصوص طریقے سے لگائی گئی تھیں اور اب صرف لوشن کے استعمال والا آپشن رہ جاتا تھا۔

"تم تینوں ہوش میں آ گئے ہو"...... صفدر نے سامنے بیٹھے ہوئے آدمی کی آواز سنی۔

"تم اندھے ہو۔ تمہیں نظر نہیں آ رہا کہ ہم ہوش میں آ چکے ہیں"...... تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا یہ طنز میں ابھی خاک میں ملا دوں گا مسٹر"...... سامنے بیٹھے ہوئے آدمی نے سرد لہجے میں کہا۔ اسی لمحے اس نے دروازے کی طرف دیکھا۔ دو مسلح آدمی کمرے میں آ گئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہ کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے اور ان کی مشین گنوں کا رخ ان تینوں کی طرف تھا اور ان کی انگلیاں مشین گنوں کے ٹریگروں پر تھیں۔ وہ ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں فائر کھول سکتے تھے۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک دیو قامت آدمی اندر آ گیا۔ اس کی آنکھیں انتہائی سرخ تھیں۔ جن میں سے سفاکی اور دہشت ٹپک رہی تھی۔ چہرہ پتھروں کی طرح سخت تھا اور اس کا سر آدھے سے زیادہ گنجا تھا۔

"وولف۔ الماری سے ہنٹر نکال لو"...... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے اس دیو قامت کو حکم دیتے ہوئے کہا تو وہ کمرے کی ایک دیوار میں موجود الماری کی طرف بڑھنے لگا۔

"سی جان۔ سب سے پہلے تو میں نے تم سے حساب کتاب برابر کرنا ہے۔ تم نے میرے بہترین ساتھیوں کو قتل کیا ہے"۔

سامنے بیٹھے ہوئے آدمی نے تیسرے بندھے ہوئے آدمی سے کہا تو صفدر نے ایک بار پھر اس کی طرف دیکھا۔

"رائسن۔ تم میرے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے"...... سی جان نے کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی سے کہا تو صفدر اور تنویر اس کے نام سے آگاہ ہو گئے۔ رائسن نے تیسرے بندھے ہوئے آدمی کو سی جان کے نام سے مخاطب کیا تھا۔

"ابھی تم نے میرا کچھ بگاڑا ہی نہیں ہے۔ تم نے مجھے دھوکہ دیا۔ مجھ سے اتنا جھوٹ بولا کہ تم مس شینا کے بوائے فرینڈ ہو اور پھر میرے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ ابھی بھی کہہ رہے ہو کہ تم نے بگاڑا ہی کیا ہے"...... رائسن نے سخت لہجے میں کہا تو صفدر اور تنویر نے ایک بار پھر سی جان کی طرف دیکھا۔ اسی لمحے وولف الماری میں سے ہنٹر نکال کر لے آیا اور رائسن کے سامنے ادب سے کھڑا ہو گیا۔

"اگر تم اب بھی بتا دو کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے تو میں تمہارے ساتھ رعایت کرنے کو تیار ہوں"...... رائسن نے سی جان سے کہا تو صفدر اور تنویر کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات پیدا ہوئے اور فوراً معدوم ہو گئے کیونکہ رائسن کی توجہ سی جان کی طرف تھی اس لئے وہ حیرت کے ان تاثرات کو نہ دیکھ سکا۔

"مجھے تمہاری سمجھ نہیں آ رہی۔ پہلے تم کنگ کوبرا کا نام لے کر مجھے پریشان کرتے رہے ہو اور اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام لے

رہے ہو۔ یہ پاکیشیا کیا چیز ہے اور سیکرٹ سروس کیا بلا ہوتی ہے''...... سی جان نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا تو رائسن طنزیہ انداز میں ہنسا جبکہ صفدر اور تنویر سمجھ گئے تھے کہ سی جان اصل میں وان ہڈ ہے جو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گریٹ لینڈ میں فارن ایجنٹ ہے۔ عمران نے انہیں وان ہڈ کے بارے میں بتایا تھا۔

''تم ان دونوں کو جانتے ہو''...... رائسن نے سی جان یا وان ہڈ سے صفدر اور تنویر کے بارے میں پوچھا۔

''نہیں۔ میں انہیں اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں''۔ وان ہڈ نے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم ایک ہی ایجنسی کے ایجنٹ ہو اور ایک دوسرے کو نہیں جانتے''...... رائسن نے وان ہڈ سے کہا۔

''بھائی۔ میں کتنی بار کہوں گا کہ میں ایک عام سا سیدھا سادھا شریف انسان ہوں۔ سیکرٹ ایجنٹ ہوتے کیسے ہیں میں تو یہ تک نہیں جانتا''...... وان ہڈ نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''عام سیدھے سادھے اور شریف انسان اس طرح قتل و غارت نہیں کرتے جس طرح تم نے کی ہے''...... رائسن نے منہ بنا کر کہا۔

''وولف اسے اتنے ہنٹر مارو کہ اس کی روح بلبلا اٹھے۔ اس کی روح تڑپے گی تو میرے دل کو سکون ملے گا۔ اس نے میرے بہترین ساتھی مار ڈالے ہیں''...... رائسن نے کہا تو وولف کی

آنکھوں میں موجود سفاکی کے تاثرات میں کئی گنا اضافہ ہو گیا اور وہ وان ہڈ کی طرف بڑھا۔

''رک جاؤ''...... تنویر نے اسے وان ہڈ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ وولف نے رک کر رائسن کی طرف دیکھا۔

''تم نے اسے کیوں روکا ہے''...... رائسن نے تنویر سے پوچھا۔

''تم صحیح بتاؤ کہ کنگ کوبرا، پاکیشیا سیکرٹ سروس وغیرہ یہ سب کیا چکر ہے۔ تم کون ہو اور ہم سے کیا چاہتے ہو''...... تنویر نے بدستور سخت لہجے میں رائسن سے کہا تو اسے یکدم غصہ آ گیا۔

''بکواس بند کرو۔ میں پہلے اس کے چکر میں آ گیا تھا۔ اب نہیں آؤں گا۔ وولف۔ ان سب کی کھال ادھیڑ دو''...... رائسن نے غصیلے لہجے میں پہلے تنویر اور پھر چیختے ہوئے وولف کو حکم دیا۔

وولف نے ہنٹر کو ہوا میں گھمایا تو شائیں شائیں کی آوازیں پیدا ہونے لگیں۔ پھر ہنٹر وان ہڈ کے جسم پر پڑا۔ اسی لمحے رائسن اور دونوں مسلح افراد کی توجہ وولف اور وان ہڈ کی طرف تھی۔ صفدر اور تنویر کی رسیاں کٹ چکی تھیں۔ لہٰذا ان دونوں نے غیر محسوس طریقے سے اپنے جسم کو جھٹکا دیا تو رسیاں ان کے جسم سے الگ ہو گئیں۔ دونوں نے برق رفتاری سے چھلانگ لگائی اور اس سے پہلے کہ دونوں مسلح افراد سچویشن کو سمجھتے۔ صفدر اور تنویر ان کے اوپر جا پڑے۔ مشین گنیں ان دونوں کے ہاتھوں سے نکل گئیں۔ وہ

دونوں نیچے تھے۔ صفدر اور تنویر ان کے اوپر۔ رائسن ان کی تیز رفتاری پر گنگ سا ہو گیا تھا اور وولف بھی وان ہڈ پر ہنٹر برسانا بھول کر انہیں دیکھنے لگا جبکہ تنویر نے کراٹے کا ایک وار اپنے مدمقابل کی گردن پر کیا تو اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ تڑپنے لگا۔ تنویر نے کروٹ بدلی اور وہ گری ہوئی ایک مشین گن تک پہنچ گیا۔ یہ سب کچھ ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں ہو گیا تھا۔ پھر وولف اور رائسن بھی ہوش میں آ گئے۔ وہ تیزی سے آگے بڑھے لیکن اسی لمحے تنویر نے فائر کھول دیا۔ گولیاں وولف کے سینے میں لگیں اور دیوقامت وولف فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ اس کے منہ سے نکلنے والی چیخ نہایت کربناک تھی۔

رائسن نے یہ سچویشن دیکھی تو اس نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی۔ تنویر اسے مارنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ اسی سے انہوں نے معلومات حاصل کرنی تھیں۔ لہٰذا جیسے ہی رائسن نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی تنویر نے مشین گن اس کی طرف اچھال دی۔ مشین گن توپ سے نکلے ہوئے گولے کی مانند رائسن کے سر میں جا لگی۔ رائسن کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر پتھر آ لگا ہو۔ وہ دروازے کے قریب ہی گرا اور پھر اٹھنے کے قابل نہ رہا۔ اس دوران صفدر بھی اپنے مدمقابل کی گردن توڑ کر اٹھ چکا تھا اور تنویر کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''تم رائسن کو کرسی پر باندھ دو اور وان ہڈ کو کھول دو۔ میں باہر

کا جائزہ لے کر آتا ہوں''...... تنویر نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور وان ہڈ کی طرف بڑھا جبکہ تنویر مشین گن اٹھا کر باہر چلا گیا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد وہ واپس آیا تو صفدر بھی دونوں کام کر چکا تھا۔

''پانچ آدمی تھے۔ میں نے سب کو ٹھکانے لگا دیا ہے''...... تنویر نے صفدر کو بتایا تو اس نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلا دیا تو تنویر نے وان ہڈ کی طرف دیکھا۔

''آپ وان ہڈ ہیں نا''...... ان دونوں کو یقین تھا کہ یہ وان ہڈ ہی ہے۔ پھر بھی تنویر نے تصدیق کی خاطر پوچھا۔

''جی ہاں۔ کیا آپ کو چیف نے میرے بارے میں بتایا تھا''۔ وان ہڈ نے تنویر سے پوچھا۔

''چیف نے خود نہیں بلکہ چیف کے نمائندہ خصوصی علی عمران نے ہمیں آپ کے بارے میں بتایا تھا''...... تنویر نے کہا۔

''اوہ۔ کیا علی عمران صاحب آپ کے ساتھ آئے ہوئے ہیں''۔ وان ہڈ نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

''جی ہاں۔ عمران صاحب اس وقت لاڈان میں ہیں''...... صفدر نے اس کا اشتیاق دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''میں نے ان کی بہت تعریفیں سنی ہیں اور مجھے ان سے ملنے کا بہت شوق ہے۔ لیکن افسوس کہ ابھی تک میری ان سے ملاقات نہیں ہو سکی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری بیڈ لک ہے''...... وان ہڈ نے

کہا۔

"امید ہے کہ اب جلد ہی آپ کی ملاقات عمران صاحب سے ہو جائے گی۔ لیکن آپ یہ بتائیں کہ آپ تو جولیا کو بازیاب کرانے کے لئے یہاں آئے تھے۔ پھر آپ سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا"۔ صفدر نے کہا۔

"میرے خیال میں مجھ سے تھوڑی سی کوتاہی ہو گئی اور میں کنگ کوبرا کے آدمیوں کے ہاتھ لگ گیا"...... وان ہڈ نے کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات تفصیل سے انہیں بتا دیئے۔

"ہمارے خیال میں آپ سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔ اگر آپ کی جگہ کوئی دوسرا بھی ہوتا تو اس کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا"۔ تنویر نے اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا کیونکہ اس نے محسوس کیا تھا کہ تفصیل بتاتے وقت وان ہڈ ناامید تھا۔

"میرا خیال ہے کہ اس رائسن کو ہوش میں لا کر اس سے معلومات حاصل کی جائیں"...... صفدر نے کہا۔ تنویر نے رائسن کی طرف دیکھا جسے صفدر نے کرسی پر بٹھا کر رسیوں سے اچھی طرح باندھ دیا تھا۔ وہ ابھی تک بے ہوش تھا۔ تنویر اس کے قریب پہنچا اور پھر تنویر نے رائسن کے منہ پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ تھپڑوں کی آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔ تنویر کے تھپڑ اتنے زور دار تھے کہ رائسن کے گالوں کی جلد پھٹ گئی اور خون رسنے لگا۔

چوتھے یا پانچویں تھپڑ پر رائسن چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔

"تت۔ تت۔ تم نے رسیاں کیسے کھول لیں"...... رائسن نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہم نے رسیاں کھولی نہیں بلکہ توڑی ہیں اور یہ کام تو پہلے سی جان بھی کر چکا ہے"...... تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ میں تو اب تک یہ سمجھ رہا تھا کہ سی جان نے کوئی چکر دے کر میرے ہی آدمیوں سے رسیاں کھلوا لی ہوں گی"...... رائسن نے کہا۔

"تمہارے آدمی اتنے ہی بھولے تھے نا کہ میرے کہنے پر میری رسیاں کھول دیتے"...... وان ہڈ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"شینا جس لڑکی کو اغوا کر کے لائی ہے وہ لڑکی کہاں ہے"۔ تنویر نے رائسن سے پوچھا۔

"تم لوگ جانتے ہو کہ ہم گریٹ لینڈ کی سیکرٹ ایجنسی بلیک کوبرا کے آدمی ہیں۔ جبکہ مس شینا سوئس سیکرٹ ایجنسی بلیک سکائی کی ایجنٹ ہے۔ مس شینا ایک لڑکی کو تابوت میں لے کر یہاں ضرور آئی تھی لیکن بلیک سکائی کا چیف جان براؤن بھی یہاں آیا ہوا تھا۔ اس نے شینا کو رسیو کیا اور پھر وہ دونوں یہاں سے چلے گئے اور ہاں یہ بھی بتا دوں کہ تمہارے ساتھی سی جان کی جس آدمی سے

فائٹ ہو رہی تھی وہی جان براؤن تھا''...... رائسن نے کہا۔

''اس لڑکی کو لے کر یہ شینا اور جان براؤن کہاں گئے ہیں''۔ تنویر نے رائسن سے پوچھا۔

''ہم کنگ کوبرا کے عام ایجنٹ ہیں۔ جبکہ جان براؤن صاحب بلیک سکائی کے چیف ہیں۔ ہم میں اتنی جرات کہاں ہے کہ ہم ان سے کوئی سوال پوچھ سکیں۔ البتہ ہمارا چیف ان سے ایسا سوال پوچھ سکتا ہے''...... رائسن نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم ہمارے لئے بیکار آدمی ہو۔ تمہیں زندہ رکھ کر ہم نے اپنا وقت ضائع کیا ہے''...... تنویر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے مشین کا رخ رائسن کی طرف کر دیا۔ تنویر کے چہرے پر موجود تاثرات کو دیکھ کر رائسن سمجھ گیا کہ اب اس کا آخری وقت آ گیا ہے۔

''یقین کرو۔ میں واقعی نہیں جانتا۔ چیف جانتا ہو گا''...... رائسن نے بیچارگی کے انداز میں کہا۔

''اچھا۔ اتنا تو بتا سکتے ہو کہ جان براؤن اور شینا اسے لے کر لاڈان گئے ہیں یا کسی اور شہر''...... تنویر نے پوچھا۔

''وہ لاڈان ہی گئے ہیں۔ ہمارے چیف کے پاس''...... رائسن نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تمہیں پتہ ہے کہ کنگ کوبرا اور بلیک سکائی نے مل کر اس لڑکی کو کیوں اغوا کیا ہے''...... تنویر نے پوچھا۔

''نہیں۔ یہ بات بھی چیف براؤن، چیف انتھونی اور مس شینا ہی جانتی ہوں گی''...... رائسن نے کہا۔

''ایڈیٹ۔ ہر بات پر نہیں کہہ رہے ہو۔ جب تم کچھ جانتے ہی نہیں ہو تو پھر زندہ کیوں ہو''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ بیک وقت درجنوں گولیاں رائسن کے سینے میں لگیں۔ اسے ایک زبردست جھٹکا لگا اور وہ کرسی سمیت الٹ گیا۔

''اب ہمیں بھی لاڈان ہی جانا ہو گا''...... تنویر نے صفدر اور وان ہٹ سے کہا تو ان دونوں نے ہی اثبات میں سر ہلائے اور پھر وہ اس کمرے سے باہر نکل آئے۔

درختوں کی کثیر تعداد کے درمیان میں ایک چھوٹی سی عمارت تھی اور اس عمارت کے ایک کمرے میں جان براؤن اور شینا بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ایک بنچ پر جولیا بندھی ہوئی تھی۔ اسے زنجیروں سے باندھا گیا تھا اور اس وقت وہ بے ہوش بھی تھی۔

''چیف۔ یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ جولیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ایجنٹ ہے''...... لیڈی شینا نے جان براؤن سے کہا۔

''ہاں اور اب میں ایک بہت ہی اہم بات سوچ رہا ہوں''۔ جان براؤن نے کہا۔

''آپ ایسی کیا بات سوچ رہے ہیں چیف۔ کہ پریشان بھی لگ رہے ہیں''...... لیڈی شینا نے حیران ہو کر کہا۔

''تم جانتی ہو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہیبت اور دہشت پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے''...... جان براؤن نے کہا۔

''یس چیف اور یہ بس اتفاق ہے کہ جولیا میرے ہاتھ لگ گئی۔ اگر یہ میری کلاس فیلو نہ ہوتی تو شاید اتنی آسانی سے میرے قابو میں نہ آتی''...... لیڈی شینا نے کہا۔

''شینا۔ دنیا بھر کی سیکرٹ ایجنسیوں کے ایجنٹ تقریباً سیکرٹ ہی رہتے ہیں۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ایجنٹ ہی مکمل طور پر خفیہ رہتے ہیں۔ صرف ایک ایجنٹ جس کا نام علی عمران ہے اسے دنیا جانتی ہے لیکن یہ علی عمران باقاعدہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا حصہ نہیں ہے۔ بلکہ آزاد آدمی ہے۔ یہ جب بھی کسی مشن پر جاتا ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی ٹیم اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ لیکن آج تک کسی بھی ممبر کا نام سامنے نہیں آیا۔ یہ لوگ نجانے کس انداز میں کام کرتے ہیں''...... جان براؤن نے کہا۔

''یہی سنا ہے کہ کام ٹیم کے تمام ممبران کرتے ہیں لیکن کریڈٹ صرف عمران کو ملتا ہے''...... لیڈی شینا نے کہا۔

''وجہ یہی ہے نا کہ عمران اوپن رہتا ہے اور ٹیم کے باقی ممبران خفیہ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو بھی خفیہ رہتا ہے اور سننے میں آیا ہے کہ اس کے اپنے ماتحت یہاں تک کہ پاکیشیا کا صدر اور پرائم منسٹر بھی اس کی شخصیت کے بارے میں نہیں جانتے''...... جان براؤن نے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ میرے خیال میں ایسا نہیں ہو گا۔ کم از کم اس کے ماتحت تو اس کے بارے میں جانتے ہوں گے اور خاص طور پر یہ

جولیا تو ضرور جانتی ہو''...... لیڈی شینا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''خاص طور پر جولیا کیوں''...... جان براؤن نے لیڈی شینا کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''چیف۔ آپ نے جولیا کو دیکھا نہیں ہے۔ اسے دیکھ کر کون سا ایسا مرد ہے جس کے دل میں اس کا قرب حاصل کرنے کی خواہش پیدا نہ ہوتی ہو گی اور پھر ماتحت چیف کو انکار بھی تو نہیں کر سکتا۔ ان لمحات میں کیا وہ چیف ایکسٹو جولیا سے خفیہ رہ سکتا ہو گا''۔ لیڈی شینا نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہاری بات سو فیصد درست ہے جولیا کھلے ہوئے تازہ گلاب کی مانند ہے۔ لیکن میں نے اب تک اس کی طرف اس نظر سے نہیں دیکھا''...... جان براؤن نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ آپ نے عہد کیا ہوا ہے کہ جب تک میں آپ کے ساتھ رہوں گی آپ کسی بھی عورت کو اپنی زندگی میں شامل نہیں کریں گے''...... لیڈی شینا نے کہا۔

''ہاں شینا۔ یہ عہد اس طرح ہے کہ ایک انسان کے سامنے اس کی فیورٹ ڈش رکھی ہوئی ہو اور وہ بھوک ہونے کے باوجود اسے کھا نہ سکتا ہو''...... جان براؤن نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ میں نے کبھی آپ کو بھوکا رہنے دیا ہے''...... لیڈی شینا نے شکایت بھرے انداز میں کہا۔

''اسی لئے جب سے تم میری زندگی میں آئی ہو کوئی اور عورت

میری زندگی میں نہیں آئی''...... جان براؤن نے کہا۔

''چیف۔ آپ کچھ سوچ رہے تھے''...... لیڈی شینا نے گفتگو کو واپس پہلے موضوع کی طرف لانے کے لئے کہا۔

''جولیا کا ذہن لاکڈ ہے۔ اگر ہم یہ لاک توڑ کر پاکیشیا سیکرٹ کے ممبران اور چیف کے متعلق اس سے معلومات حاصل کر لیں تو ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کا موجودہ سیٹ اپ ختم کر سکتے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اور موجودہ چیف کا خاتمہ ہو گیا تو پھر پاکیشیا کبھی بھی ایسی ٹیم نہیں بنا سکے گا''...... جان براؤن نے کہا۔

''آپ بالکل درست سوچ رہے ہیں چیف۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہمارے ہاتھوں ہو گیا تو پوری دنیا کی سیکرٹ ایجنسیوں پر ہماری دھاک بیٹھ جائے گی''...... لیڈی شینا نے کہا۔

''ہاں۔ جولیا سے حاصل ہونے والی معلومات ہم نے انتھونی سے شیئر نہیں کرنی۔ پاکیشیا سروس کے خاتمے کا کریڈٹ صرف اور صرف ہمیں ہی ملنا چاہئے''...... جان براؤن نے کہا۔

''یس چیف۔ ایسا ہی ہونا چاہئے۔ لیکن ہم انتھونی صاحب کو کیا جواب دیں گے''...... شینا نے جان براؤن سے کہا۔

''جولیا سے معلومات حاصل کرنے کے بعد ہم جولیا کا خاتمہ کر دیں گے اور انتھونی سے کہہ دیں گے کہ جولیا تشدد برداشت نہیں کر سکی۔ تشدد کے دوران ہی بغیر کچھ بتائے ہلاک ہو گئی''...... جان

براؤن نے کہا۔

"اوکے چیف۔ ہمیں بالکل ایسا ہی کرنا چاہئے۔ ویسے چیف یہ کیس تو بہت عجیب ہو گیا ہے"...... شینا نے کہا۔

"وہ کیسے"...... جان براؤن نے حیران ہو کر پوچھا۔

"چیف۔ مشن تو یہ دو سر پھرے سائنس دانوں کا تھا۔ جو یہ چاہتے ہیں کہ گریٹ لینڈ اور سوئٹزر لینڈ کے وہ لوگ جو اپنا مذہب چھوڑ کر غیر مذہب اپنا لیتے ہیں انہیں واپس اپنے مذہب پر لایا جائے۔ اس سلسلے میں میرے ذہن میں جولیا کا نام آ گیا اور اب حالات بدل چکے ہیں۔ جولیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ممبر نکل آئی ہے اور اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا پلان بنایا جا رہا ہے۔ یعنی مشن کہاں سے شروع ہو کر کہاں پہنچ گیا ہے"...... لیڈی شینا نے کہا۔

"دنیا میں کبھی کبھی ایسے اتفاقات ہو ہی جاتے ہیں"...... جان براؤن نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر دونوں ہی یکدم چونک پڑے کیونکہ ٹیبل پر رکھے ہوئے سیلائٹ موبائل فون کی گھنٹی بج اٹھی تھی۔ وہ کافی دیر سے باتوں میں مصروف تھے اس لئے اچانک گھنٹی بجنے پر دونوں ہی چونک پڑے تھے۔ جان براؤن نے سیٹ اٹھا کر سکرین پر نظر دوڑائی تو انتھونی کا نام فلیش ہو رہا تھا۔

"جان براؤن سپیکنگ"...... جان براؤن نے کال رسیو کا بٹن پریس کرنے کے بعد سیٹ کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"انتھونی۔ چیف آف کنگ کوبرا سپیکنگ"...... دوسری طرف سے انتھونی کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس انتھونی صاحب"...... جان براؤن نے کہا۔

"جان براؤن صاحب۔ جزیرے کے حالات کیسے ہیں"۔ دوسری طرف سے انتھونی نے پوچھا۔

"یہاں کے حالات تو بالکل ہی نارمل ہیں انتھونی صاحب۔ کیا آپ کے ہاں حالات ٹھیک نہیں ہیں"...... جان براؤن نے کہا۔

"ہاں۔ یہاں حالات کچھ خراب ہو گئے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے یہاں دو گروپ کام کر رہے ہیں۔ ایک گروپ نے برنٹن میں موجود ہمارے ایریا آفس کے تمام عملے کا خاتمہ کر دیا ہے اور اب خطرہ یہ ہے کہ وہ لوگ کہیں آپ کے پاس نہ پہنچ جائیں"۔ دوسری طرف سے انتھونی کی آواز سنائی دی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے انتھونی صاحب۔ ہم اس وقت جس جزیرے پر ہیں اس کے بارے میں ہم دو جانتے ہیں اور تیسرے آپ۔ پھر پاکیشیائی ایجنٹوں کو کون بتائے گا کہ ہم کہاں ہیں"۔ جان براؤن نے حیران ہو کر کہا۔

"جان براؤن صاحب۔ یہ لوگ ناممکن باتوں کو ممکن بنا لیتے ہیں۔ اس لئے ہمیں مزید اقدامات کرنے ہوں گے۔ تاکہ اگر یہ لوگ جزیرے پر پہنچیں تو ان کا خاتمہ کیا جا سکے"...... انتھونی نے کہا۔

''یہ بات آپ کی صحیح ہے انتھونی صاحب۔ تو پھر آپ کیا اقدامات کر رہے ہیں''...... جان براؤن نے کہا۔

''جزیرے میں داخل ہونے والے تمام راستوں پر میں اپنے آدمی پھیلا رہا ہوں۔ کچھ اوپن رہیں گے اور کچھ چھپے رہیں گے۔ اگر کوئی بھی اجنبی جزیرے میں داخل ہو گا تو یہ لوگ بغیر وارننگ دیئے اسے ہلاک کر دیں گے''...... انتھونی نے کہا۔

''چھپے ہوئے افراد یہ کام نہایت آسانی سے کر لیں گے''۔ جان براؤن نے مطمئن لہجے میں کہا۔

''آپ نے بھی مکمل طور پر ہوشیار رہنا ہے اور اپنے آدمیوں سے بھی کہنا ہے کہ وہ مکمل طور پر ہوشیار رہیں اور اگر کوئی شخص عمارت کی طرف آتا ہوا دکھائی دے تو وہ اسے فوراً ہلاک کر دیں۔ آپ اپنے چند آدمیوں کو عمارت سے باہر درختوں پر بٹھا دیں۔ جن کے پاس ایسی دور بینیں ہوں جو اندھیرے میں بھی دیکھ سکیں''۔ انتھونی نے جان براؤن کو بھی ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''ہمارے پاس ایسی دور بینیں نہیں ہیں۔ آپ یہ دور بینیں بھجوا دیں''...... جان براؤن نے کہا۔

''او کے۔ یہ دور بینیں آج ہی آپ کے پاس پہنچ جائیں گی''۔ انتھونی کی آواز سنائی دی۔

''آپ بتا رہے تھے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دو گروپ کام کر رہے ہیں۔ دوسرا گروپ کہاں ہے''...... جان براؤن نے کہا۔

''دوسرا گروپ میرے آدمیوں کی قید میں ہے۔ اس گروپ میں دو افراد ہیں اور امید ہے کہ میرے آدمیوں نے ان دو افراد کا خاتمہ کر دیا ہو گا۔ ویسے میرے آدمی اس دوسرے گروپ کو بھی تلاش کر رہے ہیں جس نے برنٹن میں تباہی مچائی ہے اور یقیناً وہ گروپ بھی پکڑا جائے گا۔ آپ کی طرف صرف احتیاطاً سیکورٹی بڑھائی جا رہی ہے''...... انتھونی کی آواز سنائی دی۔

''او کے۔ انتھونی صاحب۔ ہم ہر وقت چوکنا رہیں گے''۔ جان براؤن نے کہا۔

''جولیا کی کیا پوزیشن ہے''...... انتھونی کی مطمئن آواز سنائی دی۔

''جولیا کا ذہن صرف بلینک ہی نہیں بلکہ لاکڈ بھی ہے اور جولیا کی دماغی طاقت بھی بہت زیادہ ہے جس کی وجہ سے مشین فوری طور پر اس کا ذہنی لاک نہیں کھول سکتی۔ جولیا کو دو دن بھوکا رکھنا پڑے گا اور دماغی طاقت کم کرنے کے انجکشن لگانے پڑیں گے۔ تیسرے دن جولیا کی دماغی طاقت کافی حد تک کم ہو جائے گی پھر اس پر ذہنی مشین استعمال ہو گی''...... جان براؤن نے کہا۔

''ویسے جان براؤن صاحب۔ ہم نے جولیا کو اغوا کر کے بلا وجہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اپنے خلاف حرکت میں آنے کا موقع دیا ہے''...... دوسری طرف سے انتھونی کی آواز سنائی دی تو جان براؤن چونک پڑا۔

"اوہ۔ انتھونی صاحب۔ اگر آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہو گئے ہیں تو ہم جولیا کو لے کر سوئٹزر لینڈ چلے جاتے ہیں"۔ جان براؤن نے طنزیہ اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"انتھونی۔ کبھی کسی سے خوفزدہ نہیں ہوا۔ مسٹر جان براؤن۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے سامنے کوئی مشن بھی نہیں ہے اور ہم اس طرح سے متحرک ہیں جیسے ہمارے سامنے کوئی بہت بڑا مشن ہو"۔ انتھونی نے کہا۔

"او کے انتھونی صاحب۔ آپ بلاوجہ اتنے بڑے انتظامات مت کریں۔ ہم جولیا کو لے کر سوئٹزر لینڈ جا رہے ہیں۔ جب ہم سوئٹزر لینڈ پہنچ جائیں گے تو پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم بھی سوئٹزر لینڈ چلی جائے گی"...... جان براؤن نے کہا۔

"میرا مقصد آپ کو ناراض کرنا نہیں تھا اور نہ ہی میں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہوں۔ ہم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایک گروپ کا خاتمہ تو کر دیا ہے۔ دوسرے کا بھی کر دیں گے اور اگر کوئی گروپ اور آ گیا تو اس کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ میں نے یہ بات اس لئے کہی تھی کہ ہمارے سامنے کوئی بڑا مقصد نہیں تھا۔ لیکن آپ مطمئن ہو کر جولیا پر کام کریں۔ اب میں سب سنبھال لوں گا"...... انتھونی نے کہا۔

"کیا اب آپ کے سامنے کوئی مقصد آ گیا ہے"...... جان براؤن نے اب بھی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ اب میرا مقصد آپ پر ثابت کرنا ہے کہ انتھونی انتہائی خطرناک اور نڈر ایجنٹ ہے اور کنگ کوبرا دنیا کی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنسی ہے"...... دوسری طرف سے انتھونی کی آواز سنائی دی۔

"ہمیں پہلے بھی آپ پر بھروسہ تھا اور اب بھی ہے۔ ہم پہلے بھی یہ بات جانتے تھے کہ کنگ کوبرا انتہائی فعال اور تیز ترین سیکرٹ ایجنسی ہے اور اب بھی کنگ کوبرا کے معترف ہیں اور ہم دونوں مل کر اپنا یہ مقصد ضرور حاصل کریں گے کہ اپنے کسی شہری کو غیر مذہب میں نہیں رہنے دیں گے۔ یہ مقصد بہت ہی عظیم مقصد ہے"...... جان براؤن نے مسکراتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

"واقعی۔ یہ مقصد بہت بڑا ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے اب جان بھی قربان کرنا پڑی تو میں اپنی جان قربان کر دوں گا"...... دوسری طرف سے انتھونی کی پرعزم آواز سنائی دی۔

"او کے۔ وش یو گڈ لک"...... جان براؤن نے کہا اور پھر دوسری طرف سے الوداعی کلمات سننے کے بعد اس نے کال منقطع کر دی۔

"کیا ہو گیا تھا انتھونی صاحب کو۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اتنے خوفزدہ ہو گئے تھے"...... شینا نے حیرانی سے کہا۔

"بس یہ یکدم ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہو گیا تھا اور پھر اب شرمندگی کی وجہ سے کہہ رہا تھا کہ یہ اپنی جان بھی قربان کر

دے گا''...... جان براؤن نے سر کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ بہتر تو یہی تھا کہ ہم واپس چلے چلتے''...... شینا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جولیا سے معلومات حاصل کرنے اور اس کا خاتمہ کرنے کے بعد ہم واپس چلے چلیں گے''...... جان براؤن نے کہا۔ جان براؤن کی بات سن کر شینا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بھوک اور انجکشن کی وجہ سے ایک دو دن میں ہی جولیا کی دماغی طاقت اور قوت مدافعت کم ہو جاتی تھی۔ پھر جولیا کے دماغ نے مشین کے شاک برداشت نہیں کر سکنے تھے اور ان کے ہر سوال کا جواب دے دینا تھا۔

عمران کا ذہن بیدار ہوا تو اس نے آنکھیں بھی کھول دیں۔ وہ ایک کرسی سے جکڑا ہوا تھا۔ اس کے دائیں جانب خاور بھی اسی کی طرح کرسی سے رسی کی مدد سے بندھا ہوا تھا۔ خاور ابھی تک بے ہوش تھا۔ عمران جانتا تھا کہ وہ گیس سے بے ہوش ہوئے تھے اس لئے جب تک انٹی گیس انجکشن نہیں لگے گا۔ خاور ہوش میں نہیں آ سکے گا جبکہ وہ اپنی مخصوص ذہنی ورزشوں کی وجہ سے خودبخود ہوش میں آ گیا تھا۔

خاور کو دیکھنے کے بعد اس نے کمرے کا جائزہ لیا۔ یہ بڑے سائز کا کمرہ تھا۔ وہ کمرے کے وسط میں تھے۔ ان کی کرسیوں کے سامنے ایک اور کرسی رکھی ہوئی تھی۔ عمران ابھی کمرے کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا تو عمران نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور کن انکھیوں سے اس نے دیکھا کہ کمرے میں چار

آدمی داخل ہوئے تھے۔ دو کے ہاتھ میں مشین گنیں تھیں اور دو خالی تھے۔ جو دو خالی ہاتھ تھے ان میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ دونوں مسلح آدمی اس کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے۔

"ولٹر۔ الماری سے انٹی گیس انجکشن نکال کر انہیں لگا دو"۔ کرسی پر بیٹھنے والے آدمی نے سخت لہجے میں کہا تو دوسرا خالی ہاتھ آدمی کمرے میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ وہ واپس پلٹا تو اس کے ہاتھ میں انجکشن اور سرنج تھا۔ اس نے انجکشن تیار کیا پہلے خاور کو لگایا۔ پھر عمران کی طرف بڑھا تو عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ عمران کو آنکھیں کھولتے دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"سر۔ یہ تو انجکشن کے بغیر ہی ہوش میں آ گیا ہے"...... ولٹر نے کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی سے کہا۔

"انجکشن کے بغیر یہ کیسے ہوش میں آ سکتا ہے"...... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھ لیں سر۔ آپ کے سامنے کی بات ہے"...... ولٹر نے عمران کے سامنے سے ہٹتے ہوئے کہا۔

"یہ تو بہت ہی خطرناک بات ہے۔ اس کی رسیاں چیک کرو"۔ سر نے تشویش بھرے لہجے میں ولٹر سے کہا۔ اپنے سر کا حکم سن کر ولٹر عمران کی کرسی کی پشت پر آ گیا۔ عمران اس دوران اپنے ناخنوں میں لگے ہوئے مخصوص کیمیکل کی مدد سے رسی کاٹ سکتا تھا۔ لیکن اس نے فی الحال رسی نہیں کاٹی تھی۔ وہ خاور کے ہوش میں

آنے کا انتظار کر رہا تھا۔

"سر۔ رسی تو ٹھیک بندھی ہوئی ہے"...... ولٹر نے اچھی طرح چیک کرنے کے بعد کہا۔

"اسی سے پوچھ لیتے ہیں کہ یہ انٹی گیس انجکشن لگے بغیر کیسے ہوش میں آ گیا"...... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے ولٹر سے کہا۔

"ہاں بھئی۔ بتاؤ تم کیسے ہوش میں آ گئے"...... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے عمران سے پوچھا۔

"پہلے تو اپنا نام بتاؤ۔ اس کے بعد گپ شپ کریں گے"۔ عمران نے اس سے کہا۔ اسی دوران عمران کی نظر خاور پر پڑی جو ہوش میں آ چکا تھا۔ اب رسی کاٹنے کا وقت آ گیا تھا۔

"میرا نام شیراڈ ہے اور میں باس انتھونی کا اسسٹنٹ ہوں"۔ کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔

"ایٹی کیٹس کے مطابق گفتگو کے آغاز سے قبل تمہیں اپنا تعارف کرانا چاہئے تھا۔ اب پوچھو تم نے کیا پوچھنا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو شیراڈ اسے گھور کر دیکھنے لگا۔ وہ چند لمحوں تک عمران کو گھورتا ہی رہا۔

"میرے اندازے کے مطابق تم علی عمران ہو۔ کیونکہ میں نے یہی سنا ہوا ہے کہ علی عمران فضول باتیں کرتا ہے"...... شیراڈ نے کہا۔

"علی عمران۔ یہ تو کسی ایشیائی کا نام لگ رہا ہے جبکہ میں تو

گریٹ لینڈ کا شہری ہوں''...... عمران فخریہ لہجے میں کہا۔

''میں تمہاری یہ خوش فہمی ابھی دور کر دوں گا۔ میرے پاس جدید ترین میک اپ واشر موجود ہے۔ تم پہلے یہ بتاؤ کہ تم خود بخود کیسے ہوش میں آ گئے ہو''...... شیراڈ نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ مجھ پر گیس کا اثر بہت کم ہوا ہو گا اور کوئی وجہ تو مجھے بھی سمجھ نہیں آ رہی''...... عمران نے کہا۔

''او کے ولٹر۔ تم الماری سے میک اپ واشر نکال لاؤ''...... شیراڈ نے پہلے عمران اور پھر ولٹر سے کہا۔ ولٹر اس کا حکم سن کر خاموشی سے الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری سے ایک جدید قسم کا میک اپ واشر نکالا اور عمران کے قریب آ گیا۔

''ہاں۔ پہلے اسی باتونی کا میک اپ صاف کرو''...... شیراڈ نے ولٹر سے کہا تو اس نے میک اپ واشر عمران کے منہ سے لگانا چاہا۔ جیسے ہی وہ عمران کے قریب پہنچا وہ اڑتا ہوا شیراڈ کے دائیں طرف کھڑے ہوئے مسلح آدمی سے جا ٹکرایا اور پھر وہ دونوں شیراڈ سمیت زمین پر آ گرے۔ شیراڈ کرسی سمیت فرش پر گرا تھا اور ان دونوں کے نیچے دب گیا تھا۔

ولٹر کو اٹھتے دیکھ کر خاور نے بھی اپنی جگہ سے چھلانگ لگا دی تھی اور وہ دوسرے مسلح آدمی پر جا گرا تھا۔ پلک جھپکنے سے قبل خاور نے اس آدمی کی مشین گن پر ہاتھ ڈالا تھا اور پھر کمرے فائرنگ کی تیز آواز سے گونج اٹھا۔ ولٹر اور باقی دونوں آدمی فرش پر

گرے تڑپتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے جبکہ شیراڈ تو ساکت ہو کر رہ گیا تھا۔ یہ ساری کارروائی ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں مکمل ہو گئی تھی۔ شیراڈ کے تو خواب و خیال میں بھی نہیں تھا کہ رسیوں سے بندھے ہوئے افراد پلک جھپکنے سے قبل ہی ساری سچویشن کو اس طرح بدل سکتے ہیں۔ وہ ابھی ذہنی شاک سے نکلا بھی نہیں تھا کہ عمران نے اسے گردن سے پکڑ کر اٹھایا اور کرسی پر پھینک دیا۔ کرسی پر گرتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران کے زوردار تھپڑ نے اس کا سر چکرا دیا تھا۔ جبکہ خاور نے آگے بڑھ کر رسی اٹھائی اور اس نے شیراڈ کو باندھ دیا۔ گو کہ اس نے مزاحمت تو کی لیکن عمران کے دو تین تھپڑوں نے ہی اس کی مزاحمت کا دم توڑ دیا اور خاور نے اسے اچھی طرح باندھ دیا۔ باندھنے کے بعد وہ شیراڈ کی پشت پر کھڑا ہو گیا۔

''تم میرے سوالوں کے جواب انسانوں کے طریقے سے دو گے یا بھوتوں کے طریقے سے''...... عمران نے شیراڈ سے پوچھا۔

''بھوتوں کے طریقے سے۔ وہ کون سا طریقہ ہوتا ہے''۔ شیراڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم نے سنا ہوا ہے کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ اگر تم باتوں سے مان جاؤ تو ٹھیک ورنہ ہمیں لاتوں کا استعمال بھی آتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم کیا پوچھنا چاہتے ہو''...... شیراڈ نے کہا۔

''صرف ایک سوال کا جواب دے دو تو تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''پوچھو۔ اگر جواب دینا مناسب ہوا تو ضرور دونگا۔ ورنہ تم سے جو ہو سکے کر لینا''...... شیراڈ نے کہا۔

''جولیا اس وقت کہاں ہے''...... عمران نے شیراڈ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اسے جان براؤن اور مس شینا لے کر چلے گئے ہیں۔ اسے اغوا بھی مس شینا کر کے لائی تھیں''...... شیراڈ نے کہا۔

''کہاں لے گئے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ تو مجھے معلوم نہیں۔ شاید اپنے ملک میں لے گئے ہوں''۔ شیراڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اگر جولیا کو اغوا کر کے انہوں نے اپنے ملک لے جانا تھا تو وہ اسے یہاں کیوں لائی تھی''...... عمران نے کہا۔

''اس لئے کہ جولیا کے اغوا کا منصوبہ یہیں بنا تھا جان براؤن یہیں رہ گئے تھے اور مس شینا پاکیشیا چلی گئی تھیں۔ پھر وہ جولیا کو اغوا کر کے یہاں آئیں اور یہاں سے جان براؤن کے ساتھ چلی گئیں''...... شیراڈ نے کہا۔

''جولیا کو کس مقصد کے لئے اغوا کیا گیا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ گریٹ لینڈ اور سوئٹزر لینڈ کے دو سائنس دانوں کی کارستانی

ہے۔ انہوں نے مل کر کوئی ایسی مشین بنائی ہے جو انسان کی میموری کو واش کر دیتی ہے۔ اس مشین سے انہوں نے یہ کام لینا ہے کہ گریٹ لینڈ اور سوئٹزر لینڈ کا جو شہری بھی اپنے مذہب کو چھوڑ کر غیر مذہب اپنائے گا وہ اسے اغوا کر کے اس پر مشین استعمال کریں گے۔ جس کی وجہ سے اس انسان کی مذہبی تبدیلی والی میموری واش ہو جائے گی اور وہ اپنی پہلی یادداشت کے مطابق زندگی گزارے گا اور مذہب تبدیل کو وہ اپنا خواب سمجھے گا۔ اس کے بعد اس کے خیالات اور نظریات کبھی تبدیل نہیں ہوں گے''...... شیراڈ نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

''یہ تو انسانی حقوق کی شدید ترین خلاف ورزی ہے۔ ہم یو این میں دونوں سائنس دانوں اور دونوں حکومتوں کے خلاف تحریک بھی پیش کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''تم یو این میں تحریک بھی پیش کرنا اور ثبوت بھی دینا''۔ شیراڈ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ثبوت پیش کرنا بھی ہمارا ہی کام ہے۔ خیر یہ تو بعد کی باتیں ہیں۔ تم یہ بتاؤ کہ جولیا کو تم لوگوں نے کیوں اغوا کیا ہے۔ جولیا تو اب پاکیشیائی شہری ہے''...... عمران نے کہا۔

''جولیا کے متعلق مس شینا نے بتایا تو سوئس سائنس دان سر کراؤن نے اسے فوری طور پر سزا دینے کا فیصلہ کیا اور اب تک جولیا کو سزا مل بھی چکی ہو گی''...... شیراڈ نے طنزیہ انداز میں

مسکراتے ہوئے کہا۔

''جولیا۔ اب تک خیریت سے ہے اور اب تم اس کا پتہ بتا رہے ہو''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یہ تمہاری خوش فہمی ہے۔ بہرحال میں جولیا کے بارے میں کچھ نہیں جانتا''..... شیراڈ نے حتمی لہجے میں کہا۔

''تمہارا باس انتھونی کہاں ملے گا''...... عمران نے شیراڈ سے انتھونی کے بارے میں پوچھا۔

''باس کا کوئی ایک ٹھکانہ نہیں ہے۔ وہ ایک دن میں پانچ ٹھکانے بدلتا ہے''...... شیراڈ نے کہا۔

''اوکے۔ پھر تم بھی ٹھکانہ بدل لو۔ اس دنیا سے اگلی دنیا میں پہنچو''...... عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فرش پر گری ہوئی مشین گن اٹھائی اور مشین گن کا رخ شیراڈ کی طرف کر دیا۔

''ٹھہرو۔ میں بتاتا ہوں۔ تمہارے تاثرات بتا رہے ہیں کہ تم سچ مچ میرا خاتمہ کر دو گے''...... شیراڈ نے گھبرائے ہوئے کہا۔

''پہلے وعدہ کرو کہ اگر میں نے تمہیں سچ سچ بتا دیا تو تم مجھے جان سے نہیں مارو گے''...... شیراڈ نے کہا۔

''اچھا۔ ٹھیک ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم نے سچ سچ بتا دیا تو میں تمہیں جان سے نہیں ماروں گا''...... عمران نے کہا۔

''صرف میں نہیں ہم کہو۔ یعنی تم دونوں''...... شیراڈ نے کہا تو

عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''اوکے۔ اگر تم نے ہمیں اپنے باس کا ٹھکانہ بتا دیا تو ہم تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے۔ یہ میرا وعدہ رہا''...... عمران نے کہا۔

''باس کا انتہائی خفیہ ٹھکانہ بلیو لائن کی کوٹھی نمبر پچیس ہے''۔ شیراڈ نے کہا۔

''تم یہ بات کنفرم کرا سکتے ہو''...... عمران نے شیراڈ سے کہا تو اس نے انکار کی صورت میں سر ہلا دیا۔

''نہیں۔ میں تصدیق نہیں کرا سکتا۔ اگر تم بغیر تصدیق کے مانتے ہو تو ٹھیک ہے۔ نہیں مانتے تو تمہاری مرضی''...... شیراڈ نے ایسے لہجے میں کہا تو عمران کو یقین کرنا پڑا کہ وہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔

''خاور۔ اسے ہاف آف کر دو''...... عمران نے خاور سے کہا تو خاور نے عمران کی طرف دیکھا۔

''کیا بات ہے۔ کیا تم اسے ہاف آف نہیں کرنا چاہتے''۔ عمران نے پوچھا۔

''عمران صاحب۔ یہ انتھونی کو بتا دے گا کہ ہم نے اس کا خفیہ ایڈریس معلوم کر لیا ہے اور پھر انتھونی اپنا یہ خفیہ ٹھکانہ چھوڑ دے گا اور ہمیں اسے تلاش کرنے میں وقت لگ جائے گا''...... خاور نے کہا۔

''اگر شیراڈ نے انتھونی کو بتایا کہ اس نے ہمیں انتھونی کا خفیہ ایڈریس بتا دیا ہے تو وہ ایک لمحے کی تاخیر کئے بغیر اسے گولی مار

دے گا۔ لہٰذا تم اس بات کی فکر نہ کرو“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو خاور نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ شیراڈ کی طرف بڑھا۔ اس نے شیراڈ کی کنپٹی پر ایک مکا رسید کیا تو اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔ اس کے بے ہوش ہونے کے بعد عمران الماری کی طرف بڑھا اس نے الماری کھول کر اس کا جائزہ لیا تو الماری میں اسلحہ اور دیگر سامان رکھا ہوا تھا۔ عمران نے دو مشین پسٹل اٹھا کر ان کے میگزین چیک کئے۔ پھر اس نے ایک مشین پسٹل خاور کی طرف بڑھایا اور دوسرا اپنی جیب میں رکھ لیا۔ اس کے بعد اس نے الماری کی مزید تلاشی لی تو اسے گیس پسٹل بھی نظر آ گیا۔ اس نے ایک گیس پسٹل بھی اٹھا لیا۔ پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔

”مزید مار دھاڑ کرنے سے بہتر ہے کہ ہم گیس پسٹل استعمال کریں“...... دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے عمران نے خاور سے کہا اور پھر اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ باہر برآمدہ تھا۔ برآمدے کے بعد صحن تھا۔ صحن میں دو کاریں اور ایک وین کھڑی ہوئی تھی۔ گیٹ پر تو چند افراد نظر آ رہے تھے۔ لیکن صحن اور برآمدے میں کوئی نہیں تھا۔ دوسرے کمروں میں جھانک کر وہ دیکھ نہیں سکتا تھا۔

”خاور۔ سانس بند کر لو“...... عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا تو خاور نے اپنا سانس روک لیا۔ عمران نے گیس پسٹل کا رخ باہر

کر کے گیس پسٹل کا ٹریگر تین چار بار دبا دیا اور کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ تقریباً دو منٹ بعد اس نے آہستہ سے سانس لیا۔ اب گیس کے اثرات ختم ہو چکے تھے۔ عمران کے سانس لینے کے بعد خاور نے بھی آہستہ سے سانس لیا اس کے بعد وہ دونوں اس کمرے سے باہر نکل آئے۔ عمران نے جو گیس فائر کی تھی۔ یہ گیس پلک جھپکنے میں ہی تمام جانداروں کو بے ہوش کر دیتی تھی اس لئے عمران اور خاور کو یقین تھا کہ اس بلڈنگ میں جتنے بھی افراد موجود ہوں گے وہ سب بے ہوش ہو چکے ہوں گے۔ لیکن اس کے باوجود دونوں ہی چوکنا تھے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں مشین پسٹل تھے۔ وہ نہایت ہی احتیاط کے ساتھ گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ گیٹ پر جتنے بھی افراد تھے وہ سب بے ہوش پڑے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ عمران نے گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھولی اور وہ اس کھڑکی سے باہر نکل آئے۔

صفدر اور تنویر اس وقت لاڈان میں وان ہڈ کے فلیٹ پر موجود تھے۔ ان تینوں نے میک اپ کر لئے تھے۔

''ہمیں جلد سے جلد انتھونی تک پہنچنا ہو گا۔ وہی ہمیں جولیا کے متعلق بتا سکتا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''وان ہڈ۔ آپ انتھونی کے ٹھکانوں سے واقف ہیں'' صفدر نے وان ہڈ سے پوچھا۔

''صفدر صاحب۔ انتھونی اپنی رہائش گاہ اور اپنا آفس بدلتا رہتا ہے۔ اس لئے یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا''...... وان ہڈ نے کہا تو صفدر سوچ میں گم ہو گیا۔

''جلد از جلد انتھونی تک پہنچنا بہت ضروری ہے''...... تنویر نے بے چین لہجے میں کہا۔

''وان ہڈ۔ سوچو کوئی ایسی ٹپ جو ہمیں انتھونی تک پہنچا دے''۔

صفدر نے کہا تو وان ہڈ یکدم چونک پڑا۔

''ہاں۔ کیٹ نیلسی۔ یہ ہمیں انتھونی تک پہنچا سکتی ہے''...... وان ہڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

''کون ہے یہ کیٹ نیلسی''...... تنویر نے وان ہڈ سے پوچھا۔

''کیٹ نیلسی، انتھونی کی خاص دوست ہے اور کئی سالوں سے ہے۔ انتھونی اس کے بغیر نہیں رہ سکتا''...... وان ہڈ نے کہا۔

''کہاں رہتی ہے یہ۔ چلو اس کی طرف''...... تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا تو صفدر اور وان ہڈ بھی کھڑے ہو گئے۔

''یہاں سے قریب ہی شائر بلڈنگ ہے۔ کیٹ نیلسی وہیں رہتی ہے''...... سیڑھیاں اترتے ہوئے وان ہڈ نے کہا۔ اپنی بلڈنگ سے باہر آ کر وان ہڈ پیدل ہی ایک طرف بڑھنے لگا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد وہ شائر بلڈنگ پہنچ گئے اور پھر وان ہڈ سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔

''اس بلڈنگ کی تیسری منزل پر کیٹ نیلسی کا فلیٹ ہے''۔ وان ہڈ نے کہا تو صفدر اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سیڑھیوں کے ذریعے ہی تیسری منزل پر پہنچ گئے۔ وان ہڈ ایک دروازے پر پہنچ گیا۔ اس نے ہینڈل گھمایا لیکن ہینڈل نہ گھوما جس کا مطلب تھا کہ دروازہ لاک ہے۔ وان ہڈ نے ایک سائیڈ پر لگی ہوئی بیل کا بٹن دبایا تو چند منٹوں کے بعد دراوزہ کھلا اور دروازے پر ایک انتہائی پر کشش عورت دکھائی دی۔ اجنبی افراد کو اپنے دروازے

پر دیکھ کر وہ کچھ حیران نظر آنے لگی۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ ان سے کوئی سوال کرتی وان ہڈ نے اسے دھکیلا اور تینوں یکدم اندر آ گئے۔ کیٹ نیلسی نے چیخنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ وان ہڈ نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا جس کی وجہ سے کیٹ نیلسی کی چیخ اس کے منہ میں دب کر رہ گئی۔ صفدر نے فلیٹ کا دروازہ بند کیا اور پھر وہ اندر کی طرف بڑھے۔ وان ہڈ کیٹ نیلسی کے منہ پر ہاتھ رکھے اسے گھسیٹتا ہوا کمرے میں لے آیا۔ یہ کمرہ ڈرائنگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ ڈرائنگ روم میں آ کر وان ہڈ نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا اور اسے ایک صوفے پر دھکا دے دیا۔

"اگر تم نے ہلنے کی کوشش کی تو میں تمہارے دل میں گولی مار دوں گا"...... وان ہڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

"کیا چاہتے ہو تم۔ کیا مجھے لوٹنا چاہتے ہو یا مجھ پر غیر اخلاقی تشدد کرنا چاہتے ہو"...... کیٹ نیلسی نے کہا۔ وہ اپنے لہجے سے ذرا بھی خوفزدہ نہیں لگ رہی تھی۔

"پہلے تمہیں باندھ دیں پھر تمہیں بتائیں گے کہ ہم تم سے کیا چاہتے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"آرتھر۔ کیٹ نیلسی کو کسی رسی کے ساتھ باندھ دو"...... صفدر نے جان بوجھ کر وان ہڈ کا فرضی نام لیتے ہوئے کہا تو وان ہڈ اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔ چند منٹوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں رسی کا ایک چھوٹا سا بنڈل تھا۔ وان ہڈ نے کیٹ نیلسی کے ہاتھ

پشت پر کر کے باندھ دیئے۔

"ہاں۔ اب پوچھو۔ تم نے ہم سے کیا پوچھنا تھا"...... جب وان ہڈ اسے باندھ کر پیچھے ہٹا تو تنویر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے یہ پوچھا تھا کہ تم مجھے لوٹنا چاہتے ہو یا مجھے غیر اخلاقی تشدد کا نشانہ بنانا چاہتے ہو"...... کیٹ نیلسی نے اپنے سوال کو دہراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے یہ دونوں اندازے غلط ہیں۔ ہم نہ تو مال و دولت کے ڈکیت ہیں اور نہ ہی جسموں کے"...... تنویر نے کہا۔

"پھر تم کون ہو اور تم نے مجھے اس طرح کیوں باندھ دیا ہے"...... کیٹ نیلسی نے حیران ہو کر کہا۔

"ہمیں انتھونی کا خاص ٹھکانہ معلوم کرنا ہے"...... صفدر نے کیٹ نیلسی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"کون انتھونی۔ میں تو کسی انتھونی کو نہیں جانتی"...... کیٹ نیلسی نے بدستور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ صفدر اور تنویر نے صاف محسوس کر لیا کہ اس کی حیرت مصنوعی ہے وہ یقیناً انتھونی کے بارے میں جانتی تھی۔

"یہ لاتوں کی بھوت ہے باتوں سے نہیں مانے گی"...... وان ہڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے خنجر نکال لیا۔

"اس خنجر سے میں اس کا خوبصورت اور پرکشش چہرہ اس طرح بگاڑ دوں گا کہ پلاسٹک سرجری کے بعد بھی لوگ اس کی شکل دیکھنا

گوارہ نہیں کریں گے“...... وان ہڈ نے غراتے ہوئے کہا اور وہ کیٹ نیلسی کی طرف بڑھا۔

”رک جاؤ آرتھر۔ ہم خواتین پر تشدد کے قائل نہیں ہیں۔ یہ بغیر تشدد کے ہی بتائے گی“...... صفدر نے وان ہڈ سے کہا تو وہ رک گیا اور اس نے رک کر صفدر کی طرف دیکھا۔ صفدر کی نظر ٹیوب لائٹ پر تھی۔ جس کے قریب دو تین چھپکلیاں پھر رہی تھیں۔ پھر صفدر نے ڈرائنگ روم میں نظریں دوڑائیں تو اسے ایک چھوٹا تولیا نظر آ گیا اس نے تولیا اٹھا کر اپنے ہاتھ پر لپیٹ لیا پھر اس نے ایک سنگل صوفہ ٹیوب لائٹ کے نیچے کیا اور اس نے ایک چھپکلی پکڑ لی۔ تنویر تو صفدر کی اس کارروائی کا مقصد سمجھ گیا تھا البتہ وان ہڈ اور کیٹ نیلسی کے چہروں پر حیرت کے تاثرات تھے۔

”سر۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ“...... وان ہڈ نے حیرت بھرے لہجے میں صفدر سے پوچھا۔

”یہ چھپکلی میں کیٹ نیلسی کی گردن پر چھوڑ دوں گا۔ چھپکلی کیٹ نیلسی کی گردن سے ہوتی ہوئی کمر تک چلی جائے گی۔ وہ کیٹ نیلسی کے سارے جسم کا سیر کرے گی۔ چھپکلی کے پنجے کیٹ نیلسی کے خوبصورت بدن سے چپکیں گے۔ تو کیٹ نیلسی رسی سے بندھی ہونے کے باوجود کیٹ واک شروع کر دے گی اور ہم اس کیٹ واک سے محظوظ ہوں گے“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ کیٹ نیلسی کی طرف بڑھا۔ چھپکلی اس کی انگلیوں میں تڑپ رہی

، باہر

نی۔ صفدر کی بات سن کر اور اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر کیٹ نیلسی کی آنکھیں خوف سے پھٹنے لگیں۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ انتھونی کا ایک نہایت ہی اہم اور خفیہ ٹھکانہ بلیو لائن میں ہے۔ کوٹھی نمبر پچپن“...... کیٹ نیلسی نے خوفزدہ انداز میں چیختے ہوئے کہا تو صفدر نے چھپکلی کو دور پھینک دیا۔ پھر اس نے اپنے ہاتھ سے تولیا بھی نیچے گرا دیا اور باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ باتھ روم میں ہاتھ دھونے کے بعد وہ واپس آیا تو کیٹ نیلسی ابھی تک خوفزدہ حالت میں بیٹھی ہوئی تھی۔ وان ہڈ کے چہرے پر ابھی تک حیرت تھی۔ جبکہ تنویر نارمل انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

”آرتھر۔ ہم نے رات کو آپریشن کرنا ہے اور رات ہونے میں ابھی کچھ دیر باقی ہے۔ اس دوران یہ کیٹ نیلسی انتھونی کو خبردار کر سکتی ہے“...... صفدر نے کہا۔

”اس خطرے کو ختم کر دیتے ہیں۔ کیٹ نیلسی کو گولی مار دیتے ہیں“...... وان ہڈ نے کہا۔

”نہیں یہ ہمارے کیس سے متعلق نہیں ہے۔ اگر یہ ہمارے کیس سے متعلق ہوتی بھی تو ہم اسے گولی مارنے سے گریز کرتے۔ کیا ٹریننگ کے دوران تمہیں یہ بات بتائی نہیں گئی“۔ صفدر نے وان ہڈ سے کہا۔

”سوری سر۔ بتائی تو گئی تھی۔ لیکن میں بھول گیا تھا“...... وان ہڈ نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”او کے۔ ٹیک اٹ ایزی۔ اب سوچنا یہ ہے کہ اس کا کیا انتظام کیا جائے“...... صفدر نے کہا۔

”سر۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں فون کر کے اپنا ایک آدمی یہاں بھیج دیتا ہوں۔ وہ اسے لے جائے گا اور کل صبح تک اسے انڈر گراؤنڈ کر دے گا۔ کل صبح تک تو ہم اپنی کارروائی سے فارغ ہو ہی جائیں گے“...... وان ہڈ نے کہا۔

”ہوں۔ یہ ٹھیک رہے گا“...... تنویر نے وان ہڈ سے کہا تو صفدر نے بھی تائید میں سر ہلا دیا۔

”او کے۔ تم اپنے آدمی کو فون کر لو۔ یہاں فون بھی موجود ہے“...... صفدر نے کہا۔

وان ہڈ نے صفدر کی بات سن کر اثبات کے انداز میں سر ہلایا اور پھر وہ ٹیلی فون کی طرف بڑھا۔ اس نے کسی کے نمبرز پریس کئے اور کیٹ نیلسی کے متعلق ہدایت دے کر رسیور رکھ دیا۔

”آیئے جناب۔ ہم چلتے ہیں کچھ ہی دیر میں میرا آدمی کیٹ نیلسی کو لے جائے گا“...... وان ہڈ نے صفدر اور تنویر سے کہا اور پھر کیٹ نیلسی کے فلیٹ سے باہر نکلنے سے پہلے وان ہڈ نے کیٹ نیلسی کی کنپٹی پر مکا مار کر اسے بے ہوش کر دیا تھا۔

”صفدر صاحب۔ مخالف خاتون کو بے ہوش کر دینے میں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے نا“...... وان ہڈ نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

”انتہائی مجبوری کی حالت میں تو خاتون کو گولی بھی مارنی پڑ جاتی

ہے“...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس بلڈنگ سے باہر آ گئے اور کچھ دیر بعد وہ وان ہڈ کے فلیٹ پر پہنچ گئے۔

”کیا رات کا انتظار کرنا ضروری ہے۔ ہم ابھی اسی وقت انتھونی کے خلاف کارروائی نہیں کر سکتے“...... تنویر نے بے چین لہجے میں کہا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ فوراً جولیا کے پاس پہنچ جاتا اور اسے چھڑا لاتا۔

”تنویر۔ مجھے اللہ پر پورا بھروسہ ہے اور اسی بھروسے کی بنا پر میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جولیا جہاں بھی ہو گی خیریت سے ہو گی۔ لہٰذا تم فکر نہ کرو“...... صفدر نے تنویر کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”میں جولیا کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف ہوں اور مجھے اللہ پر بھی پورا بھروسہ ہے۔ اس کے باوجود میں انسان ہوں اور کولیگ کے لئے پریشان ہو سکتا ہوں“...... تنویر نے کہا۔

”تنویر صاحب۔ آپ کی زندگی تو پر خصر اور جان لیوا حالات سے گزرتی رہتی ہے۔ پھر آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں“۔ وان ہڈ نے تنویر سے کہا اور ساتھ ہی اس نے چائے کا ایک ایک کپ ان دونوں کی طرف بڑھا دیا۔ جو وہ خود ہی بنا کر لایا تھا۔ چائے دیکھ کر وہ خوش بھی ہو گئے کیونکہ اس وقت وہ چائے کی طلب محسوس کر رہے تھے۔

”تھینک یو۔ وان ہڈ“...... صفدر نے چائے کا ایک گھونٹ بھرنے کے بعد وان ہڈ سے کہا۔

''اگر میں خود کسی مشکل میں ہوتا تو مجھے پرواہ نہ ہوتی اور اگر کوئی مرد ساتھی ہوتا تب بھی فکر نہ ہوتی۔ یہ معاملہ ہے خاتون ساتھی کا''...... تنویر نے وان ہڈ کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں نے کہا تو ہے کہ اللہ پر بھروسہ رکھو۔ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں وہ ہر قسم کی فکر اور پریشانیوں سے آزاد ہو جاتے ہیں''۔ صفدر نے کہا تو تنویر خاموش ہو گیا۔

رات نصف سے زیادہ بیت چکی تھی۔ لاڈان کی راتیں عموماً سرد ترین ہوتی تھیں لیکن آج تو موسم بہت ہی غضب ناک ہو رہا تھا۔ اتنی شدید سردی تھی کہ محسوس ہوتا تھا جیسے خون منجمد ہو گیا ہو۔ یہی وجہ تھی کہ لاڈان کی سڑکوں پر ٹریفک بھی نہ ہونے کے برابر تھی۔ صفدر، تنویر اور وان ہڈ نے سپیشل اوور کوٹ پہنے ہوئے تھے اور کار میں ہیٹر بھی چل رہا تھا۔ جس کی وجہ سے کار سے باہر کا موسم ان پر اثر انداز نہیں ہو رہا تھا۔ ان کی کار مناسب رفتار سے بلیو لائن ایریئے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ دن میں وہ اس علاقے کا ایک چکر لگا گئے تھے اور اب وہ مکمل طور پر تیار ہو کر آئے تھے۔ ان کی جیبوں میں مشین پسٹل کے ساتھ ساتھ گیس پسٹل بھی تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وان ہڈ کے پاس ایم مشین بھی تھی جو ہر قسم کی سائنسی مشینری کو جام کر دیتی تھی۔ ان انتظامات کے بعد وہ مطمئن تھے اور انہیں یقین تھا کہ وہ کسی مشکل میں پھنسے بغیر اپنی آج کی کارروائی پوری کر لیں گے۔

مناسب رفتار سے سفر کرتے ہوئے وہ کچھ دیر کے بعد بلیو لائن ایریا میں پہنچ گئے۔ گو کہ سڑک سنسان تھی اور کوئی ذی روح نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کے باوجود سامنے کے رخ سے کارروائی کرنا مناسب نہیں تھا۔ اس لئے وہ کوٹھی نمبر پچیس کی پچھلی طرف آ گئے۔ پچھلی طرف ایک گلی تھی جو کافی کشادہ تھی۔ وان ہڈ کار گلی میں لے آیا۔ کوٹھی نمبر پچیس کی بیک پر پہنچ کر وان ہڈ نے کار روک دی۔ پھر وہ تینوں کار سے باہر نکلے۔ کار سے باہر آتے ہی سرد ہوا نے ان کا استقبال کیا۔ سپیشل اوور کوٹ، ڈبل جرابیں پہننے کے باوجود انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے انہوں نے کپڑے پہنے ہی نہ ہوں لیکن انہیں اس موسم کی پرواہ نہیں تھی۔ صفدر کار کی چھت پر چڑھا اور اس نے جیب سے گیس پسٹل نکال لیا۔ اسے گیس پسٹل نکالتے دیکھ کر تنویر اور وان ہڈ نے اپنے سانس روک لئے۔ صفدر نے خود بھی سانس روکا اور پھر اس نے کوٹھی نمبر پچیس کے اندر گیس کے کیپسول فائر کر دیئے۔ یہ گیس انتہائی تیز اور زود اثر تھی۔ انہیں یقین تھا کہ کوٹھی نمبر پچیس کے دائیں بائیں والی کوٹھیوں کے افراد بھی اس گیس سے بے ہوش ہو جائیں گے۔ تقریباً دو منٹ کے بعد صفدر نے سانس لیا اس کے بعد تنویر اور وان ہڈ نے بھی سانس لئے۔ ایم مشین چونکہ وان ہڈ کی جیب میں تھی اس لئے پہلے وہ دیوار پر چڑھا۔ اس کے بعد صفدر اور تنویر بھی دیوار پر چڑھ گئے۔ دیوار پر پہنچ کر صفدر نے ایک بار پھر گیس پسٹل سے تین مزید گیس کیپسول

فائر کر دیئے۔ تا کہ کسی قسم کا بھی رسک باقی نہ رہے۔ دو منٹ مزید سانس بند رکھنے کے بعد انہوں نے پھر سانس لئے۔

اس کے بعد انہوں نے دیوار پر سے اندر کا جائزہ لیا۔ اندر کم روشنی کے بلب جل رہے تھے اور انہیں اس کم روشنی میں بھی اندر کا ماحول صاف نظر آ رہا تھا۔ اندر وسیع گراسی پلاٹ تھے اور ان پلاٹوں میں مختلف جگہوں پر چار خوفناک کتے بے ہوش پڑے تھے۔ ان کتوں کے علاوہ چھ افراد بھی مختلف جگہوں پر بے ہوش پڑے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ان میں سے کچھ کے نیچے مشین گنیں دبی ہوئی تھیں اور کچھ کے قریب گری ہوئی تھیں۔ اندر کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد وہ تینوں آہستہ آہستہ نیچے کودے۔ مشین پسٹل انہوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے اور وہ نہایت ہی چوکنے انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔ چند گز چلنے کے بعد انہیں مزید دو آدمی بے ہوشی کی حالت میں پڑے دکھائی دیئے۔ وہ ان کے قریب سے گزرتے چلے گئے۔ اب اصل عمارت ان سے تیں پینتیس فٹ کے فاصلے پر رہ گئی تھی کہ انہیں یکدم تیز بو کا احساس ہوا۔ انہوں نے فوراً ہی اپنے سانس روکے لیکن اس کے باوجود گیس ان پر اثر انداز ہو چکی تھی۔ ان کے سر بری طرح چکرانے لگے اور وہ زمین پر گرتے چلے گئے۔ آخری خیال جو ان کے ذہن میں آیا تھا وہ یہ تھا کہ اتنی احتیاط اور انتظامات کے باوجود بھی وہ مار کھا گئے ہیں۔

عمران ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جبکہ خاور اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ عمران کی کار بلیو لائن ایریا کی طرف بڑھ رہی تھی۔ شدید ترین سردی کی وجہ سے سڑکیں سنسان تھیں۔ رات نصف سے زیادہ گزر چکی تھی۔

”عمران صاحب۔ آپ نے مجھے تو بتایا ہی نہیں کہ کوٹھی میں داخل ہونے کے لئے آپ نے کیا انتظامات کئے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم کوٹھی میں داخل ہوں اور مارے جائیں“...... خاور نے عمران سے کہا۔

”اس وقت ہم ضرور مارے جائیں گے جب ہماری موت کا وقت آن پہنچے گا“...... عمران نے کہا۔

”ہونا تو ایسا ہی ہے۔ میں تو آپ سے انتظامات کے بارے میں پوچھ رہا ہوں“...... خاور نے کہا۔

''میری جیب میں ایک ایم مشین ہے جیسے ہی ہم کوٹھی نمبر پچیس میں داخل ہوں گے اگر اس کوٹھی میں کسی قسم کی مشینری آن ہو گی تو وہ جام ہو جائے گی۔ یوں ہمارے خلاف کوئی سائنسی حربہ استعمال نہیں ہو سکے گا۔ اس کے علاوہ گیس پسٹل تمہاری جیب میں بھی ہے اور میری جیب میں بھی۔ کوٹھی میں داخل ہونے سے پہلے ہم کوٹھی کے اندر گیس کیپسول بھی فائر کر دیں گے۔ اس گیس کی وجہ سے صرف کوٹھی نمبر پچیس والے ہی نہیں بلکہ دائیں بائیں کی دو دو تین تین کوٹھیوں میں موجود تمام جاندار بے ہوش ہو جائیں گے۔ یہ ہیں ہمارے انتظامات۔ باقی یہ کہ آگے کیا ہونے والا ہے یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ نے کنفرم کیا ہے کہ اس وقت انتھونی اس کوٹھی میں موجود ہے''...... خاور نے پوچھا۔

''نہیں۔ مجھے کوئی ایسا ذریعہ نہیں ملا کہ میں یہ بات کنفرم کرتا۔ بس ایک امید لے کر چل پڑا ہوں۔ وہ اگر نہ ملا تو یہ ہو سکتا ہے کہ جولیا کے متعلق ہمیں کوئی نہ کوئی خبر مل ہی جائے''...... عمران نے کہا اور پھر اس کے ساتھ ہی اس نے کار کی رفتار بھی آہستہ کر لی۔ کیونکہ وہ بلیو لائن ایریا میں پہنچ چکے تھے۔ عمران نے کار سڑک سے اتار کر کوٹھیوں کی بیک سائڈ کی طرف موڑ لی اور اگلے چند لمحوں میں وہ اس گلی میں پہنچ گئے جس میں کوٹھی نمبر پچیس کی بیک سائڈ تھی۔

''عمران صاحب۔ اس گلی میں تو پہلے ہی ایک کار موجود ہے''۔ خاور نے گلی میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ کار کھڑی بھی کوٹھی نمبر پچیس کے عقب میں ہے''۔ عمران نے کہا اور پھر اس پہلے سے موجود کار کے پیچھے اپنی کار کھڑی کر دی۔

''عمران صاحب۔ کیا کوئی اور پارٹی بھی اس کوٹھی میں آئی ہوئی ہے''...... خاور نے کہا۔

''ضروری تو نہیں۔ اس کوٹھی کے مکینوں میں سے بھی کوئی پچھلا راستہ اختیار کر سکتا ہے''...... عمران نے کہا اور پھر وہ کار سے نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھ ہی خاور بھی نیچے اتر آیا۔ سرد ہوا انہیں ہڈیوں میں اترتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی لیکن موسم کی شدت ان کی راہ میں رکاوٹ تو نہیں بن سکتی تھی۔ عمران کار کی چھت پر سوار ہوا اور پھر اس نے گیس پسٹل نکال کر کئی گیس کیپسول اندر فائر کر دیئے۔ اس دوران ان دونوں نے اپنے سانس روک لئے تھے اور پھر تقریباً اڑھائی تین منٹ بعد انہوں نے آہستہ سے سانس لئے۔ پھر خاور بھی کار کی چھت پر سوار ہوا۔

اگلے چند لمحوں میں وہ دونوں دیوار پر سے اندر کا جائزہ لے رہے تھے۔ اندر خوفناک کتے اور انسان بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ انسانوں کے ساتھ مشین گنیں بھی نظر آ رہی تھیں۔ اندر کا جائزہ اچھی طرح لینے کے بعد وہ دونوں اندر کود گئے۔ مشین پسٹل

جیبوں سے نکال کر انہوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑ لئے اور نہایت چوکنا انداز میں آگے بڑھنے لگے۔ کچھ دور چلنے کے بعد انہیں اور بھی انسان ملے جو کہ بے ہوش تھے اور ان کی مشین گنیں بھی ان کے قریب گری ہوئی تھیں۔ وہ انہیں بھی کراس کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ چند لمحوں بعد انہیں تین بے ہوش آدمی اور دکھائی دیئے۔ عمران انہیں بھی کراس کر کے آگے بڑھنے لگا اور پھر رک گیا اور اس نے ان تینوں کو غور سے دیکھا پہلے انہیں جتنے بھی بے ہوش انسان ملتے تھے وہ ایک دوسرے سے فاصلے پر تھے اور ان کے پاس مشین گنیں موجود تھیں۔ جبکہ یہ تینوں انسان ساتھ ساتھ گرے ہوئے تھے اور ان کے قریب مشین گنوں کی بجائے مشین پسٹل گرے ہوئے تھے۔ عمران نے مزید ان کے قریب پہنچ کر انہیں غور سے دیکھا اور پھر آگے بڑھنے لگا۔

خاور بھی اس کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہا تھا۔ جلد ہی وہ اصل عمارت کے قریب پہنچ گئے۔ وہاں سے انہیں مین گیٹ بھی نظر آ رہا تھا۔ مین گیٹ کے قریب ہی ایک کیبن بھی موجود تھا۔ عمران ایک کمرے کی طرف بڑھا۔ یہ کمرہ خالی تھا۔ اس کمرے سے نکل کر وہ دوسرے کمرے میں پہنچا۔ خاور خاموشی سے اس کے ساتھ تھا۔ اس کمرے میں ایک بڑی میز، میز پر ایک کمپیوٹر اور دو مشینیں رکھی ہوئی تھیں۔ کمپیوٹر اور مشینیں آف تھیں۔ میز کے قریب ہی چار کرسیاں رکھی ہوئی تھیں اور ان کرسیوں پر چار افراد بیٹھے ہوئے تھے

جو اب بے ہوشی کی حالت میں تھے۔ عمران نے جیب سے رسی کا ایک بنڈل نکالا اور اس نے ان چاروں افراد کو رسی سے باندھ دیا۔ گو کہ وہ سب گیس سے بے ہوش ہوئے تھے اور انٹی گیس انجکشن لگنے کے بعد ہی ہوش میں آ سکتے تھے۔ اس کے باوجود عمران کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا اس لئے اس نے ان سب کو باندھ دیا۔ پھر وہ کمرے میں موجود الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھول کر اس کی تلاشی لی اور الماری میں سے رسیوں کے تین بنڈل نکال کر اس نے خاور کی طرف بڑھائے۔

''پلاٹوں میں اور گیٹ پر جتنے بھی بے ہوش افراد ہیں ان سب کو باندھ آؤ۔ میں اس دوران کمروں کی تلاشی لے لیتا ہوں''۔ عمران نے خاور سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا اور دروازے کی طرف بڑھا۔

''سب سے آخر میں جو تین افراد اکٹھے بے ہوش پڑے تھے جن کے قریب مشین پسٹل گرے ہوئے تھے۔ انہیں چھوڑ دینا''۔ عمران نے کہا تو خاور کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''ہاں۔ ان کے قد و قامت دیکھ کر مجھے بھی شک ہوا تھا کہ کہیں یہ تنویر اور صفدر نہ ہوں''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ عمران بھی اس کمرے سے نکلا اور ساتھ والے کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ کمرہ خالی تھا۔ عمران اس کمرے سے اگلے کمرے میں آ گیا۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں

سجا ہوا تھا۔ اس کمرے میں تھری سیٹر صوفہ بچھا ہوا تھا۔ صوفے کے ساتھ ہی ایک چھوٹی ٹیبل رکھی ہوئی تھی۔ ٹیبل پر شراب کی ایک بوتل اور ایک گلاس رکھا ہوا تھا جبکہ صوفے پر ایک آدمی بے ہوشی کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ عمران اس کے قریب پہنچا تو عمران نے اسے پہچان لیا کہ یہ انتھونی ہی تھا۔ جو غالباً پہلے صوفے پر سویا ہوا تھا اور پھر گیس کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا تھا۔ عمران نے اس کی نبض دیکھی۔ نبض دیکھنے کے بعد عمران نے اسے اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھا دیا اور اپنی جیب سے رسی نکال کر اسے باندھ دیا پھر اس نے بقیہ عمارت کی تلاشی بھی لے لی۔ خاور، صفدر اور تنویر کو اسی ریٹائرنگ روم میں اٹھا کر لے آیا۔

''اس تیسرے آدمی کو لے آؤ وہ بھی تمہارا ساتھی ہے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ تو وہ وان ہڈ ہے''...... خاور نے کہا اور پھر وہ وان ہڈ کو بھی اٹھا لایا۔ اس دوران عمران اپنی جیب سے انٹی گیس انجکشن اور سرنج نکال کر صفدر اور تنویر کو لگا چکا تھا۔ عمران یہ سارے انتظامات کر کے آیا تھا۔ خاور وان ہڈ کو اٹھا لایا تو عمران نے اسے بھی انجکشن لگا دیا۔ چند ہی لمحوں میں صفدر اور تنویر ہوش میں آ گئے تو عمران نے مشین پسٹل نکال کر مشین پسٹل کا رخ ان کی طرف کیا۔

''تم پاکیشیائی ایجنٹ خود کو بہت چالاک سمجھتے ہو''...... عمران اور خاور نے میک اپ تو کیا ہوا ہی تھا۔ اب عمران نے بدلی ہوئی

آواز میں کہا تو صفدر اور تنویر نے عمران کو گھور کر دیکھا۔

''زیادہ ڈرامے بازی مت کرو۔ یہ بتاؤ کہ کیا تم نے جولیا کا پتہ لگا لیا ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ عمران اور خاور کے میک اپ میں ہونے کے باوجود صفدر اور تنویر نے انہیں پہچان لیا تھا۔

''خاور۔ یہ انجکشن لو۔ وان ہڈ اور انتھونی کو لگا دو۔ انتھونی سے ابھی پوچھ لیتے ہیں کہ جولیا کہاں ہے''...... عمران نے خاور سے کہا اور پھر اس نے انجکشن خاور کی طرف بڑھایا۔ خاور انجکشن لے کر انتھونی کی طرف بڑھا۔

''جولیا کا ابھی پتہ نہیں ہے اور تم ڈرامے کرتے پھر رہے ہو''...... تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تو بھائی کو اپنی بہن کا پتہ رکھنا چاہئے نا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں پہلے ہی پریشان ہوں۔ اب اگر تم نے کوئی بکواس کی تو اسی کمرے میں تمہاری لاش نظر آئے گی''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں عمران سے کہا۔

''تنویر۔ کسی وقت تو اپنے دماغ کو ٹھنڈا رکھا کرو''...... صفدر نے عمران کے بولنے سے پہلے تنویر کو ڈانٹتے ہوئے کہا تو تنویر منہ بنا کر رہ گیا۔ اس دوران خاور نے انتھونی اور وان ہڈ کو انجکشن لگا دیئے تھے اور اب ان دونوں کے جسموں میں حرکت کے آثار پیدا ہو گئے

تھے۔ کچھ ہی دیر میں وہ دونوں مکمل ہوش میں آ گئے۔ ہوش میں آتے ہی انتھونی اٹھنے کی لاشعوری کوشش کی لیکن رسی سے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔ البتہ وان ہڈ فوراً ہی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ پھر تنویر اور صفدر کو نارمل حالت میں دیکھ کر وہ مطمئن ہو گیا۔

''آرتھر۔ یہ عمران صاحب ہیں ان سے ملنے کا تمہیں بہت شوق تھا''...... انتھونی کی موجودگی میں صفدر نے وان ہڈ کا فرضی نام لیتے ہوئے کہا۔ عمران سمجھ گیا کہ صفدر نے وان ہڈ کا فرضی نام کیوں لیا ہے۔ صفدر کی بات سن کر وان ہڈ آگے بڑھا اور اس نے نہایت ہی عقیدت سے عمران کا ہاتھ تھام کر عمران کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ وان ہڈ کے اس عمل سے عمران کے چہرے پر بوکھلاہٹ کے تاثرات پیدا ہو گئے۔

''یہ۔ یہ کیا کر رہے ہو بھائی''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ میرے روحانی استاد ہیں۔ میری شدید خواہش تھی کہ آپ سے ملاقات ہو''...... وان ہڈ نے کہا۔

''اچھا۔ تو تم ہو سیکرٹ دنیا کے مشہور و معروف ایجنٹ علی عمران''...... انتھونی نے ان کے درمیان بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں علی عمران ہوں اور اب تم وقت ضائع کئے بغیر جولیا کا پتہ بتا دو''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اگر میں نہ بتاؤں تو''...... انتھونی نے طنزیہ لہجے میں عمران

سے کہا۔

''تم اپنے ساتھ آرتھر کو باہر لے جاؤ اور باہر کا خیال رکھو''۔ عمران نے انتھونی کو جواب دینے کی بجائے خاور سے کہا تو خاور اور وان ہڈ اس کمرے سے باہر چلے گئے۔

''جولیا کو اغوا کرانے کے اتنے بڑے جرم کے باوجود میں تمہیں زندہ چھوڑ جانا چاہتا تھا۔ لیکن تمہاری باتوں سے لگتا ہے کہ تم زندہ رہنا ہی نہیں چاہتے''...... خاور اور وان ہڈ کے چلے جانے کے بعد عمران نے انتھونی سے کہا۔

''میرا نام انتھونی ہے اور میں کنگ کوبرا جیسی تنظیم کا چیف ہوں۔ تمہارا کیا خیال ہے میں تمہاری ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے متاثر ہو جاؤں گا''...... انتھونی نے بدستور طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تنویر۔ یہ تمہاری موجودگی میں ایسی باتیں کر رہا ہے۔ حیرت ہے''...... عمران نے کہا۔ عمران کی بات سن کر تنویر کو ایک جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ پھر کمرے میں چٹاخ کی تیز آواز گونجی۔ تنویر کے تھپڑ نے انتھونی کا منہ موڑ دیا تھا اور اس کے رخساروں پر تنویر کی انگلیوں کے نشان ثبت ہو گئے تھے۔

''تت۔تت۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم مجھے تھپڑ مارو۔ مجھے یعنی کنگ کوبرا کے چیف انتھونی کو''...... انتھونی نے غصے کی شدت سے کلاتے ہوئے کہا تو عمران نے بھی اس کے منہ پر ایک تھپڑ مار دیا۔

’’میں تمہیں تھپڑ نہیں ماروں گا تو کیا تم سے پیار کروں گا‘‘۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس نے انتھونی کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ انتھونی کے دانت ہل گئے اور اس کے منہ سے خون آنے لگا۔ اس کے رخسار پھٹ گئے تھے اور وہاں سے بھی خون رس رہا تھا۔

اگر تم جولیا کے بارے میں بتا دو تو تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے‘‘...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

’’میں تو کسی جولیا کو نہیں جانتا۔ یہ کس چڑیا کا نام ہے‘‘۔ انتھونی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

’’تنویر۔ میرے پاس ریڈ انجکشن ہے تم اسے ریڈ انجکشن لگا دو۔ یہ ابھی سب کچھ بتا دے گا‘‘...... عمران نے تنویر سے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک انجکشن نکال کر تنویر کی طرف بڑھایا۔ تنویر نے عمران سے انجکشن لیا اور اسے انتھونی کے بازو میں انجیکٹ کر دیا۔ ابھی چند سیکنڈ ہی گزرے تھے کہ انتھونی کو یوں محسوس ہوا جیسے سرخ اور چھوٹی چیونٹیاں اس کے جسم پر چڑھ رہی ہوں۔ اس کے پورے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی۔ پھر اسے محسوس ہوا جیسے یہ چیونٹیاں اسے جسم پر کاٹ رہی ہوں۔ وہ انتہائی بے چین ہو گیا اور اس نے اپنے جسم پر ہاتھ پھیرنا چاہا لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے وہ ایسا نہ کر سکا۔ اس کے بعد انتھونی کو محسوس ہوا جیسے اس کے تمام جسم پر بچھو ڈنگ مار رہے ہوں اور اسے اس قدر تکلیف ہونے لگی

کہ بے اختیار اس کے منہ سے چیخیں نکلنے لگیں۔ اس کی رگ رگ میں کانٹے سے چبھنے لگے۔ ایسا وقت بھی آیا کہ انتھونی کی روح تڑپنے لگی۔

’’بند کرو۔ یہ عذاب۔ میں بتاتا ہوں‘‘...... انتھونی نے چیختے ہوئے کہا۔

’’پہلے بتاؤ گے تو پھر یہ عذاب بند ہو گا‘‘...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

’’وہ سمارٹرا جزیرے پر ہے‘‘...... انتھونی نے انتہائی مشکل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’صفدر۔ اسے پانی لا دو‘‘...... عمران نے کہا تو صفدر نے میز پر رکھی ہوئی پانی کی بوتل اٹھائی اور انتھونی کے منہ سے لگا دی۔ عمران نے محسوس کیا تھا کہ انتھونی کی حالت بگڑ چکی تھی اور وہ کسی بھی لمحے دم توڑ سکتا تھا۔ اس لئے عمران نے اسے پانی پلوایا تھا اور اس ریڈ انجکشن کا توڑ بھی سادہ پانی ہی تھا۔ پانی پیتے ہی انتھونی کی حالت تیزی سے سنبھل گئی۔ تمام درد اور تکلیف ختم ہو گئی۔ انتھونی اس طرح گہرے گہرے سانس لینے لگا جیسے وہ میلوں دوڑتا ہوا آیا ہو۔

’’ہاں۔ یہ بتاؤ کہ جولیا کو سمارٹرا جزیرے پر کیوں لے جایا گیا ہے‘‘...... عمران نے انتھونی سے پوچھا۔

’’سوئس سیکرٹ ایجنسی بلیک سکائی کی ڈپٹی چیف لیڈی شینا جولیا کی کلاس فیلو اور دوست ہے۔ شینا چھٹیاں گزارنے پاکیشیا گئی تو

وہاں اتفاق سے اس کی ملاقات جولیا سے ہو گئی۔ جولیا نے اسے بتایا کہ وہ نہ صرف پاکیشیا کی شہریت حاصل کر چکی ہے بلکہ پاکیشیائی مذہب بھی قبول کر چکی ہے۔ جس پر لیڈی شینا کو بہت غصہ آیا اور اس نے جولیا کو سزا دینے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ اس کے نزدیک جولیا نے جرم کیا تھا۔ وہی پاکیشیا سے جولیا کو اغوا کر لائی اور اب وہ اپنے چیف کے ساتھ جولیا کو سمارٹرا جزیرے پر لے گئی ہے۔ کیوں لے گئی ہے۔ یہ مجھے معلوم نہیں''...... انتھونی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تم نے جو کہانی سنائی ہے یہ مجھے معلوم ہے۔ تم مجھے صرف اتنا بتاؤ کہ شینا اور جان براؤن جولیا کو سمارٹرا جزیرے پر کیوں لے گئے ہیں''...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''میں نے بتایا تو ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ یہ لیڈی شینا اور جان براؤن ہی جانتے ہیں''...... انتھونی نے جواب دیا۔

''انتھونی۔ اگر دوسری بار ریڈ انجکشن لگ جائے تو پھر انسان کے بچنے کی امید ایک فیصد بھی نہیں رہتی''...... عمران نے انتھونی کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا لیکن انتھونی پر اس تنبیہ کا کوئی بھی اثر نہ ہوا۔

''اب اگر تم یقین نہ کرو عمران تو میں کیا کہہ سکتا ہوں''۔ انتھونی نے کہا۔

''میں تو تمہیں زندہ چھوڑ جانا چاہتا تھا لیکن تمہاری اپنی مرضی''۔ عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے

ایک اور ریڈ انجکشن نکال لیا کر اسے تنویر کی طرف بڑھا دیا۔

''عمران۔ سرنج''...... تنویر نے انجکشن لیتے ہوئے پوچھا۔

''اس ایڈیٹ پر ایک اور سرنج ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلے والی سرنج استعمال کرو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو تنویر نے زمین پر گری ہوئی سرنج اٹھا لی اور پھر انجکشن بھر کر کے انتھونی کی طرف بڑھا۔

''ٹھہرو۔ بتا رہا ہوں''...... جیسے ہی تنویر انتھونی کے قریب پہنچا تو اس نے تنویر سے کہا۔

''سمارٹرا جزیرے پر اسے احتیاط کے طور پر لے جایا گیا ہے۔ کیونکہ یہاں تم لوگ آ گئے تھے اور تمہاری شہرت کو مد نظر رکھتے ہوئے یہی فیصلہ کیا گیا کہ جولیا کو الگ تھلگ کسی خفیہ مقام پر رکھا جائے''...... انتھونی نے کہا۔

''اسے الگ تھلگ مقام پر رکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ تم لوگوں نے اس کے ذہن کو تبدیل کرنا تھا اسے فوری طور پر تبدیل کیوں نہیں کیا''...... عمران نے پوچھا۔

''جولیا کا دماغ بہت طاقتور ہے اور اس میں قوت مدافعت بہت زیادہ ہے۔ اس لئے مشین نے اس پر اثر نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے فیصلہ کیا گیا کہ جولیا کو دو تین دن بھوکا پیاسا رکھا جائے اور ساتھ ہی دماغی طاقت کم کرنے اور قوت مدافعت ختم کرنے کے انجکشن لگائے جائیں۔ اس کے بعد اسے مشین پر اسس سے گزارا

جائے‘‘...... انتھونی نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’عمران۔ کوئی اور سوال تو نہیں پوچھنا اس سے‘‘...... تنویر نے عمران کو مطمئن ہوتے دیکھا تو اس نے پوچھا۔

’’نہیں۔ اب ہمیں فوری طور پر سمارٹرا جزیرے پہنچنا ہے‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’مسٹر انتھونی۔ عمران تمہیں زندہ چھوڑ دینا چاہتا ہے کیونکہ جولیا کا اغوا اس کے نزدیک اتنا بڑا جرم یا اتنا اہم واقعہ نہیں ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ بہت بڑا جرم ہے کیونکہ جولیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ڈپٹی چیف یا کسی عام ممبر کو اغوا کرنے کی سزا موت سے کم نہیں ہے۔ یہ میرا فیصلہ ہے‘‘...... تنویر نے سرد لہجے میں انتھونی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انتھونی کی گردن دونوں ہاتھوں سے پکڑی اور اسے مخصوص انداز میں جھٹکا دیا۔ گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز انہوں نے سنی اور انتھونی کا جسم بندھا ہونے کے باوجود جھٹکے کھانے لگا۔

’’شینا۔ اسے دو انجکشن لگا دو۔ پھر اسے مشین پراسس سے گزارتے ہیں‘‘...... جان براؤن نے شینا سے کہا۔ جولیا ایک کرسی پر بندھی ہوئی تھی۔ اس وقت جولیا ہوش میں تھی۔ وہ چند لمحے پہلے ہی ہوش میں آئی تھی اور اس نے ارد گرد کا جائزہ لیا تھا۔ اسے کرسی پر زنجیر سے جکڑ دیا گیا تھا۔ اس کے قریب ہی دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ جن پر جان براؤن اور شینا بیٹھی ہوئی تھی۔ کرسیوں کے قریب ہی ایک ٹیبل رکھی ہوئی تھی جس پر ایک کمپیوٹر اور دو مشینیں رکھی ہوئی تھیں۔

’’چیف۔ اکٹھے دو انجکشن جولیا کی زندگی کے لئے خطرناک بھی ہو سکتے ہیں‘‘...... شینا نے کہا۔

’’خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں تو ہوتے رہیں۔ جولیا مرتی ہے تو مر جائے۔ اب میں مزید یہاں نہیں رہنا چاہتا۔ میں جلد از جلد

واپس جانا چاہتا ہوں۔ ہماری حکومت بھی احمق ہے کہ ایک احمق سائنس دان کے کہنے پر ہمیں یہاں بھیج دیا۔ ایڈیٹ سر کراؤن اور ایڈیٹ سر ریکل۔ نانسنس“ ...... جان براؤن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں چیف۔ میں تو خود اکتا چکی ہوں۔ اوکے۔ میں جولیا کو اکٹھے دو انجکشن لگا رہی ہوں“ ...... لیڈی شینا نے کہا اور پھر اس نے ٹیبل پر رکھے ہوئے میڈیکل باکس میں سے دو انجکشن اور ایک سرنج نکالی۔ انجکشن تیار کیا اور جولیا کے بازو میں لگانے کے بعد دوسرا انجکشن بھی تیار کیا اور جولیا کو لگا دیا۔ دوسرے انجکشن کے لگتے ہی جولیا کا سر بھاری ہو گیا۔ اس کی نظروں کے سامنے ستارے جھلملانے لگے اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سارے جسم کی توانائی کسی نے نچوڑ لی ہو۔ جان براؤن غور سے اس کی حالت دیکھ رہا تھا۔ جولیا کی حالت خراب ہوتے دیکھ کر وہ مطمئن انداز میں سر ہلانے لگا۔

”اسے مشین لگاؤ اور اس کی ذہنی کنڈیشن معلوم کرو“ ...... جان براؤن نے کہا تو لیڈی شینا اپنی کرسی سے اٹھی اس نے ٹیبل پر سے ہیڈ فون اٹھا کر جولیا کے سر پر فٹ کیا اور پھر تاریں ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے جولیا کو دیکھا۔ اب جولیا کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔ جان براؤن نے ٹیبل پر رکھا ہوا چھوٹا سا مائیک اٹھایا اور پھر کمپیوٹر کے کی بورڈ اور مشینوں کے بٹن پریس کرنے لگا۔ ساتھ ساتھ وہ مشینوں پر ابھرنے والے ہندسے اور مانیٹر پر

ابھرنے والی عبارت بھی پڑھتا جا رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے جولیا کو غور سے دیکھا اور پھر اس نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا۔ اس بٹن کے پریس ہوتے ہی جولیا کے سر کو ایک زبردست جھٹکا لگا اور مشین پر چند ہندسے مزید ابھر آئے۔ ان ہندسوں کو دیکھ کر جان براؤن نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

”جولیا۔ میں جان براؤن بول رہا ہوں۔ کیا تم میری آواز سن رہی ہو“ ...... جان براؤن نے مائیک منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں تمہاری آواز سن رہی ہوں“ ...... فوراً ہی مانیٹر پر عبارت ابھری۔ جان براؤن نے مسکراتے ہوئے لیڈی شینا کی طرف دیکھا تو اس نے اثبات میں اپنا سر ہلا دیا۔

”گڈ گرل۔ اب یہ بتاؤ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس میں تمہارا عہدہ کیا ہے اور کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو جانتی ہو“ ...... جان براؤن نے پوچھا۔

”میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہوں لیکن میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو نہیں جانتی“ ...... مانیٹر پر عبارت ابھری تو لیڈی شینا اور جان براؤن ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھنے لگے۔

”تم ڈپٹی چیف ہو کر چیف کے بارے میں نہیں جانتی“۔ جان براؤن نے سخت لہجے میں کہا۔

”ہاں یہی حقیقت ہے“ ...... جولیا کا جواب مانیٹر پر ابھرا۔

”علی عمران کی پاکیشیا سیکرٹ سروس میں کیا حیثیت ہے“۔ جان

براؤن نے ایک اور سوال پوچھا۔

"علی عمران فری لانسر سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ البتہ وہ کبھی کبھی ایکسٹو کے نمائندہ خصوصی کی حیثیت سے بھی کام کرتا ہے۔ تمام بیرونی مشنز میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم کو وہی لیڈ کرتا ہے اور ایکسٹو سے تمام کیسوں کا بھاری معاوضہ وصول کرتا ہے"...... مانیٹر پر جولیا کا جواب سامنے آیا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف تم ہو اور ٹیم کو لیڈ وہ کرتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے"...... جان براؤن نے پوچھا۔

"ایک تو ٹیم کے ممبران کو خفیہ رکھنا ہوتا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ عمران میں بر وقت فیصلہ کرنے کی صلاحیت ہے اور کارکردگی میں بھی وہ ہم سے بہتر ہے"...... مانیٹر پر جولیا کا جواب سامنے آیا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے اور اس کے حفاظتی انتظامات کیا کیا ہیں"...... جان براؤن نے کہا۔

"شاہراہ گلستان پر ایک قلعہ نما عمارت ہے۔ اس جیسی عمارت اس شاہراہ پر اور کوئی نہیں ہے۔ یہ عمارت پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈکوارٹر ہے۔ اس کی حفاظت کا تمام تر نظام سائنسی بنیادوں پر اور آٹومیٹک ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران سمیت کسی بھی فرد کا داخلہ بغیر اجازت کے ممکن ہی نہیں"...... جولیا کا جواب سامنے آیا تو جان براؤن اور لیڈی شینا کے چہروں پر خوشی کے تاثرات پھیل

گئے۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کون کون سے ہیں اور ان کے ایڈریس کیا ہیں"...... جان براؤن نے پوچھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں جنہیں ہم بھی نہیں جانتے۔ صرف ایکسٹو جانتا ہے۔ البتہ پاکیشیا کے دارالحکومت میں رہنے والے چند ممبران ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ ان میں صفدر، نعمانی، تنویر، خاور، چوہان اور صدیقی ہیں۔ یہ اپنے ایڈریس بدلتے رہتے ہیں اس لئے ان کے ایڈریس کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا"...... جولیا کا جواب مانیٹر پر سامنے آیا تو جان براؤن نے مائیک ٹیبل پر رکھ دیا۔

"اس سے تو صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں ہی معلوم ہو سکا ہے۔ باقی باتیں تو یہ بھی نہیں جانتی"...... جان براؤن نے مائیک ٹیبل پر رکھنے کے بعد شینا سے مایوس لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کا ایڈریس معلوم ہو جانا بھی بڑی بات ہے۔ آج سے پہلے کوئی بھی اس ہیڈکوارٹر کے بارے میں نہیں جان سکا تھا"...... لیڈی شینا نے کہا۔

"ہونہہ۔ ہم پاکیشیا ہیڈکوارٹر کے خلاف کارروائی کر کے ساری سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر سکتے ہیں"...... جان براؤن نے سوچتے ہوئے کہا تو لیڈی شینا نے تائید میں انداز میں سر ہلا دیا۔

"چیف۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ہر ہفتے یا ہر مہینے تو رہائش نہیں بدلتے ہوں گے۔ سال میں دو تین بار ہی بدلتے ہوں گے جیسے کہ انتھونی صاحب سال میں دو تین بار اپنی رہائش گاہ بدل لیتے ہیں۔ آپ جولیا سے ممبران کے موجودہ ایڈریس معلوم کر لیں۔ باقی باتیں ہم بعد میں دیکھ لیں گے"...... لیڈی شینا نے جان براؤن سے کہا تو اس نے ایک بار پھر مائیک اٹھا لیا جبکہ لیڈی شینا نے ٹیبل کی دراز میں سے کاغذ اور قلم نکال لیا۔

"چیف۔ جولیا کے جوابات کمپیوٹر سے واش بھی کرنے ہیں"۔ لیڈی شینا نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے"...... جان براؤن نے کہا اور پھر اس نے مائیک منہ سے لگا لیا۔

"جولیا۔ جن ممبران کے نام تم نے بتائے ہیں۔ ان کے موجودہ ایڈریس بھی بتا دو"...... جان براؤن نے کہا تو جولیا کا جواب سکرین پر ابھرا جن میں ممبران کے ایڈریس تھے۔ لیڈی شینا نے وہ تمام ایڈریس کاغذ پر نوٹ کر لئے اور پھر اس نے وہ کاغذ ہینڈ بیگ میں رکھ لیا جبکہ جان براؤن نے جولیا کے دیئے ہوئے تمام جوابات کمپیوٹر سے ڈیلیٹ کر دیئے تھے۔ اس نے بیک اپ میں جا کر بھی یہ جوابات اڑا دیئے۔

"جولیا سے اور تو کوئی سوال نہیں پوچھنا"...... جان براؤن نے لیڈی شینا سے پوچھا۔

"نو چیف۔ میرے ذہن میں تو مزید کوئی سوال نہیں ہے"۔ لیڈی شینا نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ہم نے اگلے پانچ منٹ کے اندر اس جزیرے کو چھوڑنا ہے۔ تیاری کرو۔ ہری اپ"...... جان براؤن نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے جولیا کے سر سے ہیڈ فون اتار لیا۔ پھر تین منٹ بعد وہ نکلنے کے لئے تیار ہو چکے تھے۔ اس کمرے سے نکلتے وقت جان براؤن نے جیب سے ریوالور نکال کر تین فائر جولیا پر کر دیئے اور اس کے بعد وہ دونوں اس کمرے سے باہر نکل آئے۔ وہ اس کمرے سے باہر آئے تو ٹونی اور روڈی ان کے سامنے آ گئے۔

"پوچھ گچھ پر لڑکی نے کچھ نہیں بتایا۔ بہت ڈھیٹ قسم کی لڑکی تھی اور غصے میں، میں نے لڑکی کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا ہے اب ہم انتھونی صاحب کے پاس لاڈان جا رہے ہیں۔ وہ تمہیں ہدایات دے دیں گے کہ اب تم نے کیا کرنا ہے"...... جان براؤن نے کہا۔

"اوکے سر۔ سر ہم تو یہاں مستقل رہنے والے ہیں۔ لہذا چیف کی ہدایت یہی ہو گی کہ ہم یہاں رہیں اور لڑکی کی لاش کے بارے میں انہوں نے یہی ہدایت دینی ہے کہ ہم اسے ٹھکانے لگا دیں"...... روڈی نے جان براؤن سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ انتھونی نے انہیں ہدایت کی ہوئی تھی کہ وہ جان براؤن کا اسی طرح احترام کریں۔ جس طرح وہ انتھونی کا کرتے ہیں اور اس کے حکم کی فوراً

تعمیل کریں۔ جان براؤن نے روڈی کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ وہ اس طرف بڑھا جس طرف سپیشل جیپ کھڑی ہوئی تھی۔ ساحل سمندر سے اور اس عمارت تک صرف اسی جیپ میں سفر کیا جا سکتا تھا۔ جیسے ہی وہ جیپ کی طرف بڑھے جیپ کا ڈرائیور بھی جیپ تک پہنچ گیا وہ تینوں جیپ میں سوار ہوئے اور جیپ آگے بڑھ گئی۔ جبکہ ٹونی اور روڈی کمرے کی طرف بڑھے تاکہ لاش اٹھا کر ٹھکانے لگا سکیں۔

روڈی اور ٹونی کمرے میں داخل ہوئے لڑکی کی لاش کرسی پر پڑی ہوئی تھی۔ وہ ابھی تک زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی۔ زنجیریں کرسی کی بیک تک جا رہی تھی اور بیک پر زنجیر کو تالا لگا ہوا تھا۔ اس تالے کی چابی روڈی کے پاس تھی۔ روڈی نے جیب سے چابی نکالی اور وہ جولیا کی طرف بڑھا۔

''اتنی خوبصورت لڑکی کو جان براؤن نے گولیاں مار دیں لگتا ہے یہ مرد تھا ہی نہیں''...... روڈی نے تالا کھولتے ہوئے ٹونی سے کہا۔ ٹونی بھی غور سے جولیا جو دیکھ رہا تھا۔

''ہاں۔ میں نے ایسا حسن اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ اگر میرے پاس ایسی لڑکی ہوتی تو میں اسے کبھی بھی گولی نہ مارتا۔ دیکھو تو سہی۔ یہ مرنے کے بعد بھی تازہ کھلے ہوئے گلاب کی مانند لگ رہی ہے''...... ٹونی نے تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اسی دوران

روڈی زنجیر کھول چکا تھا اور اس نے جولیا کو کرسی سے اتار کر فرش پر لٹایا۔

''ٹونی۔ یہ لڑکی جولیا زندہ ہے''...... روڈی نے جولیا کو فرش پر لٹانے کے بعد ٹونی سے کہا۔

''کیسے اسے تو تین گولیاں لگی ہیں۔ گولیوں کی آواز ہم نے صاف سنی ہے''...... ٹونی نے کہا۔

''اس کا جسم گرم ہے اور میں نے اس کا سانس محسوس کیا ہے''...... روڈی نے کہا اور پھر وہ جولیا کو دیکھنے لگا۔ ٹونی بھی جولیا کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ وہ بھی جولیا کو دیکھنے لگا۔ گولیاں جولیا کے بازوؤں میں لگی تھیں۔ ایک گولی تو رگڑ کھاتے ہوئے چلی گئی تھی۔ جبکہ ایک ایک گولی اس کے دونوں بازوؤں میں لگی ہوئی تھیں۔

''روڈی۔ اگر ہم اس کے بازوؤں سے گولیاں نکال دیں اور اس کی بینڈج کر دیں تو یہ بچ سکتی ہے''...... ٹونی نے کہا۔

''ہاں۔ ٹونی ایسا ہو سکتا ہے۔ ہم اسے چھپا کر رکھیں گے یہ بہت دنوں تک ہمارے کام آ سکتی ہے''...... روڈی نے کہا اور پھر اس نے ٹیبل کی طرف دیکھا جس پر میڈیکل بکس رکھا ہوا تھا۔ وہ اٹھا اور اس نے میڈیکل بکس اٹھا کر جولیا کے قریب رکھ لیا۔ پھر ان دونوں نے جولیا کے بازو سے گولیاں نکال کر پٹی کر دی۔ انہوں نے اطمینان کر لیا تھا گولیاں صرف گوشت میں لگی تھیں بازو کی ہڈیاں محفوظ تھیں۔ پٹی کرنے کے بعد روڈی نے طاقت کے

تین چار انجکشن لگا دیئے۔

''روڈی۔ میں راول بوٹی کا رس لے کر آتا ہوں وہ رس پی کر جولیا کے زخم فوری طور پر بھر جائیں گے اور خون بہنے کی وجہ سے جو کمزوری ہو گئی ہے وہ بھی دور ہو جائے گی۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بعد یہ اس قابل ہو جائے گی کہ ہمارے بیڈ کی زینت بن سکے''...... ٹونی نے کہا تو روڈی نے اثبات میں سر ہلایا اور ٹونی وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک برتن تھا جس میں سرخ رنگ کا رس نظر آ رہا تھا۔ انہوں نے جولیا کا منہ کھولا اور سارا رس اس کے منہ میں ٹپکا دیا۔

''چیف کا ڈرائیور واپس آنے والا ہے اس کے آنے سے پہلے ہم اسے تہہ خانے میں پہنچا دیں۔ ڈرائیور کو بھی اس کا پتہ نہیں چلنا چاہئے۔ ورنہ وہ جزیرے میں موجود تمام ساتھیوں کو بتا دے گا اور وہ سب اس کا مطالبہ کریں گے''...... ٹونی نے کہا اور پھر روڈی نے جولیا کو کندھے پر اٹھا لیا اور چند لمحوں بعد وہ تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ روڈی اس جزیرے میں بلیک کوبرا کا انچارج تھا۔ یہ جزیرہ پچھلے کئی سالوں سے بلیک کوبرا کے استعمال میں تھا۔ یہاں بلیک کوبرا کے ایجنٹوں کو خصوصی ٹریننگ دی جاتی تھی۔ بلیک کوبرا کے افسران یہاں صرف ٹریننگ کے دوران ہی آتے تھے۔ باقی دنوں میں روڈی اور چند دوسرے نوجوان ہی یہاں رہتے تھے۔ روڈی کے بعد یہاں سینئر ٹونی ہی تھا۔ روڈی اور ٹونی کی آپس میں گہری

دوستی تھی۔

لیڈی شینا اور جان براؤن کی وجہ سے اب بہت سے آدمی جزیرے پر بھیج دیئے گئے تھے۔ جو جزیرے کی نگرانی کا کام کر رہے تھے۔ اس عمارت میں ان کا آنا جانا نہیں تھا بلکہ ان کے لئے کیمپس لگائے گئے تھے اور وہ ان کیمپس میں رہتے تھے۔ البتہ اس جزیرے پر مستقل رہنے والے رات کو اس عمارت میں آجاتے تھے۔ روڈی ، ٹونی اور ڈرائیور کے علاوہ دس افراد تھے جو یہاں مستقل رہتے تھے۔ روڈی اور ٹونی کے علاوہ کوئی بھی تہہ خانے میں نہیں جاتا تھا۔ اسی لئے روڈی اور ٹونی نے جولیا کو تہہ خانے میں پہنچا دیا تھا کیونکہ اس طرح وہ باقی سب کی نظروں سے محفوظ رہ سکتی تھی۔

''روڈی۔ جان براؤن اور لیڈی شینا کی وجہ سے کنگ کوبرا کی اضافی نفری جو یہاں آئی ہوئی ہے وہ تو اب واپس چلی جائے گی''...... ٹونی نے کہا۔ وہ جولیا کو تہہ خانے میں لٹانے کے بعد اوپر آ رہے تھے۔

''ظاہری سی بات ہے۔ امید ہے کل یہ لوگ واپس چلے جائیں گے''...... روڈی نے کہا۔ ان کے اوپر پہنچنے کے دومنٹ بعد جیپ کی آواز سنائی دی اور پھر جیپ آ گئی۔

''لیڈی شینا کہہ رہی تھی کہ لاش کو ضرور ٹھکانے لگا دیا جائے''۔ ڈرائیور نے جیپ سے اترتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہم نے اسے ٹھکانے لگا دیا ہے''...... روڈی نے مطمئن لہجے میں کہا۔

''روڈی صاحب۔ میں جزیرے کا ایک چکر لگا آؤں''۔ جیپ ڈرائیور نے کہا۔

''ہاں۔ لگا آؤ''...... روڈی نے اس سے کہا تو وہ گیٹ کی طرف بڑھا اور پھر گیٹ سے باہر نکل گیا۔

''اچھا ہوا۔ یہ خود ہی دفع ہو گیا۔ کسی بہانے سے اسے بھیجنا نہیں پڑا۔ اب یہ تین چار گھنٹوں سے پہلے نہیں آتا۔ ٹونی۔ تم یہاں کا خیال رکھو۔ میں ذرا جولیا کی حالت دیکھ آؤں''...... روڈی نے ٹونی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تم نے اس کی کیا حالت دیکھنی ہے۔ تمہاری اپنی حالت خراب ہو رہی ہے''...... ٹونی نے مسکراتے ہوئے کہا تو روڈی بھی مسکرانے لگا۔

''میں جولیا کی حالت دیکھ آؤں پھر تم بھی اس بیچاری کی حالت دیکھ آنا''...... روڈی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اس کمرے کی طرف بڑھا جس کمرے میں تہہ خانے کا راستہ تھا۔

جولیا کا ذہن بیدار ہوا تو اسے اپنے بازوؤں میں تکلیف محسوس ہوئی۔ آہستہ آہستہ پچھلے تمام مناظر اس کے ذہن میں گھوم گئے۔ جان براؤن اور شینا کی باتیں اسے یاد آ گئیں اور پھر نیم غشی کی حالت میں اس سے جان براؤن کے جو سوال پوچھے تھے اور اس نے ان سوالوں کے جو جوابات دیئے تھے وہ بھی اسے یاد آگئے۔ یہ یاد آتے ہی وہ تڑپ کر اٹھ بیٹھی۔

''اوہ۔ میرے خدایا۔ جان براؤن اور شینا مجھ سے بہت سے راز لے گئے ہیں''...... جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنا جائزہ لیا۔ اس کے دونوں بازوؤں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ جس کا مطلب تھا کہ اس کے دونوں بازو زخمی ہیں۔ بازوؤں کو دیکھنے کے بعد اس نے اردگرد کا جائزہ لیا۔ وہ جس کمرے میں تھی وہ ساخت کے اعتبار سے تہہ خانہ دکھائی دے رہا تھا اور پھر اس کی

نظریں ایک طرف بنی ہوئی سیڑھیوں پر پڑیں تو سے یقین ہو گیا کہ وہ تہہ خانے میں موجود ہے۔ پھر اسی لمحے اسے ہلکی سی آواز سنائی دی تو وہ فوراً ہی اس انداز میں فرش پر لیٹ گئی جیسے وہ بے ہوش ہو۔ اس نے آنکھوں میں ایک درز پیدا کر لی تھی اور سیڑھیوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس نے سیڑھیوں پر ایک آدمی کو آتے ہوئے دیکھا۔ وہ آدمی نہایت ہی سکون سے ساتھ سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ جولیا کے قریب آ کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔ پھر وہ جولیا کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ جولیا کے قریب بیٹھنے کے بعد اس نے جولیا کا ہاتھ پکڑا اور نبض دیکھنے لگا۔

''کمال ہے۔ نبض تو بتا رہی ہے کہ یہ اب بالکل ٹھیک ہے''۔ اس آدمی نے اپنے آپ سے کہا۔ اس کے ساتھ ہی جولیا نے آہستگی سے آنکھیں کھول دیں۔ جولیا کو آنکھیں کھولتے دیکھ کر وہ آدمی خوش ہو گیا۔ جولیا نے اس کی آنکھوں میں مزید چمک دیکھ کر اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ آدمی کیا چاہتا ہے۔

''میرا نام روڈی ہے۔ جان براؤن اور شینا نے تمہیں گولیاں ماردی تھیں۔ وہ تمہیں مردہ سمجھ کر چلے گئے۔ لیکن میں نے اور ٹونی نے تمہاری گولیاں نکالیں۔ تمہیں طاقت کے انجکشن لگائے اور روال بوٹی کا رس پلایا جس سے تم فوراً ٹھیک ہو گئی ہو''...... اس آدمی نے جولیا سے کہا۔

''یہ تمہارا احسان ہے شکریہ''...... جولیا نے اس کا شکریہ ادا

کرتے ہوئے کہا۔

"صرف شکریہ سے کام نہیں چلے گا۔ ہم نے تم پر احسان کیا ہے اس کا بدلہ چکانا پڑے گا"...... روڈی نے کہا۔

"میں تمہارے احسان کا بدلہ کس طرح چکا سکتی ہوں"...... جولیا نے اس سے پوچھا۔

"تمہیں میرے اور ٹونی کے ساتھ اس تہہ خانے میں کچھ دن گزارنے ہوں گے۔ پھر ہم تمہیں جزیرے کے خفیہ راستوں سے باہر نکال دیں گے"...... روڈی نے کہا۔

"خفیہ راستوں سے کیوں"...... جولیا نے پوچھا۔

"اس لئے کہ اس جزیرے پر ہماری ایجنسی کے سینکڑوں لوگ موجود ہیں۔ اگر انہوں نے تمہیں دیکھ لیا تو وہ فوراً تمہیں قتل کر دیں گے اور چیف سے میری بھی شکایت کریں گے۔ جس کے نتیجے میں چیف میرے بھی ڈیتھ وارنٹ جاری کر دے گا۔ اب تم خود سوچو کہ تمہیں بچا کر میں نے کتنا بڑا خطرہ مول لیا ہے"...... روڈی نے کہا۔

"یہ خطرہ تم نے انسانی ہمدردی کی بنا پر مول نہیں لیا بلکہ اپنی شیطانی خواہش کے ہاتھوں مجبور ہو کر لیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ جب تمہارا مجھ سے دل بھر جائے گا تو تم مجھے ہلاک کر دو گے"۔ جولیا نے کہا تو چند سیکنڈ کے لئے روڈی خاموش ہو گیا اور اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ جولیا نے صحیح اندازہ لگایا ہے

لیکن چند سیکنڈ بعد وہ عیاری سے بولا۔

"نہیں۔ یہ تمہاری بدگمانی ہے۔ تم میری بات کا یقین کرو۔ صرف ایک ہفتے بعد ہم تمہیں اس جزیرے سے باہر پہنچا دیں گے۔ اس ایک ہفتے میں تمہارے بازوؤں کے زخم بھی ٹھیک ہو جائیں گے"...... روڈی نے کہا۔

"میں تمہاری اس خواہش کو کبھی بھی پورا نہیں کر سکتی"...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہم نے تمہاری زندگی بچائی تم پر اتنا بڑا احسان کیا۔ تم اپنے محسنوں کی معمولی سی بات نہیں مان سکتی"...... روڈی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جولیا یکدم ہی مسکرا دی۔

"روڈی۔ ایک ہوتی ہے زندگی اور ایک ہوتی ہے عزت۔ میری نظر میں عزت زندگی سے بڑھ کر قیمتی ہے تم مجھ سے میری عزت کا مطالبہ کر رہے ہو جو میں کسی بھی صورت میں پورا نہیں کروں گی۔ دوسری بات رہی تمہارے احسان والی تو وہ میں پہلے کہہ چکی ہوں کہ تم نے میری جان انسانی ہمدردی کی وجہ سے نہیں بچائی بلکہ اس لئے بچائی کہ تم کچھ دن تک میری عزت سے کھیل سکو"...... جولیا نے کہا۔

"تمہیں یہ مطالبہ ہر حال میں ماننا ہو گا۔ اگر خوشی سے نہیں مانو گی تو ہمیں زبردستی کرنا پڑے گی"...... روڈی نے دھمکی دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ریوالور نظر آنے

لگا۔

''ہوسکتا تھا کہ میں تمہارے احسان کی وجہ سے تمہیں زندہ چھوڑ جاتی۔ لیکن اب تم نے مجھ پر ریوالور نکال کر میرے اس ارادے کو ختم کر دیا ہے''...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی لات حرکت میں آئی اور گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا روڈی اڑتا ہوا دور جا گرا۔ اس کا سر فرش سے ٹکرایا جس کی وجہ سے اس کے منہ سے چیخ نکلی اور ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے ریوالور بھی نکل گیا۔ جولیا نے برق رفتاری سے ریوالور اٹھا لیا اور وہ روڈی کے اٹھنے کا انتظار کرنے لگی۔ لگتا تھا کہ روڈی کا سر بری طرح سے فرش سے ٹکرایا ہے کیونکہ وہ اپنے سر کو بار بار جھٹک رہا تھا۔ اسے صحیح طرح سے کھڑا ہونے میں چند لمحے لگ گئے اور پھر جیسے ہی وہ کھڑا ہوا اس کا ہاتھ اپنی جیب میں گیا اور پھر انتہائی تیزی سے ایک خنجر زوں کی آواز کے ساتھ جولیا کی طرف آیا۔

جولیا کو اس سے بچنے کے لئے بجلی سے بھی زیادہ تیزی کا مظاہرہ کرنا پڑا۔ وہ ترچھی ہوئی اور خنجر اس کی گردن کے قریب سے گزرتا چلا گیا۔ اپنے وار کو خالی جاتے دیکھ کر روڈی نے جولیا پر چھلانگ لگی دی۔ اس کے اچھلتے ہی جولیا نے اس پر فائر کر دیا۔ وہ جولیا سے چند قدم دور تھا کہ گولی اس کے ماتھے پر جا لگی۔ فائر کرتے ہی جولیا نے اپنی جگہ چھوڑ دی تھی۔ گولی کھا کر بھی وہ عین اسی جگہ آ گرا جہاں جولیا موجود تھی۔ نیچے گرتے ہی وہ تڑپنے لگا۔

ماتھے میں ہونے والے سوراخ سے خون بہہ رہا تھا۔ جب اس کا تڑپنا بند ہوا تو جولیا نے اس کی تلاشی لی۔ اس کی جیبوں سے کرنسی، چند چابیاں، کنگ کوبرا کا سروس کارڈ اور ریوالور کا سائیلنسر برآمد ہوا۔ اس نے وہ سائیلنسر اپنے ریوالور پر فٹ کر لیا اور پھر وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔ سیڑھیوں کے اختتام پر سپاٹ دیوار تھی۔ جولیا نے دیوار پر نظر دوڑائی تو ایک جگہ اسے پش بٹن دکھائی دیا۔ اس نے وہ بٹن پش کیا تو فوراً ہی دیوار میں خلا پیدا ہو گیا۔ وہ اس خلا سے دوسری طرف آ گئی۔ یہ کسی کمرے کا باتھ روم تھا۔ جولیا باتھ روم کے دروازے تک آئی اور پھر اس نے دوسری طرف کچھ سننے کی کوشش کی۔ لیکن دوسری طرف اسے مکمل خاموشی محسوس ہوئی تو اس نے آہستگی سے دروازہ کھولا اور دروازے میں سے جھانکا۔

یہ ایک بیڈ روم تھا لیکن اس وقت بیڈ روم میں کوئی نہیں تھا۔ جولیا باتھ روم سے نکل کر بیڈ روم میں آ گئی اور پھر اس نے بیڈ روم سے باہر جھانکا۔ باہر ایک صحن تھا۔ صحن کے بعد مین گیٹ تھا جو کہ کھلا ہوا تھا۔ صحن میں ایک جیپ کھڑی ہوئی تھی اور اس جیپ کے ساتھ ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کا منہ مین گیٹ کی طرف تھا اور اس کے منہ سے دھواں نکل رہا تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ وہ سگریٹ پی رہا ہے۔ جولیا نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا اور پھر اس نے کمرے کے دروازے پر ٹھوکر ماری اور خود دروازے کے پیچھے ہو گئی۔ نتیجہ اس کی مرضی کے مطابق نکلا۔ اگلے ہی لمحے قدموں

کی آواز ابھری۔

"روڈی۔ تم آ گئے ہو"...... جولیا کو ایک آواز سنائی دی اور پھر وہ شخص اندر آ گیا۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا جولیا نے اس کے سر کے پچھلے حصے پر ریوالور کا دستہ مارا۔ وہ لہرایا تو جولیا نے ایک اور وار کر دیا۔ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جولیا نے پہلے تو کمرے میں نظریں دوڑائیں پھر اس نے اس آدمی کی ٹائی اتاری اور اس کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے۔ اس کے بعد وہ اس کمرے سے نکلی اور اس نے باقی تمام کمروں کی تلاشی لی اور کوئی بھی آدمی یہاں موجود نہیں تھا۔

جولیا واپس پہلے والے کمرے میں آ گئی پھر اس نے اس آدمی کو سر سے پکڑا اور اسے گھسیٹتے ہوئے باتھ روم تک لے گئی وہ اس آدمی سے پوچھ گچھ کرنا چاہتی تھی اور پوچھ گچھ کے دوران اس آدمی کی چیخیں نکلنا تھیں جو باہر موجود لوگوں تک جا سکتی تھیں اس لئے اس نے اس کام کے لئے تہہ خانہ بہتر سمجھا۔ تہہ خانے سے آوازیں باہر نہیں آ سکتی تھیں اور اسے یہ اس لئے بھی کرنا پڑ رہا تھا کہ اس عمارت میں کوئی بھی کمرہ ساؤنڈ پروف نظر نہیں آیا تھا۔

باتھ روم میں داخل ہو کر جولیا نے اس آدمی کا سر چھوڑ دیا جس کی وجہ سے وہ آدمی باتھ روم کے فرش پر گر پڑا۔ جولیا آگے بڑھ کر پانی کے ٹینک کو دیکھنے لگی۔ چونکہ وہ اس قسم کے تہہ خانوں کے اوپن، کلوز سسٹم کو سمجھتی تھی اس لئے چند لمحوں بعد وہ تہہ خانے کا

راستہ اوپن کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ اس نے ایک بار پھر اس آدمی کا سر پکڑا اور اسے گھسیٹنے لگی۔ اسے گھسیٹ کر وہ تہہ خانے کی سیڑھیوں تک آئی اور پھر اس نے اس آدمی کو دھکا دے دیا۔ وہ آدمی سیڑھیوں سے پھسلتا ہوا نیچے جا گرا۔ جولیا بھی سیڑھیاں نیچے اترنے لگی۔ وہ تیسری سیڑھی نیچے اتری تو تہہ خانے کا خلا خود بخود بند ہو گیا۔

جولیا سیڑھیوں سے نیچے اتر کر تہہ خانے کے فرش پر پہنچی تو اسے وہ آدمی کراہتا ہوا دکھائی دیا۔ بندھا ہونے اور سیڑھیوں سے گرنے کی وجہ سے وہ زخمی ہو گیا تھا اور زخموں کی تکلیف کی وجہ سے اسے ہوش بھی آ گیا تھا۔ نیچے پہنچ کر جولیا نے تہہ خانے میں نظریں دوڑائیں تو اسے وہ خنجر نظر آ گیا جو روڈی نے اس پر پھینکا تھا۔ جولیا نے آگے بڑھ کر وہ خنجر اٹھا لیا اور پھر وہ اس آدمی کے قریب آ گئی۔ جو اوندھا پڑا کراہ رہا تھا۔ جولیا نے اسے سیدھا کیا اور خنجر اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

"تمہارا نام ٹونی ہے نا"...... جولیا نے خنجر اس کی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ لیکن وہ روڈی کہاں ہے"...... ٹونی نے کراہتے ہوئے پوچھا۔

"وہ دیکھو۔ ادھر اس کی لاش پڑی ہوئی ہے"...... جولیا نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ٹونی نے اس طرف دیکھا۔ روڈی کی لاش پڑی ہوئی دیکھ کر اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''تت۔ تت۔ تم نے اسے قتل کیا ہے۔ لل۔ لیکن تم تو زخمی اور بے ہوش تھیں''...... ٹونی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''میرے علاوہ یہاں کوئی اور نہیں ہے تو ظاہری سی بات ہے کہ میں نے اسے قتل کیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ''...... ٹونی نے اتنا کہا اور خاموش ہو کر خوفزدہ نظروں سے جولیا کو دیکھنے لگا۔

''اس وقت جزیرے پر کتنے لوگ موجود ہیں''...... جولیا نے سوالات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

''پچاس سے زیادہ ہیں۔ لیکن تقریباً چالیس کے قریب جلد ہی واپس چلے جائیں گے۔ کیونکہ وہ جان براؤن اور لیڈی شینا کی وجہ سے آئے تھے۔ اب وہ دونوں واپس چلے گئے ہیں تو یہ افراد بھی چلے جائیں گے''...... ٹونی نے کہا۔

''کتنے آدمی یہاں مستقل رہتے ہیں''...... جولیا نے پوچھا۔

''تیرہ افراد اس جزیرے پر مستقل رہتے ہیں اور ان تیرہ افراد کا انچارج روڈی تھا جسے تم نے مار ڈالا''...... ٹونی نے ایک مرتبہ پھر روڈی کی لاش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ساحل سمندر تک جانے کے لئے یہ خصوصی جیپ استعمال

ہوتی ہے نا''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہاں۔ یہاں سے ساحل سمندر تک صرف اسی جیپ پر ہی جایا جا سکتا ہے''...... ٹونی نے جواب دیا۔

''میں کس طرح سے محفوظ ہو کر ساحل سمندر تک جا سکتی ہوں''...... جولیا نے پوچھا۔

''کوئی بھی ایسا طریقہ نہیں ہے''...... ٹونی نے انکار کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میں اسی خنجر سے تمہاری ایک آنکھ نکال رہی ہوں۔ پھر بھی تم نے نہ بتایا تو میں تمہاری دوسری آنکھ بھی نکال دوں گی''...... جولیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے خنجر والا ہاتھ بلند کیا۔

''ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ بتاتا ہوں۔ تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ تم واقعی مجھے اندھا کر دو گی''...... ٹونی نے جلدی سے کہا۔

''تو کیا میں تمہارے ساتھ مذاق کر رہی ہوں''...... جولیا نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔ البتہ اس نے ہاتھ روک لیا تھا۔

''اگر تم جیپ ڈرائیو پر قابو پا لو اور اس کی وردی اور ٹوپی پہن کر کر جیپ میں جاؤ تو پھر بڑی حد تک تم محفوظ ہو کر جا سکتی ہو جیپ میں سمت بتانے والا میٹر بھی لگا ہوا ہے اگر جیپ منزل سے ادھر ادھر ہونے لگے تو میٹر نشان دہی کر دیتا ہے''...... ٹونی نے جولیا سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ڈرائیوروں کی وردی کہاں ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

"ڈرائیور ہر وقت وردی پہنے رہتا ہے۔ اسے قابو کر کے وردی اتار لینا"...... ٹونی نے کہا۔

"احمق۔ ڈرائیور کی ایکسٹرا وردی تو ہو گی میں اس کے بارے میں پوچھ رہی ہوں"...... جولیا نے کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ٹونی کے منہ پر ایک تھپڑ بھی مار دیا۔

"تمہارے سارے سوالوں کے جواب دے تو رہا ہوں۔ پھر مار کیوں رہی ہو"...... ٹونی نے کہا تو جولیا اس کے انداز پر ہنس پڑی۔ جولیا کو ہنستے دیکھ کر ٹونی نے اس طرح منہ بنایا جیسے اس نے کونین چبا لی ہو۔

"ہاں۔ تم جیپ ڈرائیور کی ایکسٹرا وردی کے بارے میں بتا رہے تھے"...... جولیا نے اپنی بات دوہراتے ہوئے کہا۔

"جس کمرے سے تم اس تہہ خانے میں پہنچی ہو اس کمرے سے دائیں طرف تیسرا کمرہ ہے اس کمرے کی کسی الماری میں ڈرائیور کی وردی اور ٹوپی ہو گی"...... ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب تم یہاں سے ساحل سمندر کا راستہ بھی مجھے سمجھا دو"۔ جولیا نے کہا تو ٹونی نے جولیا کو راستہ بھی سمجھا دیا۔

"اب آخری سوال اور وہ یہ کہ ساحل پر پہنچ کر سمندر کا سفر کیسے کروں گی"...... جولیا نے پوچھا۔

"ساحل سمندر پر دو موٹر بوٹ ہیں۔ ایک پر تو جان براؤن اور لیڈی شینا گئے ہوں گے جبکہ دوسری ساحل پر موجود ہو گی"...... ٹونی

نے کہا۔

"ان موٹر بوٹس کو چلاتا کون ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"ان موٹر بوٹس کو چلانے والے ساحل پر موجود ہیں۔ ساحل پر تین خیمے لگے ہوئے ہیں۔ ان خیموں میں موٹر بوٹس کے ڈرائیور اور سیکورٹی اہلکار رہتے ہیں"...... ٹونی نے کہا۔

"ٹونی۔ تم نے میرے ساتھ تعاون کیا ہے۔ میرے تمام سوالوں کے جواب دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ تم نے روڈی کی طرح مجھ سے کوئی ولگر بات بھی نہیں کی اس لئے میں تمہیں زندہ چھوڑ رہی ہوں۔ میں تمہیں بے ہوش کر کے یہاں سے چلی جاؤں گی"۔ جولیا نے کہا۔

"میں بندھا ہوا ہوں خود کو کھولوں گا کیسے۔ اس تہہ خانے میں تو روڈی اور میرے علاوہ کوئی نہیں آتا۔ روڈی مر چکا ہے میں بھی یہاں بھوکا پیاسا مر جاؤں گا"...... ٹونی نے کہا۔

"تم محض ٹائی سے بندھے ہوئے ہو۔ ہوش میں آنے کے بعد اس پر زور آزمائی کرنا۔ تم ٹائی کھول لو گے۔ اس کے علاوہ میں نے ڈرائیور کا بھی خاتمہ نہیں کرنا۔ اسے بھی بے ہوش کروں گی۔ ان لوگوں کو جب تم اور روڈی نہیں ملو گے تو وہ تمہاری تلاش کریں گے اور تہہ خانے میں تمہیں تلاش کر لیں گے"...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریوالور کا دستہ ٹونی کے سر کے پچھلے حصے پر مارا۔ وہ ایک ہی وار سے فرش پر گر پڑا۔ جولیا نے ایک اور وار بھی

اس کے سر پر کر دیا۔ پھر اس نے ٹونی کی نبض دیکھی۔ نبض سے اسے اندازہ ہوا کہ ٹونی کو ایک گھنٹے سے قبل ہوش نہیں آ سکتا۔ جولیا اٹھی اور سیڑھیوں کی طرف بڑھی اور پھر دو تین منٹوں بعد وہ ٹونی کے بتائے ہوئے کمرے میں پہنچ گئی۔ اس کمرے میں تین الماریاں موجود تھیں۔ ایک الماری میں اسے ڈرائیور کی وردی اور ٹوپی نظر آ گئی۔ اس نے اپنے کپڑوں کے اوپر ہی وردی پہن لی اور سر پر ٹوپی بھی رکھ لی۔

''روڈی صاحب۔ ٹونی صاحب کہاں ہیں آپ''...... جولیا ابھی اس کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی کہ اسے ایک آواز سنائی دی۔ جولیا نے ریوالور نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا اور پھر اس نے دروازے کو ٹھوکر ماری۔ دروازے کو ٹھوکر لگی تو اسے اس طرف قدموں کی آواز آتی ہوئی سنائی دی۔ جولیا دروازے کے پیچھے ہو گئی اور پھر دروازہ کھلا اور وردی میں ملبوس ڈرائیور اندر آ گیا۔ جولیا نے برق رفتاری سے اس کی گردن پر ریوالور کا دستہ مارا۔ یہ ایک ہی وار نہایت ہی جچا تلا تھا۔ ڈرائیور کی نبض سے بھی اندازہ ہوا کہ اسے ایک گھنٹے سے پہلے ہوش نہیں آ سکتا۔

جولیا، ڈرائیور کی نبض چیک کرنے کے بعد اٹھی اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل آئی۔ ڈرائیور کی وردی اور ٹوپی پہننے کے بعد کوئی اسے آسانی سے نہیں پہچان سکتا تھا کہ وہ مرد ہے یا عورت۔ وہ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی۔ چابی اگنیشن میں موجود تھی۔

اس نے چابی گھمائی تو جیپ سٹارٹ ہو گئی۔ مین گیٹ اب بھی کھلا ہوا تھا اس لئے وہ جیپ کو اس عمارت سے باہر لے آئی باہر نکل کر اس نے ایک لمحے کے لئے جیپ روک کر ادھر ادھر دیکھا۔ اس نے ٹونی سے اچھی طرح راستہ سمجھ لیا تھا اس لئے راستے کا تعین کرنے کے بعد اس نے جیپ آگے بڑھا دی۔ وہ بغیر کسی رکاوٹ اور دشواری کے آگے بڑھنے لگی۔ جیپ میں لگا سپیشل میٹر بتا رہا تھا کہ وہ صحیح سمت میں سفر کر رہی ہے۔

تقریباً تیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ساحل سمندر پر پہنچ گئی۔ اس نے ساحل کے قریب ہی تین خیمے لگے دیکھے۔ جیپ کی آواز سن کر ان خیموں میں سے کچھ افراد باہر نکل آئے۔ جولیا انہیں دھوکا دے کر یا ان سے بچ کر موٹر بوٹ میں نہیں بیٹھ سکتی تھی۔ موٹر بوٹ بھی جولیا کو نظر آ گئی تھی۔ جولیا نے سوچا کہ یہاں موجود افراد کو اس کی اصلیت معلوم ہو گی تو انہوں نے جولیا کو مار دینا ہے۔ لہٰذا ان افراد کا خاتمہ ضروری تھا اس لئے جولیا نے مشین پسٹل نکال لیا۔ خیموں سے باہر آنے والوں کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ جیپ کی بجائے موت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

''ڈرائیور کی اولاد۔ تو کیا کرنے آ گیا ہے''...... آنے والوں میں سے ایک آدمی نے نہایت ہی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔ انہیں ابھی تک جولیا کا چہرہ نظر نہیں آیا تھا اور وہ سمجھ رہے تھے کہ جیپ کا ڈرائیور وہاں آیا ہے۔ جب وہ چند قدم دور رہ گئے تو جولیا نے

جیپ کی کھڑکی میں سے ہاتھ باہر نکالا اور بے دریغ فائرنگ شروع کر دی۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی تو اس بات کی توقع نہیں تھی۔ لہٰذا وہ سب ہی ریت کی بوریوں کی مانند گرتے چلے گئے جبکہ فائرنگ کی آواز سن کر درختوں پر بیٹھے ہوئے پرندے اڑ گئے۔

جولیا رینگ کر جیپ سے نیچے اتری اور جیپ کی پچھلی طرف پہنچ گئی لیکن ان کے علاوہ کوئی اور خیموں سے باہر نہ آیا۔ جس سے جولیا نے اندازہ لگایا کہ یہاں صرف یہی لوگ تھے۔ جولیا انتہائی محتاط انداز میں جیپ کے پیچھے سے نکل کر موٹر بوٹ کی طرف بڑھی۔ وہ جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ فائرنگ کی آواز سن کر جزیرے کے اندر موجود افراد ساحل کی طرف دوڑتے آئیں گے اور پھر اس کا یہاں سے نکلنا دشوار ہو جائے گا۔ وہ موٹر بوٹ کی طرف بڑھ رہی تھی لیکن اس کی نظریں خیموں کی طرف تھیں۔ وہ موٹر بوٹ تک پہنچ گئی۔ لیکن خیموں سے اور کوئی باہر نہ آیا۔ اگلے لمحوں بعد ہی موٹر بوٹ کھلے سمندر میں پہنچ گئی۔

سمارٹرا جزیرہ ابھی چند فرلانگ دور تھا کہ عمران نے موٹر بوٹ آہستہ کر لی۔ ان کے لباس واٹر پروف تھے اور ان کے پاس مختصر سامان بھی واٹر پروف تھیلوں میں تھا۔

”عمران صاحب۔ ساحل پر کسی قسم کی چہل پہل نظر نہیں آ رہی“...... صفدر نے عمران سے کہا۔ اس نے دور بین آنکھوں سے لگائی ہوئی تھی۔ ساحلی پٹی اب قریب آ چکی تھی۔ عمران کو سمندر میں ابھری ہوئی ایک چھوٹی سی پہاڑی نظر آئی تو اس نے موٹر بوٹ اس کے قریب روک لی۔ تنویر نے موٹر بوٹ میں رکھا ہوا رسہ اٹھا لیا اور پھر وہ سمندر میں اتر کر اس پہاڑی کی طرف بڑھا۔ پہاڑی کے ایک ابھرے ہوئے نوکیلے پتھر سے اس نے اسے باندھ دیا۔ اس رسے کے دوسرے سرے سے موٹر بوٹ بندھی ہوئی تھی۔ چلنے سے پہلے انہوں نے معلومات بھی حاصل کر لی تھیں اور اسی کے مطابق

انتظامات بھی کر لئے تھے۔ تنویر پتھر سے رسہ باندھ چکا تو عمران، صفدر، خاور اور وان ہڈ موٹر بوٹ سے نیچے اتر آئے اور پھر وہ سب تیرتے ہوئے ساحلی پٹی کی طرف بڑھنے لگے۔ کچھ ہی دیر میں وہ ساحل پر پہنچ گئے۔ ریت پر پہنچ کر صفدر ایک درخت پر چڑھ گیا اور دوربین سے دیکھنے لگا۔

"عمران صاحب۔ تین خیمے تو اس طرف نظر آ رہے ہیں لیکن وہاں کوئی آدمی دکھائی نہیں دے رہا"...... صفدر نے درخت سے نیچے اتر کر ان کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"وہ لوگ خیموں کے اندر ہوں گے"...... خاور نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عمران صاحب۔ اگر ہم درختوں میں سے ہوتے ہوئے آگے بڑھیں گے تو امید ہے کہ ہم انہیں نظر آئے بغیر ان کے قریب پہنچ جائیں گے"...... وان ہڈ نے کہا تو عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔ اس کے بعد وہ درختوں کے درمیان میں ہی چلنے لگے اور تھوڑی دیر میں خیموں کے قریب پہنچ گئے۔ صفدر ایک بار پھر درخت پر چڑھ کر دوربین سے خیموں کا جائزہ لینے لگا۔

"عمران صاحب۔ خیموں کی دوسری جانب ایک جیپ بھی کھڑی ہوئی ہے اور ریت پر کچھ لوگ بھی پڑے ہوئے ہیں لیکن وہ زندہ حالت میں نہیں ہیں"...... درخت سے نیچے اتر کر صفدر نے عمران سے کہا۔ عمران نے اس کے ہاتھ سے دوربین لی اور پھر وہ خود

درخت پر چڑھ گیا۔ وہ خیموں کی پشت پر تھے اور عمران کو خیموں کے سامنے ایک جیپ دکھائی دی اور زمین پر کچھ آدمی ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ صفدر کا اندازہ درست تھا کہ یہ افراد مر چکے تھے۔ عمران بھی درخت سے نیچے اتر آیا اور پھر اس نے سب کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ انہوں نے مشین پسٹل اپنے ہاتھوں میں لے لئے تھے اور وہ نہایت ہی محتاط انداز میں چلتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

تقریباً پانچ منٹ بعد وہ خیموں والی جگہ پر پہنچ کر اور زیادہ محتاط ہو گئے تھے۔ وہ چند لمحے دم سادھے کھڑے رہے اور کسی قسم کی آواز سننے کی کوشش کرتے رہے لیکن انہیں کوئی بھی آواز سنائی نہیں دی تو وہ خیموں کے سامنے والے حصے پر آ گئے۔ انہوں نے بہت ہی محتاط انداز میں خیموں کے اندر جھانکا۔ خیموں کے اندر کوئی بھی نہیں تھا۔ پھر وہ مرے ہوئے افراد کے قریب آئے۔ ان سب کو گولیاں لگی ہوئی تھیں اور ان کا خون ریت میں جذب ہو چکا تھا۔ لاشوں کی حالت بتا رہی تھی کہ ان افراد کو مرے ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی۔

"میرے اندازے کے مطابق اس جیپ میں آنے والے نے انہیں فائرنگ کر کے مارا ہے اور جیپ میں آنے والا ان کا واقف تھا۔ انہیں توقع ہی نہیں تھی کہ وہ ان پر فائرنگ کر دے گا"۔ عمران نے کہا تو کسی نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی۔ وہ سب جانتے تھے

کہ عمران کے تجزیئے اور اندازے درست ثابت ہوتے تھے۔ عمران لاشوں کو چھوڑ کر جیپ کی طرف بڑھا۔ اس نے جیپ کا جائزہ لیا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ سپیشل قسم کی جیپ ہے اور اس میں منزل کا تعین کرنے والا میٹر بھی لگا ہوا ہے۔

''آ جاؤ۔ ہم نے آگے بڑھنا ہے''...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ خود جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اگنیشن میں لگی ہوئی چابی اس نے دیکھ لی تھی۔ اس نے چابی گھما کر جیپ سٹارٹ کی اور اس دوران اس کے ساتھی بھی جیپ میں سوار ہو گئے۔ عمران نے جیپ موڑی اور پھر وہ آگے بڑھنے لگے۔ اس جزیرے میں کنگ کوبرا کی جو بلڈنگ تھی اسے کوبرا ہاؤس کا نام دیا گیا تھا۔ عمران نے اس کا حدود اربعہ معلوم کر لیا تھا اور سمت و منزل کا تعین کرنے والا میٹر بھی اس کی رہنمائی کر رہا تھا۔ وہ صحیح سمت میں کوبرا ہاؤس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ جان براؤن اور لیڈی شینا جولیا کو لے کر اسی کوبرا ہاؤس میں آئے ہوئے تھے۔

جیپ کو چلتے ہوئے ابھی پانچ منٹ ہی ہوئے تھے کہ فائرنگ کی تیز آواز گونج اٹھی۔ عمران نے ایک دم بریک لگائی اور وہ سب برق رفتاری سے جیپ سے کود گئے۔ نیچے کودتے ہی انہوں نے مختلف درختوں کے پیچھے پناہ لے لی۔ پھر فائرنگ کرنے والے چند افراد ان کی نظروں میں آ گئے اور نہوں نے جوابی فائرنگ شروع کر دی۔ عمران اور وان ہڈ دور تک پھیل گئے۔ تقریباً آدھ گھنٹے کی لڑائی

کے بعد فائرنگ کا سلسلہ رک گیا۔ ان کے اندازے کے مطابق ان پر فائرنگ کرنے والے تمام افراد کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ جب وہ سب جیپ کے قریب اکٹھے ہوئے تو عمران نے ایک آدمی کو کندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ عمران نے اسے زمین پر لٹا دیا اور اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے لگا۔ جلد ہی وہ ہوش میں آ گیا اور خود کو دشمنوں کے نرغے میں دیکھ کر وہ خوفزدہ ہو گیا۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... عمران نے سخت اور سرد لہجے میں اس آدمی سے پوچھا۔

''جان ٹیلر''...... اس آدمی نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیا۔

''تفصیل بتاؤ۔ ادھر کیوں آ رہے تھے اور ہم پر فائرنگ کیوں کی''...... عمران نے بدستور سخت لہجے میں کہا۔

''بہت دیر پہلے ہمیں ساحل پر سے فائرنگ کی آواز سنائی دی تھی اور ہم سب لاڈان سے آئے ہوئے کنگ کوبرا کے ممبران اس فائرنگ کی وجہ معلوم کرنے کے لئے ساحل کی طرف آنے لگے۔ فاصلہ چونکہ بہت زیادہ ہے اور ہم سب پیدل تھے اس لئے ہمیں وقت بہت لگ رہا تھا۔ آگے بڑھتے ہوئے ہمارے کانوں میں جیپ کی آواز پڑی تو ہمارے ایک آدمی نے درخت پر چڑھ کر دوربین سے دیکھا اور پھر اس نے بتایا کہ جیپ میں اجنبی افراد ہیں۔ ہم سمجھ گئے کہ تمہی نے ساحل پر فائرنگ کی ہے اور یقیناً ساحل پر موجود ہمارے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ لہٰذا جیسے ہی تم قریب

آئے ہم نے تم پر فائرنگ کر دی لیکن تم انسان نہیں چھلاوہ قسم کی مخلوق ہو''...... جان ٹیلر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تمہارے ساتھی یقیناً ساحل پر مرے پڑے ہیں لیکن ہم نے انہیں نہیں مارا اور نہ ہی ساحل پر ہونے والی فائرنگ ہم نے کی ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم نے فائرنگ نہیں کی تو پھر کس نے کی ہے''...... جان ٹیلر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ایڈیٹ۔ ہم تم سے ڈرتے ہیں جو تم سے جھوٹ بولیں گے''...... تنویر نے اسے تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔ تنویر کا تھپڑ کھا کر وہ الٹ گیا تو تنویر نے اس گردن سے پکڑ کر سیدھا کر دیا۔

''اس جزیرے پر جان براؤن اور شینا آئے ہوئے ہیں۔ ایک سوئش لڑکی جولیا کے ساتھ''...... عمران نے کہا۔

''لڑکی سے معلومات حاصل کرنے کے لئے جان براؤن نے لڑکی پر تشدد کیا لیکن لڑکی نے کچھ نہ بتایا تو جان براؤن نے غصے میں آ کر لڑکی کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔ پھر وہ دونوں خود تو چلے گئے البتہ کوبرا ہاؤس کے انچارج روڈی کو ہدایت کر گئے کہ وہ لڑکی کی لاش کو ٹھکانے لگا دے۔ سو روڈی اور ٹونی نے لڑکی کی لاش کو ٹھکانے بھی لگا دیا ہے''...... جان ٹیلر نے کہا۔ اس کے لہجے سے ہی لگ رہا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔ اس کی بات سن کر ان سب کو گویا سکتہ سا ہو گیا ہو۔ جان ٹیلر نے ان سب کو دیکھا اور حیران

ہونے لگا۔

''ہیلو۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں''...... جان ٹیلر نے ان سے مخاطب ہو کر کہا لیکن ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا۔ اس نے دو تین بار آوازیں دیں لیکن اسے کوئی جواب نہ ملا تو وہ ڈرتے ڈرتے اٹھا۔ اس کے اٹھنے کا بھی کسی نے نوٹس نہ لیا۔ وہ اٹھا اور اس نے ایک قدم آگے بڑھایا۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ فرار ہو جائے لیکن ابھی اس نے ایک ہی قدم اٹھایا تھا کہ وان ہڈ نے اپنے مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ماحول ایک بار پھر فائرنگ سے گونج اٹھا اور جان ٹیلر چیختا ہوا زمین پر گرا اور گر کر تڑپنے لگا۔ فائرنگ کی آواز اور جان ٹیلر کی چیخ نے ان سب کا سکتہ توڑ دیا اور انہیں جیسے ہوش آ گیا۔

''بکواس کی ہے جان ٹیلر نے''...... عمران نے اس سب کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے اپنے لہجے میں مضبوطی نہیں تھی۔

''عمران۔ جان ٹیلر کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا تھا''۔ تنویر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں جو کہہ رہا ہوں کہ جان ٹیلر نے غلط کہا ہے۔ آؤ۔ ہم کچھ ہی دیر میں جولیا تک پہنچ جائیں گے''...... عمران نے یقین بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اٹھ کر وہ جیپ کی طرف بڑھا۔ وہ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تو باقی افراد بھی چپ چاپ جیپ میں آ بیٹھے۔ عمران نے ایک بار پھر جیپ سٹارٹ کی اور جیپ آگے

بڑھنے لگی۔ تقریباً بیس منٹ تک جیپ چلتی رہی اور ایک بار پھر فائرنگ کی تیز آواز گونجی تو عمران اور اس کے ساتھیوں نے برق رفتاری کا مظاہرہ کیا۔ وہ جیپ سے کودے اور پھیل کر کافی دور تک بکھر گئے۔ ان پر فائرنگ کرنے والے انہیں نظر آ رہے تھے۔ اس لئے ان کے درمیان مقابلہ ہونے لگا۔ کچھ دیر بعد اس حملہ آور گروپ کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ یہاں بھی عمران نے ایک آدمی کو زندہ پکڑ لیا تھا اور اس آدمی نے ڈرائیوروں کی سی وردی پہنی ہوئی تھی۔ جیپ کے قریب پہنچ کر عمران نے اسے بھی زمین پر لٹا دیا۔ وہ چونکہ بے ہوش تھا اس لئے عمران نے اس کے منہ پر بھی تھپڑ مارے۔ چار پانچ تھپڑوں کے بعد وہ چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔

''تم اسی جیپ کے ڈرائیور ہو''...... عمران نے جیپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں اسی جیپ کا ڈرائیور ہوں۔ تم اسے کہاں لے گئے تھے اور کیسے لے گئے تھے اور تم کون ہو''...... اس آدمی نے جیپ کو دیکھنے کے بعد تیز لہجے میں کہا تو تنویر نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔

''سوال تم نے نہیں کرنے بلکہ ہم نے کرنے ہیں۔ سمجھے''۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم یہ بتاؤ کہ جب یہ جیپ غائب ہوئی تو تم کہاں تھے''...... عمران نے ڈرائیور سے پوچھا۔

''میں روڈی صاحب کو کہہ کر جزیرے کا ایک چکر لگانے گیا ہوا تھا۔ جب میں واپس آیا اور کمرے میں داخل ہوا تو کسی نے میرے سر پر چوٹ ماری جس سے میں بے ہوش ہو گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو جیپ غائب تھی۔ میں گھبرا گیا اور اسی گھبراہٹ میں میں بھاگتا ہوا اپنے ان ساتھیوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے بتایا کہ جیپ کو تو کوئی آدمی کافی دیر پہلے لے گیا ہے اور چونکہ اس نے میری یونیفارم اور کیپ پہنی ہوئی تھی اس لئے وہ سب یہ سمجھتے رہے کہ میں ساحل کی طرف جا رہا ہوں۔ میں یہ سن کر بہت ہی پریشان ہوا۔ میرے ساتھی بھی پریشان ہوئے۔ ہم کافی دیر تک سوچتے رہے کہ اب کیا کیا جائے۔ پھر ہم نے جیپ کی آواز سنی جیپ نظر آئی تو اس میں تم لوگ موجود تھے۔ ہم نے تم پر فائرنگ کی لیکن ہماری فائرنگ بے نتیجہ رہی''...... ڈرائیور نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہوش میں آنے کے بعد تم نے روڈی سے نہیں پوچھا کہ جیپ کہاں گئی''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ مجھے تو روڈی کا خیال ہی نہیں آیا۔ میں تو فوراً ان لوگوں کی طرف بھاگا جو راستے کی نگرانی کرتے ہیں۔ میرے ذہن میں یہی تھا کہ انہیں معلوم ہو گا کہ جیپ کون لے گیا ہے''۔ ڈرائیور نے کہا۔

''روڈی اور ٹونی اس وقت کہاں ہیں''...... عمران نے ڈرائیور سے کوبرا ہاؤس کے انچارج کے بارے میں پوچھا۔

”وہ اس طرف نہیں آئے تو وہ کوبرا ہاؤس میں ہی ہوں گے“۔ ڈرائیور نے کہا۔

”جان براؤن اور شینا ایک لڑکی کے ساتھ آئے تھے۔ اب وہ لوگ کہاں ہیں“...... عمران نے پوچھا۔

”جان براؤن اور لیڈی شینا کو تو میں آج ساحل پر پہنچا آیا تھا۔ جہاں وہ موٹر بوٹ پر بیٹھ کر چلے گئے۔ لڑکی کے بارے میں ان دونوں نے مجھے بتایا تھا کہ لڑکی نے ان کے سوالوں کے جواب نہیں دیئے اور غصے میں آ کر جان براؤن نے اسے تین گولیاں مار دیں جس سے وہ لڑکی ہلاک ہو گئی“...... ڈرائیور نے کہا تو عمران ہونٹ کاٹنے لگا۔ ڈرائیور کا لہجہ بھی بتا رہا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے لیکن ایک اس کا دل تھا جو اس بات کو ماننے سے انکار کر رہا تھا۔ اس سوال کے بعد چند لمحے خاموشی رہی۔

”تم ہمیں روڈی اور ٹونی سے ملواؤ“...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد عمران نے ڈرائیور سے کہا۔

”اوکے۔ چلو میرے ساتھ“...... ڈرائیور نے کہا پھر وہ سب جیپ میں بیٹھے اور جیپ ایک مرتبہ پھر چلنے لگی۔ ایک ڈیڑھ منٹ بعد ہی انہیں کوبرا ہاؤس نظر آ گیا۔ عمران نے اس کے قریب جا کر جیپ روک دی۔ جیپ کی آواز سن کر عمارت میں سے کوئی بھی باہر نہیں نکلا تھا۔

”کہاں ہیں یہ روڈی اور ٹونی۔ جیپ کی آواز سن کر باہر کیوں

نہیں آئے“...... عمران نے کہا۔

”فائرنگ کی آواز سن کر وہ صورت حال معلوم کرنے کے لئے گئے ہوں گے“...... ڈرائیور نے کہا۔

”اوکے“...... عمران نے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے آگے بڑھا۔ بلڈنگ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ جیپ طوفانی رفتار سے آگے بڑھی اور بلڈنگ میں داخل ہو گئی۔ اس کا خیال تھا کہ اندر سے ٹونی اور روڈی جیپ پر فائرنگ کر سکتے ہیں لیکن ان پر کوئی فائرنگ نہیں ہوئی۔ جیپ اندر پہنچی تو عمران نے ایک جھٹکے سے جیپ روکی۔ وہاں کسی کی موجودگی کے آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔ ڈرائیور کی بات صحیح معلوم ہو رہی تھی کہ روڈی اور ٹونی فائرنگ کی آواز کے بعد صورتحال کا جائزہ لینے کے لئے باہر نکل گئے ہوں گے۔

”تم میرے ساتھ تمام کمروں میں چلو۔ میں نے کمرے چیک کرنے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ آؤ میرے ساتھ“...... ڈرائیور نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا تو عمران جیپ سے نیچے اتر آیا۔

”تم لوگ مختلف جگہوں پر پھیل جاؤ اور خیال رکھو“...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اس کے بعد وہ ڈرائیور کے ساتھ کمروں کی طرف بڑھا تو تنویر بھی ان کے ساتھ آ گیا۔

”عمران۔ میں بھی تمہارے ساتھ رہوں گا“...... تنویر نے کہا تو عمران نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ انہوں نے پوری بلڈنگ کی تلاشی

لے لی۔ روڈی، ٹونی اور جولیا کہیں بھی دکھائی نہ دیئے۔ تلاشی کے بعد وہ واپس صحن میں آ گئے۔ عمران کے دیگر ساتھی نظر نہیں آ رہے۔ وہ عمران کے کہنے کے مطابق مختلف جگہوں پر نگرانی کر رہے تھے۔

''اس عمارت میں تہہ خانہ بھی تو ہو گا''...... عمران نے ایک خیال کے تحت ڈرائیور سے پوچھا۔

''ہاں۔ تہہ خانہ ہے تو سہی۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اس کا راستہ کس کمرے سے جاتا ہے لیکن میں کبھی تہہ خانے میں گیا نہیں۔ روڈی چونکہ ہمارا انچارج ہے وہی جاتا رہتا ہے''۔ ڈرائیور نے جواب دیا۔

''ایڈیٹ۔ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ یہاں تہہ خانہ بھی ہے''...... تنویر نے اسے تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔

''تم نے پہلے پوچھا ہی کب ہے''...... تھپڑ کھا کر ڈرائیور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''بکواس بھی کرتے ہو جب تمہیں کہا ہے کہ پوری عمارت کی تلاشی لینی ہے تو کیا عمارت میں تہہ خانہ شامل نہیں ہے''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک اور تھپڑ ڈرائیور کے منہ پر مار دیا۔

''اب مرو۔ آگے بڑھو اور ہمیں تہہ خانے میں لے کر چلو''۔ تنویر نے تھپڑ مارنے کے بعد ڈرائیور کو دھکا دیتے ہوئے کہا۔ دھکا

کھا کر ڈرائیور نیچے گرا تو تنویر نے اس کے پہلو میں لات مار دی۔

''کمبخت۔ اسی طرح نخرے کرتا رہے گا یا مرے گا بھی''...... تنویر نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا۔ کوئی اور موقع ہوتا تو تنویر کے اس عمل پر عمران ضرور ہنستا لیکن اس وقت اسے جولیا کی فکر تھی۔ اس لئے اس کے چہرے پر سنجیدگی طاری رہی۔

''آگے بڑھنے کا موقع دو گے تو بڑھوں گا''...... ڈرائیور نے چیختے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر ایک طرف بڑھنے لگا۔ عمران اور تنویر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ ڈرائیور کے ساتھ چلتے ہوئے وہ ایک کمرے کے باتھ روم میں پہنچ گئے۔

''اس باتھ روم سے تہہ خانے کا راستہ جاتا ہے''...... ڈرائیور نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ راستہ اوپن کرو''...... عمران نے کہا تو اس نے راستہ اوپن کر دیا۔ باتھ روم کی ایک دیوار میں خلا پیدا ہو گیا تھا۔ وہ تینوں اس خلا میں داخل ہو گئے۔ دوسری طرف سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں۔ وہ سیڑھیاں نیچے اترنے لگے۔ تقریباً بارہ تیرہ سیڑھیوں کے بعد فرش آ گیا۔ تہہ خانے میں دو ٹیوب لائٹس روشن تھیں۔ جن کی وجہ سے تہہ خانے میں خوب روشنی ہو رہی تھی۔ سیڑھیوں پر سے انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ ایک آدمی کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ وہ ہوش میں تھا اور زور آزمائی کر رہا تھا۔ جبکہ ایک اور آدمی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ لاش کے قریب خون نظر آ رہا تھا۔

''اوہ۔ ٹونی صاحب۔ کیا ہوا''...... ڈرائیور نے تیزی سے بندھے ہوئے آدمی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ ٹونی نے عمران اور تنویر کو بھی دیکھ لیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں سوالیہ تاثرات تھے۔

''یہ بتاؤ کہ جولیا کہاں ہے''...... عمران نے ٹونی کے قریب پہنچتے ہوئے کہا تو اس نے طویل سانس لیا۔

''وہ لڑکی بہت ہی تیز، بہادر اور بہترین فائٹر تھی۔ جان براؤن نے اسے تین گولیاں ماری تھیں''...... ٹونی نے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔ عمران اور تنویر کے دل کی دھڑکن میں اضافہ ہو گیا تھا۔

''آگے بولو۔ پھر کیا ہوا''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اس لمحے اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔

''جان براؤن اور شینا نے ہم سے کہا تھا کہ ہم جولیا کی لاش کو ٹھکانے لگا دیں اور وہ خود ڈرائیور کے ساتھ چلے گئے تھے''...... ٹونی نے کہا اور اور پھر خاموش ہو گیا۔

''پھر تم نے اس کی لاش کو ٹھکانے لگایا''...... عمران کے لہجے میں بھیڑیوں جیسی غراہٹ شامل ہو گئی تھی۔

''نہیں۔ جب ہم نے جولیا کی لاش کو ٹھکانے لگانے کے لئے اٹھایا تو ہمیں محسوس ہوا کہ جولیا کا جسم گرم ہے اور اس کی سانسیں چل رہی ہیں۔ ہم نے جولیا کو چیک کیا تو اس کے دونوں بازوؤں میں ایک ایک گولی لگی تھی جبکہ تیسری گولی رگڑ کھاتے ہوئے نکل گئی تھی۔ میڈیکل بکس اسی کمرے میں موجود تھا ہم نے جولیا کو لگی

ہوئی دونوں گولیاں نکال لیں۔ اس کی مرہم پٹی کر دی اور اسے انجکشن بھی لگا دیئے۔ اس کے بعد اس جزیرے میں پائی جانے والی راول بوٹی کا رس بھی اسے پلا دیا۔ یہ رس زخموں کو جلد بھرتا ہے اور جسم میں توانائی پیدا کرتا ہے''...... ٹونی نے کہا اور پھر سانس لینے کے لئے رکا۔ اس کی بات سن کر عمران اور تنویر نے اطمینان کا سانس لیا اور ان کے چہرے پر چھائی ہوئی پتھروں جیسی سختی ایک دم ہی ختم ہو گئی۔

''پھر کیا ہوا''...... ٹونی چند لمحوں تک خاموش رہا تو عمران نے اس سے پوچھا۔

''ہم جولیا کو سب کی نظروں سے اوجھل رکھنا چاہتے تھے۔ اس لئے اسے اس تہہ خانے میں لے آئے کیونکہ اس تہہ خانے میں ہم دونوں کے علاوہ کسی کا آنا جانا نہیں ہے۔ جولیا کو اس تہہ خانے میں چھوڑ کر ہم واپس اوپر پہنچے۔ ڈرائیور، جان براؤن اور شینا کو پہنچا کر آیا تو جزیرے میں گھومنے پھرنے کے لئے چلا گیا اور ہمارے اندازے کے مطابق جولیا کی حالت بھی سنبھل گئی تھی۔ لہٰذا روڈی تہہ خانے میں جولیا کے پاس چلا گیا۔ پھر نجانے کیا ہوا۔ بس مجھے تو اتنا یاد ہے کہ اوپر کمرے میں کھٹکا ہوا تو میں سمجھا کہ روڈی واپس آ گیا ہے۔ میں کمرے میں داخل ہوا تو میرے سر پر چوٹ لگی اور میں بے ہوش ہو گیا۔ پھر میں ہوش میں آیا تو میں نے دیکھا کہ روڈی کی لاش پڑی ہوئی تھی میرے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ میں

اس تہہ خانے میں موجود تھا اور جولیا میرے سامنے تھی۔ جولیا نے مجھے مجبور کیا کہ میں اسے راستہ سمجھاؤں اور بحفاظت ساحل تک جانے کا طریقہ بتاؤں۔ میں نے اسے بتایا کہ وہ ڈرائیور کی وردی اور ٹوپی پہن کر جیپ پر جائے گی تو کوئی بھی اسے نہیں روکے گا۔ راستہ بھی میں نے جولیا کو سمجھایا تھا۔ اس کے بعد جولیا نے ریوالور کا دستہ مار کر مجھے بے ہوش کر دیا۔ پھر جب مجھے ہوش آیا تو میں نے ٹائی کھولنے کی بہت کوشش کی لیکن یہ کھل نہیں رہی تھی۔ پھر تم لوگ آ گئے ہو''...... تمام تفصیل بتانے کے بعد ٹونی خاموش ہو گیا۔

''کنگ کوبرا کا چیف انتھونی لاڈان میں مارا جا چکا ہے اور اس جزیرے پر موجود کنگ کوبرا کے تمام آدمی بھی ختم ہو گئے ہیں صرف تم دونوں ابھی تک زندہ ہو۔ اب تم بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے''...... عمران نے کہا تو ٹونی اور ڈرائیور حیران رہ گئے۔ انتھونی کی موت کا انہیں یقین نہیں آ رہا تھا۔

''چیف انتھونی کیسے مارے جا سکتے ہیں۔ یہ جھوٹ ہے''۔ ٹونی نے بے یقینی سے کہا۔

''یقین کرو نہ کرو۔ ہمیں کیا فرق پڑتا ہے۔ تنویر انہیں اس طرح بے ہوش کر دو کہ یہ ایک گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہ آ سکیں''۔ عمران نے پہلے ٹونی اور پھر تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''بے ہوش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ختم کرو انہیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جزیرے میں جتنے لوگ بھی مارے جا چکے ہیں وہ سب ہمارا مقابلہ کرتے ہوئے مرے ہیں۔ یہ لوگ ہمارا مقابلہ تو نہیں کر رہے یہ تو اس وقت کمزور اور بے بس ہیں بے بسوں کو مارنا مردانگی نہیں ہے''...... عمران نے کہا تنویر نے اس کی بات سن کر سر کو جھٹکا دیا لیکن اس نے عمران کے کہنے پر عمل بھی کیا۔ اس نے مشین پسٹل کے دستے دونوں کے سر پر مارے تو وہ بے ہوش ہو گئے۔ تنویر نے ان کی نبض بھی چیک کی۔ پھر اس نے عمران کو چلنے کا اشارہ کیا اور وہ دونوں سیڑھیوں کی طرف بڑھے۔

جولیا لاڈان پہنچ چکی تھی۔ لاڈان سے سوئٹزر لینڈ جانے کے لئے ہوائی کے علاوہ بحری جہاز، ٹرینیں اور بسیں بھی جاتی تھیں۔ جولیا نے بس میں جانا بہتر سمجھا۔ وہ سوئٹزر لینڈ جانے والی بس میں سوار ہو گئی اور پھر سوئٹزر لینڈ میں گزرے ہوئے دن اسے یاد آنے لگے۔ بچپن سے لے کر اور کالج کے زمانے تک کے تمام دن اس نے یاد کئے۔ سوئٹزر لینڈ کی سرحد شروع ہوئی تو ایک چیک پوسٹ پر سوئس پولیس نے بس روک لی۔ بس میں زیادہ تر سوئس مسافر ہی تھے۔ چند غیر ملکی بھی تھے۔ پولیس نے غیر ملکیوں کی تو اچھی طرح چیکنگ کی۔ البتہ سوئس مسافروں کو سرسری انداز میں چیک کیا۔ پولیس افسر جولیا کے قریب آیا تو اس کی شخصیت سے متاثر ہو کر ہی وہ آگے بڑھ گیا۔

کچھ دیر کے سٹاپ کے بعد بس پھر چلنے لگی۔ جولیا نے بس کا

سفر کیا ہی اس لئے تھا کہ اسے معلوم تھا کہ بس میں سرسری چیکنگ ہوتی ہے۔ طویل سفر کے بعد بس سوئٹزر لینڈ پہنچ گئی۔ سرحدی شہر سے جنیوا کا سفر اس نے ٹرین میں کیا۔ جولیا کو معلوم تھا کہ اس کے ساتھی اس کی تلاش میں گریٹ لینڈ پہنچ چکے ہیں لیکن اس کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ انہیں تلاش کرتی۔ اس کا موبائل فون جیب میں نہیں تھا جس کا مطلب تھا کہ انتھونی یا جان براؤن نے اس کا موبائل فون نکال لیا ہے۔ فی الحال وہ ایکسٹو سے بھی رابطہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

جان براؤن اور شینا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بہت سے رازوں سے واقف ہو چکے تھے اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کارروائی کر سکتے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کوئی کارروائی کرتے یا جولیا سے حاصل کئے گئے رازوں کو آگے ٹرانسفر کرتے جولیا کی نظر میں ان دونوں کا خاتمہ ضروری تھا۔ ان دونوں کا خاتمہ کر کے ہی وہ ایکسٹو کو فون کر سکتی تھی۔ اب اگر وہ ایکسٹو کو فون کرتی تو کیا بتاتی کہ ایکسٹو نے اس پر جو اعتماد کیا تھا وہ اس اعتماد پر پورا نہیں اتری۔ ڈپٹی چیف ہونے کے باوجود اس نے دوسروں کو اپنے سیکرٹ دے دیئے۔ وہ بہت ہی گلٹی فیل کر رہی تھی اور چاہتی تھی کہ جلد از جلد جان براؤن اور شینا تک پہنچ جائے۔

طویل سفر کے بعد وہ دارالحکومت پہنچ گئی۔ وہ اس شہر میں ہی

پیدا ہوئی تھی۔ اس نے اسی شہر میں تعلیم حاصل کی تھی۔ وہ ایک عرصے کے بعد اپنے آبائی وطن پہنچی تھی اور وہ بہت جذباتی ہو رہی تھی۔ اس کی جیب میں سوئس کرنسی نہیں تھی۔ گریٹ لینڈ کی کرنسی تھی۔ منی ایکسچینج سے اس نے کرنسی تبدیل کرائی کرنسی تبدیل کرانے کے بعد اس نے ٹیکسی پکڑی اور اپنے والدین کی قبروں پر پہنچ گئی۔ وہ کافی عرصے بعد اپنے والدین کی قبروں پر آئی تھی۔ اس نے اپنے والدین کی قبروں پر پھول چڑھائے ان کی یاد میں کافی دیر تک آنسو بہاتی رہی اور کچھ دیر تک خاموش بیٹھی رہی۔

"ممی۔ ڈیڈی۔ میری کامیابی کے لئے دعا کیجئے گا تاکہ میں اپنے چیف کے اعتماد پر پوری اتر سکوں"...... جولیا نے کہا اور پھر وہ ایک غم کے ساتھ اٹھی اور قبرستان سے باہر آ گئی۔ ٹیکسی ڈرائیور کو اس نے انتظار کرنے کے لئے کہا تھا اس لئے وہ باہر کھڑا تھا۔ وہ ٹیکسی میں بیٹھ گئی۔

"جی مس۔ اب آپ کہاں جائیں گی"...... جولیا ٹیکسی میں بیٹھی تو ڈرائیور نے اس سے پوچھا۔

"روز روڈ چلو"...... جولیا نے کہا تو ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ جولیا بہت محبت سے باہر کے مناظر دیکھنے لگی۔ خوبصورت درختوں کی قطاریں۔ دور دور تک پھیلی ہوئی چھوٹی بڑی سرسبز و شاداب پہاڑیاں۔ پہاڑوں سے بلند گھرے بادل، روڈ کے دونوں اطراف حسین پھولوں کی قطاریں یہ سب اتنا خوبصورت تھا کہ جولیا

ان میں کھو کر رہ گئی۔

"مس۔ کیا آپ طویل عرصے کے بعد یہاں آئی ہیں"۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

"ہاں۔ میں اسی شہر میں پیدا ہوئی۔ تعلیم حاصل کی اور پھر دوسرے شہر چلی گئی۔ آج بہت طویل عرصے بعد واپس آئی ہوں۔ سب سے پہلے میں نے اپنے والدین کی قبروں پر حاضری دی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"کیا روز روڈ پر آپ کا گھر ہے"...... ٹیکسی ڈرائیور نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں نے اپنا گھر فروخت کر دیا تھا۔ روڈ روڈ پر پراپرٹی ڈیلرز کے آفس ہیں۔ میں ان کے ذریعے کوئی مکان حاصل کرنا چاہتی ہوں"...... جولیا نے جواب دیا۔

"مس۔ آپ کتنے دنوں کے لئے یہاں رہیں گی"...... ڈرائیور نے پوچھا۔

"میں ایک مہینے کی چھٹی پر آئی ہوں۔ لیکن تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو"...... جولیا نے کہا۔

"مس۔ ایکس پہاڑی کے نیچے میرا ایک چھوٹا سا مکان ہے۔ اگر آپ چاہیں تو وہ میں ایک مہینے کے لئے آپ کو رینٹ پر دے سکتا ہوں اور رینٹ بھی بہت کم ہو گا"...... ڈرائیور نے کہا۔

"تم اپنا مکان مجھے رینٹ پر دے دو گے تو خود کہاں رہو گے"...... جولیا نے کہا۔

”مس۔ میں تو ڈرائیورز کالونی میں رہتا ہوں۔ وہ مکان عموماً رینٹ پر رہتا ہے۔ اب تین دن پہلے وہ خالی ہوا ہے“...... ڈرائیور نے کہا۔

”اوکے۔ دکھا دو۔ اگر پسند آ گیا تو میں اس میں رہ لوں گی“۔ جولیا نے کہا۔ ڈرائیور نے اگلی کراسنگ سے ٹیکسی موڑ لی۔ ایلکس پہاڑی جولیا نے دیکھی ہوئی تھی۔ یہ بہت ہی خوبصورت پہاڑی تھی۔ اس کی ایک طرف سے آبشار بہہ رہی تھی۔ دو اطراف میں خوبصورت درخت تھے اور اس کے ساتھ والی پہاڑیوں پر مختلف رنگوں کے پھول اگے تھے۔ جنہیں دیکھ کر طبعیت ہشاش بشاش ہو جاتی تھی اور ایک رخ پر میدان تھا اور اس میدان میں چار گھر بنے ہوئے تھے۔ یہ گھر چھوٹے لیکن انتہائی خوبصورت تھے۔ ان چار گھروں میں سے ایک گھر ٹیکسی ڈرائیور کا تھا۔ جولیا کو یہ گھر پسند آیا اور ٹیکسی ڈرائیور نے جو کرایہ بتایا تھا وہ بھی مناسب تھا۔

”مجھے رینٹ پر ایک کار کی بھی ضرورت ہے میں ایک ہفتہ کا کرایہ ایڈوانس دوں گی“...... جولیا نے کہا۔

”اوکے مس۔ میں آپ کو کار بھی لا دیتا ہوں۔ آپ ایڈوانس دے دیں“...... ڈرائیور نے کہا تو جولیا نے اسے کچھ رقم دے دی۔ وہ رقم لے کر چلا گیا اور تقریباً ایک گھنٹے بعد ڈور بیل بجی تو جولیا نے گیٹ کھولا اور ٹیکسی ڈرائیور کار سمیت اندر آ گیا۔

”مس۔ یہ کار لایا ہوں آپ کے لئے۔ پسند آئی آپ کو“۔

ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔ یہ سفید رنگ کی ہنڈا کار تھی اور نیو کنڈیشن میں تھی اس لئے جولیا کو پسند آئی۔

”جی ہاں۔ تھینک یو“...... جولیا نے ڈرائیور کا شکریہ ادا کیا اور پھر ڈرائیور واپس چلا گیا۔ اس کے واپس جانے کے بعد جولیا نے کار مکان سے باہر نکالی مکان کو لاک کیا اور پھر وہ سپر مارکیٹ کا ارادہ کر کے چل پڑی۔ سپر مارکیٹ سے اس نے میک اپ کا سامان اور اپنی ضرورت کا دیگر سامان خریدا اور واپس ایلکس پہاڑی پر آ گئی۔ وہ میک اپ کر کے ہی جان براؤن اور شینا کی تلاش میں جانا چاہتی تھی اور انہیں تلاش کرنا جولیا کے لئے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ وہ بلیک سکائی کا آفس باآسانی ڈھونڈ سکتی تھی۔ کار مکان کے صحن میں کھڑی کر کے اس نے گیٹ بند کیا اور پھر وہ میک اپ کرنے لگی۔ اسے میک اپ کرنے میں بیس منٹ لگ گئے۔ اس میک اپ میں وہ معصوم اور بھولی بھالی سی سکول گرل لگ رہی تھی۔ وہ میک اپ سے فارغ ہوئی تھی کہ اسے گیٹ پر دستک سنائی دی۔

”کون ہے“...... جولیا نے گیٹ کے قریب پہنچ کر اپنی عادت کے مطابق بلند آواز میں پوچھا۔

”میں آپ کی ہمسائی ہوں اور مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے“...... باہر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی تو جولیا نے گیٹ کھول دیا۔ باہر چوبیس پچیس سال کی لڑکی کھڑی ہوئی تھی۔ جولیا نے اس کے لئے راستہ چھوڑا تو وہ اندر آ گئی۔

''جی فرمائیے۔ آپ کو کس قسم کی مدد کی ضرورت ہے''...... جولیا نے اس لڑکی سے پوچھا۔

''میرا نام انجلی ہے۔ سوری میں نے آپ کو تکلیف دی حالانکہ آپ کچھ دیر پہلے ہی یہاں آئی ہیں''...... اس لڑکی نے جولیا کو اپنا نام بتایا اور ساتھ ہی معذرت بھی کر لی۔

''کوئی بات نہیں۔ کسی کے کام آنا تو بہت اچھی بات ہے''۔ جولیا نے بااخلاق لہجے میں انجلی سے کہا۔

''میری والدہ سخت بیمار ہیں انہیں ہسپتال لے جانا ہے اگر آپ انہیں اپنی گاڑی میں ہسپتال پہنچا دیں تو یہ آپ کا ہم پر بہت احسان ہو گا''...... انجلی نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ نے مجھے یہاں آتے ہوئے دیکھا تھا''...... جولیا نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

''نہیں۔ رامس آپ کو چھوڑ کر جا رہا تھا تو میں نے اس سے پوچھا تھا کہ کون آیا ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ بہت ہی خوبصورت اور اچھی لڑکی رہنے کے لئے آئی ہے۔ اب میں نے آپ کو دیکھا ہے آپ واقعی بہت حسین اور معصوم ہیں۔ ہم چلیں ممی کی طبعیت بہت ہی خراب ہے''...... انجلی نے کہا۔ جولیا نے انجلی کی بات سن کر مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔ اگر اس لڑکی نے جولیا کو پہلے دیکھا ہوتا تو اب میک اپ کے بعد دوسری شکل میں دیکھ کر وہ لازماً حیران ہوتی۔

''او کے۔ آپ گیٹ کھولیں۔ میں کار باہر نکالتی ہوں''...... جولیا نے کہا اور پھر وہ کار کا دروازہ کھولنے کے لئے مڑی۔ جیسے ہی وہ مڑی ایک بجلی سی کوندی۔ اس کے سر پر ریوالور کا دستہ لگا اور وہ لہرا گئی۔ ایک وار کے بعد اس کے سر پر دوسرا وار بھی ہوا اور اس دوسرے وار نے اسے مکمل طور پر اندھیروں میں دھکیل دیا۔

جان براؤن اور لیڈی شینا بلیک سکائی کے ہیڈکوارٹر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ دونوں خوش دکھائی دے رہے تھے۔

''چیف۔ آپ نے گورنمنٹ سے کیا کہہ کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنے کی اجازت طلب کی ہے''...... لیڈی شینا نے کہا۔

''میں نے لکھا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سوئس مفادات کے خلاف کام کرنے کے لئے منصوبہ بندی کر رہی ہے اور اس سے پہلے کہ وہ سوئٹزر لینڈ آ کر ہمیں کوئی نقصان پہنچائے ہمیں خود پاکیشیا جا کر ان کے خلاف کارروائی کرنی چاہئے اور پاکشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دینا چاہئے''...... جان براؤن نے کہا۔

''چیف۔ آپ اور میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنے کے لئے بہت جذباتی ہو رہے ہیں۔ اگر حکومت نے

اجازت نہ دی تو پھر ہم کیا کریں گے''...... لیڈی شینا نے کہا۔

''پھر ہم چھٹیاں لیں گے اور ذاتی حیثیت سے جا کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کریں گے اور جب ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر کے واپس آئیں گے تو پھر سب کو فخر سے بتائیں گے''...... جان براؤن نے کہا۔

''یس چیف۔ بالکل ایسا ہی ہونا چاہئے۔ ہم نے پاکیشیا سیکرٹ کے کچھ راز حاصل کئے ہیں تو ان سے فائدہ بھی اٹھانا چاہئے''۔ لیڈی شینا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جولیا نے اتنا تو بتایا ہے کہ اس کے حفاظتی انتظامات سائنسی بنیادوں پر کئے گئے ہیں لیکن ان حفاظتی انتظامات کی تفصیل نہیں بتائی۔ کہ ان میں کون سی مشینری اور کون سا سسٹم کام کر رہا ہے''...... جان براؤن نے سوچتے ہوئے کہا۔

''واقعی چیف۔ اگر ہم جولیا سے یہ بھی پوچھ لیتے تو ہمیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کے خلاف منصوبہ بندی کرنے میں آسانی رہتی۔ خیر اب وہاں کسی ممبر کو پکڑ کر یہ پوچھ لیں گے''۔ لیڈی شینا نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ہم پاکیشیا جاتے وقت اپنی مشینیں ساتھ لیتے جائیں۔ ان کی وہاں ضرورت پڑ سکتی ہے''...... جان براؤن نے کہا تو لیڈی شینا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی

بجنے لگی۔ جان براؤن نے ٹیبل کی طرف دیکھا سرخ رنگ کے ٹیلی فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ جان براؤن چونک گیا کیونکہ اس فون پر براہ راست پریذیڈنٹ آفس بات ہوتی تھی۔

''یس۔ جان براؤن دی چیف آف بلیک سکائی سپیکنگ''۔ جان براؤن نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''پی اے ٹو پریذیڈنٹ۔ پریذیڈنٹ صاحب سے بات کریں''۔ دوسری طرف سے صدر صاحب کی پی اے کی آواز سنائی دی اور پھر ایک لمحے کے لئے لائن پر خاموشی طاری ہوگئی۔

''پریذیڈنٹ سپیکنگ''...... چند لمحوں بعد پریذیڈنٹ صاحب کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ میں جان براؤن بول رہا ہوں''...... جان براؤن نے نہایت ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جان براؤن صاحب۔ آپ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنے کی اجازت مانگی ہے۔ پاکیشیا حکومت سے ہمارے اچھے تعلقات ہیں۔ لہٰذا آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی''...... صدر صاحب نے کہا۔

''سر۔ میں نے لکھا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سوئس مفادات کے خلاف منصوبہ بندی کر رہی ہے''...... جان براؤن نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جہاں تک ہم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں

معلومات حاصل کی ہیں تو ہمیں بتایا گیا ہے کہ یہ سروس کبھی کسی ملک کے خلاف از خود کارروائی نہیں کرتی۔ ان کے ملک کے خلاف کوئی کام کیا جائے تو پھر یہ سروس فوری حرکت میں آتی ہے اور ہم سن رہے ہیں کہ یہ سروس دنیا کی خطرناک ترین سروس ہے''۔ صدر صاحب نے کہا۔

''سر۔ خطرناک بیشک ہوگئی لیکن ہم سے بہتر کارکردگی کی حامل نہیں ہوسکتی''...... جان براؤن نے کہا۔

''آپ کو ملنے والی اطلاع غلط ہوسکتی ہے۔ جب پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی بھی ملک کے خلاف کارروائی نہیں کرتی تو پھر وہ ہمارے مفادات کے خلاف کیوں پلاننگ کرے گی''...... صدر نے کہا۔

''اوکے سر۔ میں اس اطلاع کی چھان بین کرتا ہوں تا کہ اس کی صداقت کا اندازہ لگایا جاسکے''...... جان براؤن نے کہا۔

''رپورٹ بنانے سے پہلے یا مجھے بتانے سے پہلے اپنی اطلاع کی چھان بین کر لیا کریں۔ میرا وقت بہت قیمتی ہوتا ہے آپ اس کا خیال رکھا کریں''...... صدر صاحب کی خشک آواز سنائی دی اور ساتھ ہی کال بھی کٹ گئی۔

''صدر صاحب تو پاکیشیا سے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بہت متاثر نظر آتے ہیں''...... جان براؤن نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔

''اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم ذاتی طور پر پاکیشیا

جائیں اور پاکیشیا سیکرٹ کا صفایا کر کے آئیں''...... میں ایک ہفتے کی چھٹی لے رہا ہوں۔ کیا تم بھی چھٹی لو گی''...... جان براؤن نے کہا۔

''چیف۔ میں آپ کی اور اپنی درخواست ٹائپ کرتی ہوں''۔ لیڈی شینا نے کہا اور پھر وہ کمپیوٹر کا کی بورڈ اپنے سامنے کر کے درخواست ٹائپ کرنے لگی۔ درخواستیں ٹائپ کرنے کے بعد شینا نے انہیں اپنی متعلقہ وزارت کے ای میل ایڈریس پر سینڈ کر دیا۔ کچھ ہی دیر بعد انہیں جواب موصول ہو گیا۔ ان کی چھٹی منظور کر لی گئی تھی۔ وہ دفتر سے اٹھے اور ہیڈکوارٹر سے باہر آ گئے۔ پارکنگ میں جان براؤن کی کار موجود تھی وہ کار میں بیٹھ گئے۔

''صدر صاحب نے سارا موڈ ہی چوپٹ کر دیا''...... جان براؤن نے ناگوار لہجے میں کہا۔

''چیف۔ اب ہم چھٹی پر ہیں اور آزاد ہیں۔ ہم اپنے طور پر کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ صدر صاحب بے شک اجازت نہ دیں''۔ لیڈی شینا نے کہا اور پھر اچانک ہی وہ سیٹ سے اچھل پڑی اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ جان براؤن نے اسے اس قدر حیران ہوتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی حیران ہو گیا۔

''کیا بات ہے شینا۔ کیا تم نے بھوت دیکھ لیا ہے''...... جان براؤن نے کہا۔

''یس چیف۔ میں نے بھوت ہی دیکھا ہے جولیا کا بھوت۔

آپ اس سفید رنگ کی ہنڈا کار کے پیچھے چلیں''...... لیڈی شینا نے کہا تو جان براؤن کو اس کی دماغی صحت پر شک ہونے لگا۔

''شینا۔ کہیں تمہارے دماغ پر تو کوئی اثر نہیں ہو گیا''...... جان براؤن نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''پلیز سر۔ آپ بحث نہ کریں اور اس کار کے پیچھے چلیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ جولیا کی بہن یا کزن ہو۔ بہرحال اب اسے چیک کرنا ضروری ہو گیا ہے''...... لیڈی شینا نے کہا تو جان براؤن خاموش ہو گیا اور نہایت ہی احتیاط سے اس نے سفید رنگ کی ہنڈا کار کا تعاقب شروع کر دیا۔ کچھ ہی دیر بعد ہنڈا کار الیکس پہاڑی پر پہنچ گئی۔ جان براؤن نے کار سائڈ پر روک لی لیڈی شینا تیزی سے کار سے نیچے اتری اور وہ الیکس پہاڑی کی طرف بڑھ گئی جبکہ جان براؤن ڈرائیونگ سیٹ پر ہی بیٹھا رہا۔ تین منٹ بعد لیڈی شینا واپس آ گئی۔

''ہنڈا کار ایک مکان میں داخل ہو گئی سر۔ میں میک اپ کر لوں پھر اس لڑکی کو چیک کرتی ہوں کہ وہ جولیا ہے یا جولیا کی کوئی رشتے دار''...... لیڈی شینا نے کہا اور وہ کار کی پچھلی سیٹ پر آ گئی۔ اس نے سیٹ اٹھا کر میک اپ بکس نکالا اور پچھلی سیٹ پر ہی بیٹھ کر میک اپ کرنے لگی۔ تقریباً بیس منٹ بعد وہ ایک نئی لڑکی کے میک اپ میں آ چکی تھی۔ اس نے آئینے میں اپنا تنقیدی جائزہ لیا۔

''باس۔ میں کچھ ہی دیر میں آتی ہوں''...... لیڈی شینا نے کار

سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایلکس پہاڑی کے دامن میں موجود مکانات کی طرف بڑھ گئی۔

"معلوم نہیں اسے کیا ہو گیا ہے"...... جان براؤن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور شینا کو جاتے ہوئے دیکھنے لگا۔ شینا نے جس مکان میں ہنڈا کار جاتے ہوئے دیکھی تھی اس مکان کے گیٹ پر آئی اور اس نے دستک دی۔

"کون ہے"...... دستک کے جواب میں اسے آواز سنائی دی اور یہ سو فیصد جولیا کی آواز تھی۔ جولیا اس کی کلاس فیلو رہی تھی وہ اس کی آواز کو بھول نہیں سکتی تھی۔

"میں آپ کی ہمسائی ہوں اور مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے"...... شینا نے آواز بدل کر کہا تو گیٹ کھل گیا۔ لیکن گیٹ کھولنے والی جولیا نہیں تھی بلکہ وہ سکول کی معصوم سی لڑکی لگ رہی تھی شینا سمجھ گئی کہ اس کی طرح جولیا نے بھی میک اپ کیا ہوا ہے۔ اس کے بعد شینا نے جولیا کو بتایا کہ اس کی ماں بیمار ہے اور اسے جولیا کی مدد کی ضرورت ہے جولیا اسے اور اس کی والدہ کو اپنی کار میں ہسپتال پہنچا دے۔ جولیا اس کی مدد کرنے پر آمادہ ہو گئی اور اس نے شینا سے کہا کہ وہ گیٹ کھولے۔ شینا کو گیٹ کھولنے کا کہہ کر جولیا کار کے دروازے پر جھکی ہی تھی کہ شینا نے برق رفتاری سے جیب سے ریوالور نکالا اور جولیا کے سر کی پشت پر مارا۔ جولیا لہرائی تو شینا نے ایک اور وار بھی کر دیا۔ جولیا مکمل طور پر بے ہوش

ہو گئی۔ شینا نے جولیا کو کار کی پچھلی سیٹ پر ڈالا پھر اس نے مکان کا گیٹ کھولا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔ کار مکان سے باہر لا کر اس نے کار سے نیچے اتر کر مکان کا گیٹ بند کیا اور پھر وہ دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھی اور چند لمحوں بعد وہ جان براؤن کی کار کے قریب پہنچ گئی۔ اس نے ہنڈا کار جان براؤن کی کار کے پیچھے کھڑی کر دی اور نیچے اتر کر جان براؤن کے قریب پہنچی۔

"چیف۔ یہ سو فیصد جولیا ہی ہے۔ میں اسے بے ہوش کر کے لے آئی ہوں۔ اب بتائیں کہاں چلنا ہے"...... شینا نے کہا۔

"میری کوٹھی پر چلو"...... جان براؤن نے کہا تو شینا واپس ہنڈا کار میں بیٹھی۔ جان براؤن کی کار آگے بڑھی تو شینا کی کار بھی اس کے پیچھے چلنے لگی۔

جولیا کو ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک کرسی پر پایا۔ اس کے ہاتھ پشت پر کر کے رسی سے باندھ دیئے گئے تھے اور پھر اس رسی کو کرسی کی پشت سے بھی باندھ دیا گیا تھا۔ اس طرح اب جولیا کرسی سے الگ نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کی کرسی سے چند فٹ دور دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ان کرسیوں کے سامنے ایک چھوٹی سی میز رکھی ہوئی تھی۔ میز پر شراب کی ایک بوتل موجود تھی۔ کرسیوں پر جان براؤن اور شینا بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں شراب کے گلاس تھے اور وہ شراب پینے کے ساتھ ساتھ جولیا کو بھی دیکھ رہے تھے۔

”ویلکم جولیا۔ ویلکم۔ ہم تمہیں سوئٹزر لینڈ آمد پر خوش آمدید کہتے ہیں“...... لیڈی شینا نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جولیا۔ کون جولیا“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو

شینا مسکرائی۔ پھر وہ اپنی کرسی سے اٹھی میز پر ایک چھوٹا سا آئینہ بھی رکھا ہوا تھا اس نے وہ آئینہ اٹھایا اور جولیا کے قریب پہنچ کر اس نے آئینہ جولیا کو دکھایا اور اس کے بعد واپس اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گئی۔ جولیا نے آئینے میں دیکھ لیا تھا اس کا میک اپ صاف ہو چکا تھا۔

”اب تمہیں پتہ چل گیا ہے نا۔ کہ میں کس جولیا سے مخاطب ہوں“...... شینا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شینا۔ تم نے اپنی موت کو خود ہی آواز دی ہے“...... جولیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔ سنا باس۔ جولیا نے کیا کہا ہے“...... شینا نے بلند قہقہہ لگاتے ہوئے جان براؤن سے کہا۔

”جولیا۔ آج ہم تمہارے وطن پاکیشیا روانہ ہو رہے ہیں۔ تاکہ تمہاری پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر سکیں“...... جان براؤن نے شینا کے قہقہے اور بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا تو جولیا کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

”سنا ہے کہ جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے۔ اب تمہاری موت آئی ہے تو تم پاکیشیا کا رخ کرنا چاہتے ہو۔ لیکن تمہاری روانگی سے پہلے ہی میں تمہارا خاتمہ کر دوں گی“۔ جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”شینا۔ تم تو ٹھیک کہہ رہی ہو۔ اس لڑکی جولیا کا تو ذہنی توازن

ہی بگڑ گیا ہے۔ دیکھو تو کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہے"...... جان براؤن نے جولیا سے مخاطب ہونے کے بجائے شینا سے کہا۔

"باس۔ جولیا سمجھ رہی ہے کہ یہ ہماری قید میں نہیں بلکہ ہم اس کی قید میں ہیں"...... شینا نے کہا۔

"بہت ہی غلط بات ہے گڈ گرل۔ ایسا نہیں سمجھتے"...... جان براؤن نے کہا اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے استاد اپنے شاگرد کو سمجھا رہا ہو۔

"تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف مشن پر جا رہے ہو۔ کیا سوئس گورنمنٹ نے اس کی اجازت تمہیں دیدی ہے"...... جولیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ہمارے صدر صاحب کا کہنا ہے کہ پاکیشیا ہمارا دوست ملک ہے لہٰذا اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہونی چاہئے"۔ جان براؤن نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"سوئس صدر تم سے کہیں زیادہ سمجھ دار اور باخبر انسان ہیں۔ حیرت ہے تم جیسے احمق کو اتنی اہم سیٹ پر انہوں نے کیوں بٹھا دیا ہے"...... جولیا نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس بند کرو۔ ایڈیٹ۔ اگر میں نے تم سے معلومات نہ لینی ہوتیں تو میں ابھی تمہاری سانسیں بند کر دیتا"...... جان براؤن نے غصیلے لہجے میں کہا۔ شینا کے سامنے جولیا نے اسے احمق کہہ کر اس کی بے عزتی کر دی تھی اس لئے اس کا غصہ میں آنا فطری تھا۔

"تم ذاتی حیثیت سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنے جا رہے ہو"...... جولیا نے اس کے غصے کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... جان براؤن نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا۔

"تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیا دشمنی ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"یہ وجہ کیا کم ہے کہ تم نے پاکیشیا کی خاطر اپنا ملک اور مذہب چھوڑ دیا"...... جان براؤن نے کہا۔

"یہ تو کوئی وجہ نہ ہوئی کتنے پاکیشیائی سوئس شہریت حاصل کر کے یہاں رہ رہے ہوں گے"...... جولیا نے کہا۔

"یہ ٹھیک ہے کہ ہزاروں پاکیشیائی سوئس شہریت حاصل کر کے یہاں رہ رہے ہوں گے لیکن انہوں نے اپنا مذہب تو نہیں بدلا"۔ جان براؤن نے کہا۔

"چیف۔ سوال ہم نے جولیا سے پوچھنے ہیں جبکہ یہ ہم سے سوال پوچھے جا رہی ہے"...... شینا نے کہا۔

"ہاں مس جولیا۔ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سائنسی انتظامات کی تفصیل بتاؤ۔ کون کون سی مشینری ہے اور کون سا سسٹم ہے"۔ شینا کے توجہ دلانے پر جان براؤن نے پوچھا۔

"تم میرے آخری سوال کا جواب دو۔ اس کے بعد میں تم سے بات کرتی ہوں اور آخری سوال یہ ہے کہ تم نے مجھ سے جو باتیں

پوچھی تھیں وہ آگے کس کس کو بتائی ہیں‘‘...... جولیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’ابھی تک تو وہ باتیں صرف ہم دونوں کے درمیان ہی ہیں‘‘...... جان براؤن نے کہا۔

’’اس کا مطلب ہے کہ تم نے اپنی موت میں کسی اور کو اپنا حصہ دار نہیں بنایا۔ یہ تم نے بہت سمجھ داری کا کام کیا ہے‘‘...... جولیا نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا تو جان براؤن کو ایک بار پھر غصہ آ گیا۔

’’بکواس بند کرو اور جو کچھ میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ‘‘۔ جان براؤن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’شینا۔ یہ لڑکی تمہاری کلاس فیلو ہے اس لئے میں اس کا لحاظ کر رہا ہوں اور اس پر تشدد نہیں کر رہا۔ تم اسے سمجھاؤ اور اس کی زبان کھلواؤ‘‘...... جان براؤن نے شینا سے کہا تو جولیا کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

’’کیا بات ہے تمہاری ۔ کہ تم کتنا لحاظ کر رہے ہو‘‘...... جولیا نے طنزیہ لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔

’’جولیا۔ میں سنجیدگی سے کہہ رہی ہوں اگر تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کے انتظامات کی تفصیل بتا دو تو ہم تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے۔ بصورت دیگر تمہاری روح اس کمرے سے سسکتی، بلکتی اور چیختی ہوئی نکلے گی۔ تم زندہ نہیں نکل سکو گی‘‘...... شینا نے جولیا کی طرف بڑھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ جولیا اپنے

ناخنوں سے لگے ہوئے مخصوص کیمیکل کی وجہ سے ہاتھوں کی رسی کاٹ چکی تھی اور اب اس انتظار میں تھی کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک اس کے قریب آئے تو وہ ایکشن میں آئے۔

’’شینا اگر تمہیں حکومت کی طرف سے یہ مشن ملا ہوتا تو کلاس فیلو ہونے کے ناطے شاید تم سے کوئی رعایت کر جاتی کیونکہ وہ تمہاری ڈیوٹی ہوتی لیکن تم نے مجھے اغوا ذاتی حیثیت سے کیا۔ مجھے گولیاں ذاتی حیثیت سے ماریں۔ اب میں سوئٹزر لینڈ آئی تو تم نے پھر مجھے ذاتی حیثیت سے اغوا کر لیا۔ اب تم مجرم ہو۔ سوئس لاز بھی تمہیں مجرم ثابت کرتے ہیں۔ لہٰذا اب تمہارا خاتمہ کرتے ہوئے مجھے کوئی افسوس نہیں ہو گا‘‘...... جولیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’میں دیکھتی ہوں کہ تم میں کتنا دم ہے اور تم کس حد تک میری مار برداشت کر سکتی ہو‘‘...... شینا نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جولیا کو تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ بلند کیا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا تھپڑ جولیا کے منہ پر پڑتا۔ جولیا برق رفتاری سے حرکت میں آئی۔ اس نے شینا کو اٹھایا اور جان براؤن پر اچھال دیا۔ شینا فٹ بال کی طرح اڑتی ہوئی جان براؤن سے جا ٹکرائی تو وہ دونوں کرسی سمیت فرش پر گر گئے۔ انہوں نے اٹھنے میں بہت تیزی دکھائی تھی لیکن جولیا نے ان سے زیادہ تیزی کا مظاہرہ کیا تھا۔ جولیا اڑتی ہوئی ان کے سروں تک پہنچ گئی۔

جان براؤن اور لیڈی شینا ابھی اٹھے ہی تھے کہ جولیا کی ٹھوکریں

ان کے سروں پر لگیں اور وہ ایک بار پھر فرش پر گر گئے اور کروٹ بدل کر ایک دوسرے سے دور ہو گئے۔ جولیا نے جان براؤن پر ایک بار پھر چھلانگ لگائی۔ جان براؤن نے اسے اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام لیا اور پھر اسے دور پٹک دیا۔ جیسے ہی وہ فرش پر گری شینا نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ جولیا میز کے قریب گری تھی۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں جولیا نے میز پر رکھی ہوئی شراب کی بوتل اٹھائی اور ساتھ ہی اس نے کروٹ بھی بدل لی۔ اس کے کروٹ بدلنے کی وجہ سے شینا اس کے قریب ہی گری۔ پھر جولیا کا ہاتھ بجلی سے بھی تیزی سے حرکت میں آیا اور شراب کی بوتل شینا کے سر پر لگی۔ شیشے کی بوتل شینا کے سر میں لگی تو بوتل ٹوٹ گئی اور شینا کے منہ سے چیخ نکل گئی۔

جولیانے اسے حرکت کرنے کا موقع دیئے بغیر ٹوٹی ہوئی بوتل شینا کی گردن میں مار دی۔ ٹوٹے ہوئے شیشے نے شینا کی گردن کی کئی رگیں کاٹ دیں اس کے منہ سے ایک اور کربناک چیخ نکلی اور وہ ذبح کئے ہوئے مرغ کی طرح تڑپنے لگی۔ یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا تھا کہ جان براؤن کو حرکت کرنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔ شینا کو تڑپتے دیکھ کر تو وہ سکتے میں آ گیا تھا۔ جولیا نے اس کی اس کیفیت سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ اس نے ٹوٹی ہوئی بوتل سمیت جان براؤن پر چھلانگ لگائی۔ لیکن جان براؤن اسی وقت سکتے کی کیفیت سے باہر نکلا اور اس نے دائیں جانب چھلانگ لگا کر خود کو جولیا کے

حملے سے بچایا۔ جولیا کے پاؤں جیسے ہی فرش پر پڑے وہ دوبارہ اچھلی اور جان براؤن کی جانب بڑھی لیکن اس نے بھی ایک بار پھر اپنی جگہ چھوڑی اور ساتھ ہی اس کی لات بھی حرکت میں آئی۔ لات کھا کر جولیا قلابازی کھاتی ہوئی دیوار سے جا ٹکرائی اور ٹوٹی ہوئی بوتل اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔ جیسے ہی وہ دیوار سے ٹکرائی جان براؤن اچھل کر اس کے قریب پہنچا اور اس نے جولیا کے سر پر ٹھوکر مارنا چاہی لیکن جولیا انتہائی تیزی سے گھوم گئی اور جان براؤن کا پاؤں دیوار سے جا لگا۔ گھومتے ہی جولیا نے جان براؤن کی دوسری ٹانگ پکڑی اور زور سے کھینچ لی۔ جان براؤن لڑکھڑاتا ہوا فرش پر گرا اور اسی لمحے جولیا کا مکا اس کی کنپٹی پر لگا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے ستارے جھلملانے لگے۔

جولیا نے اسے دوسرا مکا بھی مارنا چاہا لیکن جان براؤن نے اس کی کلائی پکڑ لی۔ وہ چاہتا تھا کہ جولیا کی کلائی کو جھٹکا دے کر توڑ دے لیکن جولیا نے برق رفتاری کا مظاہرہ کیا اور اس نے دوسرے ہاتھ کا مکا جان براؤن کی ناک پر دے مارا۔ یہ مکا بہت ہی زبردست تھا۔ جان براؤن کی نکسیر پھوٹ پڑی اور جولیا کی کلائی پر اس کی گرفت کمزور پڑ گئی۔ جولیا نے فوراً ہی اپنی کلائی چھڑائی اور جان براؤن کے پیٹ میں ٹھوکر رسید کر دی۔ جان براؤن اوغ کی آواز نکالتے ہوئے دہرا ہو گیا۔ جولیا اپنی جگہ سے ہوا میں اچھلی اور اس کے دونوں پاؤں جان براؤن کے سر پر پڑے۔ جان براؤن کا

سر فرش سے جا ٹکرایا۔ فرش سے ٹکراتے ہی اس نے پھرتی سے کروٹ بدلی۔ لیکن اسے کروٹ بدلنے کا کوئی فائدہ نہ ہوا کیونکہ کروٹ بدلنے کے باوجود جولیا کی دونوں ٹانگیں اس کے سینے میں لگی تھیں اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سانس سینے میں اٹک گیا ہو۔ وہ اپنا سانس بحال کر ہی رہا تھا کہ جولیا نے ٹوٹی ہوئی بوتل دوبارہ اٹھا لی جیسے ہی اس نے بوتل اٹھائی اس نے دیکھا کہ جان براؤن اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس کوشش میں اسے کامیابی نہیں مل رہی تھی۔ جولیا نے اچھل کر دونوں ٹانگیں اس کے منہ پر ماریں تو وہ الٹ کر سر کے بل فرش سے ٹکرایا اور اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا۔ جولیا اچھل کر اس کے سر پر پہنچ گئی اور پھر شراب کی ٹوٹی ہوئی بوتل جان براؤن کی بھی گردن میں لگی۔ اس کی گردن کی بھی کئی رگیں کٹ گئی تھیں۔ شینا کی طرح اس کے منہ سے بھی چیخ نکلی اور وہ تڑپنے لگا۔

جولیا نے اسے تڑپتے ہوئے دیکھا تو تیز تیز سانس لینے لگی۔ پھر اس نے شینا کی طرف دیکھا۔ شینا اب تک ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ جولیا نے آگے بڑھ کر شینا کی تلاشی لی۔ شینا کی جیب سے ریوالور برآمد ہوا۔ لڑائی کے دروان شینا کو یہ ریوالور نکالنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔ جولیا نے ریوالور اپنے ہاتھ میں پکڑا اور پھر اس نے اس کمرے کی تلاشی لی۔ ایک دراز کی تلاشی لیتے ہوئے اسے مشین گن، مشین پسٹل اور گیس پسٹل بھی نظر آئے۔ اس نے ایک گیس

پسٹل اٹھا لیا۔ پھر اس نے کمرے کا دروازہ تھوڑا سا کھولا۔ اپنا سانس بند کر لیا اور گیس کیپسول فائر کر دیا۔

دو منٹ بعد اس نے آہستہ سے سانس لیا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل آئی۔ چند لمحوں بعد وہ اس کوٹھی سے بھی باہر آ چکی تھی۔ اب وہ ایکسٹو کو فون کر رپورٹ دینا چاہتی تھی اور ساتھ ہی یہ گزارش بھی کرنا چاہتی تھی کہ ایکسٹو گریٹ لینڈ میں موجود اس کے ساتھیوں کو واپس بلا لے۔ ایک پبلک کال آفس دیکھ کر اس نے ساتھ کی دوکان سے فون کارڈ خریدا اور پھر وہ کیبن میں داخل ہو گئی۔

ختم شد